اوّل
خطوطِ مشاہیر
بنام
امام احمد رضا
مؤلّف
ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی
برکاتِ رضا فاؤنڈیشن ممبئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
خطوطِ مشاہیر
بنام
امام احمد رضا
جلد اوّل
ترتیب، تحقیق، تحشیہ
ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی
برکاتِ رضا فاؤنڈیشن، بمبئی

نام	:	خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا (جلد اول)
تالیف	:	ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی پورنوی
پروف	:	محمد رحمت اللہ صدیقی، محمد شرافت حسین رضوی
ضخامت	:	۵۱۲ صفحات
طباعت اول	:	۱۴۲۸ھ ۲۰۰۷ء
تعداد	:	۱۱۰۰ر گیارہ سوہ
ناشر	:	البرکات رضا فاؤنڈیشن، بمبئی
اہتمام	:	ادارہ افکار حق، بائسی، پورنیہ، بہار
قیمت (پہلی جلد)	:	300/-

ب سے رابطہ کا پتہ

Dr. Ghulam Jabir Shams Mi...

201, Ghazala Galaxy, Nr. Kurnal Shopping Co...

Naya Nagar, Mira Road (E), Mumbai-401107

Ph.{022}56293619 Mob. 09868328511

E-mail:ghulamjabir@yahoo.com

تقسیم کار

مکتبہ جامِ نور ۴۲۲، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۔ ۶

مشمولات

نوٹ: یہ کتاب حروفِ تہجی کے اعتبار ترتیب دی گئی ہے۔ الف سے عین میں شاہ عبدالسلام رضوی جبل پوری تک کے خطوط پہلی جلد میں ہیں۔ مولانا قاضی عبدالوحید فردوسی سے یاء تک کے خطوط دوسری جلد میں ہیں۔ دونوں جلدوں کے صفحات مساوی ہیں۔ (شمس مصباحی)

انتساب :

ان تمام پاکانِ خدا، خاصانِ خدا کے نام
جنہوں نے جان کی بازی لگا کر دین حنیف
کے چہرہ کو غبار آلود ہونے نہ دیا

☆

ان تمام فرزندان اسلام کے نام
جو دین برحق کے رخ روشن کی تلاش میں ہیں

☆

اس سائبان کے نام
جو میرے ایثار پسند، علماء نواز، دین پرست، راست گو
والدین کریمین کی صورت میں میرے سر پر ہر پل سایہ فگن رہتا ہے

☆

اپنی اہلیہ اور ننھے بچوں کی اس قربانی کے نام
جو میرے علمی کاموں میں رکاوٹ نہیں ڈالتی

شمس مصباحی، بورنوی

تکمیل آرزو :

حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں	مارہرہ
حضرت مفتی اختر رضا خاں ازہری	بریلی
حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری	گھوسی
حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی	فیض آباد
حضرت مفتی مطیع الرحمن رضوی	بنگلور
حضرت مفتی ایوب مظہر رضوی	پورنیہ
حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	کراچی
حضرت سید وجاہت رسول قادری	کراچی
حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری	لاہور
حضرت علامہ اقبال احمد فاروقی	لاہور
حضرت پروفیسر فاروق احمد صدیقی	مظفر پور
حضرت علامہ محمد احمد مصباحی	مبارکپور
حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی	چریاکوٹ

کہ ان کے حوصلہ افزا کلمات، محبتیں اور ان کی دعائیں مدام شامل حال ہوتی ہیں۔

تھدیہ

☆

محسنِ اھلِ سنت

حضرت علامہ عبدالحکیم شرفؔ قادری علیہ الرحمہ

لاہور

☆

صدر العلماء

حضرت علامہ تحسین رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ

کی

خدمت

میں

مؤلف ایک نظر میں

نام : غلام جابر

قلمی نام : شمس مصباحی پورنوی

ولدیت : قاضی عین الدین رشیدی

پیدائش : ۱۸/اپریل ۱۹۷۰ء

جائے ولادت: قاضی ٹولہ ہری پور، بائسی، پورنیہ، بہار

تعلیمی لیاقت: فاضل درس نظامی

جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ، یوپی

جامعہ منظر اسلام، بریلی شریف، یوپی

عالم، مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، پٹنہ، بہار

منشی کامل، عربی و فارسی بورڈ، الہ آباد، یوپی

ادیب کامل، جامعہ اردو، علیگڑھ، یوپی

ایم، اے، مگدھ یونیورسٹی، بودھ، گیا، بہار

پی ایچ ڈی، بہار یونیورسٹی، مظفر پور، بہار

مشغلہ : درس وتدریس، تصنیف واشاعت، دعوت وتبلیغ

قلمی خدمات:

(۱) مسلکِ مختار (فکر رضا کے حوالے سے) ادارہ افکار حق، بائسی، پورنیہ، بہار ۱۹۹۳ء

(۲) آئینہ امام احمد رضا (ایک دستاویزی تالیف) ادارہ افکار حق، بائسی پورنیہ، بہار ۱۹۹۳ء

(۳) فضائل رمضان وتلاوت (ہندی) ادارہ افکار حق، بائسی پورنیہ، بہار ۱۹۹۴ء

(۴) اُجالا (ہندی ترجمہ) ادارہ افکار حق، بائسی پورنیہ، بہار ۱۹۹۴ء

(۵) امام احمد رضا کی مکتوب نگاری (مقالہ پی، ایچ، ڈی) غیر مطبوعہ

(۶) کلیات مکاتیبِ رضا (تین جلدیں) مطبوعہ ہندو پاک ۲۰۰۵ء

(۷) پروازِ خیال مطبوعہ ادارہ مسعودیہ، کراچی پاکستان، ۲۰۰۵ء

(۸) حیات رضا کی نئی جہتیں　　مطبوعہ ممبئی ۲۰۰۷

(۹) امامِ احمد رضا خطوط کے آئینے میں　　مطبوعہ لاہور ۲۰۰۷

(۱۰) خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا (دو جلدیں) مطبوعہ ممبئی ۲۰۰۷

(۱۱) مسئلہ اذان ثانی ایک تحقیقی مطالعہ　　غیر مطبوعہ

(۱۲) تین تاریخی بحثیں　　غیر مطبوعہ

(۱۳) ندوۃ العلماء ایک تجزیاتی مطالعہ　　غیر مطبوعہ

(۱۴) تقریظات امام احمد رضا　　غیر مطبوعہ

(۱۵) اسفار امام احمد رضا　　غیر مطبوعہ

(۱۶) امام احمد رضا کے چند غیر معروف خلفاء　　غیر مطبوعہ

(۱۷) امام احمد رضا آداب والقاب کے آئینے میں غیر مطبوعہ

(۱۸) حکایات امام احمد رضا　　غیر مطبوعہ

(۱۹) مواعظِ اما احمد رضا　　غیر مطبوعہ

(۲۰) چشم و چراغ خاندان برکات　　غیر مطبوعہ

(۲۱) سید شاہ اولاد رسول محمد میاں مارہروی، حیات ومکتوبات غیر مطبوعہ

(۲۲) مولانا عبد القادر بدایونی، حیات ومکتوبات　غیر مطبوعہ

(۲۳) قاضی عبد الوحید فردوسی، حیات ومکتوبات　غیر مطبوعہ

(۲۴) شخصیات ومکتوبات (دو جلدیں)

فہرست مکتوب نگار

الف

۱۱۱	پروفیسر حاکم علی	لاہور، پاکستان	۲	۳۰۲
۱۱۲	حضرت مولانا سید محمد حسین	اوجھیانہ، یوپی	۱	۳۰۸
۱۱۳	حضرت مولانا محمد حسین وکیل	حیدرآباد، دکن	۱	۳۰۹
۱۱۴	حضرت مولانا محمد حبیب علی	اٹاوہ، یوپی	۱	۳۱۱
۱۱۵	جناب محمد حسین	پیلی بھیت، یوپی	۱	۳۱۳
۱۱۶	جناب ابوالخیر سید حسن	بنارس، یوپی	۱	۳۱۴
۱۱۷	جناب سید حمید الرحمٰن	نواکھالی، بنگلہ دیش	۱	۳۱۶
۱۱۶	جناب حاضر علی	ٹانڈہ، یوپی	۱	۳۱۸
۱۱۹	جناب محمد حنیف خاں	عظیم آباد، پٹنہ	۲	۳۱۹
۱۲۰	جناب حامد حسین خاں	مسجد جامع	۱	۳۲۱
۱۲۱	جناب حمید الدین خاں	علی گڑھ، یوپی	۱	۳۲۳
۱۲۲	حضرت مولانا حامد بخش	بدیواں، یوپی	۱	۳۲۴
۱۲۳	حضرت مولانا محمد حسین	جودھ پور، راجستھان	۱	۳۲۵
۱۲۴	جناب حامد حسین خاں	بریلی شریف، یوپی	۱	۳۲۶
۱۲۵	جناب حسین خاں	بریلی شریف، یوپی	۱	۳۲۷
۱۲۶	جناب حضو خاں	کٹرہ، یوپی	۱	۳۲۸
۱۲۷	جناب حمید الدین خاں	پیلی بھیت، یوپی	۱	۳۲۹

۱۵۶	مولانا حکیم سراج الحق قادری	پتہ درج نہیں	۱	۳۷۹
۱۵۷	مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد	گیا، بہار	۱	۳۸۰
۱۵۸	جناب سراج الدین جج	بہاولپور، پاکستان	۱	۳۸۱
۱۵۹	حافظ سجاد شاہ	جہلم، پاکستان	۱	۳۸۲
۱۶۰	نواب سید سرفراز علی خاں	سکندرآباد، دکن	۱	۳۸۴
۱۶۱	مولانا نواب سلطان احمد خاں	بریلی شریف، یوپی	۱	۳۸۵
۱۶۲	جناب نواب سردار علی خاں	سکندرآباد، دکن	۱	۳۸۶
۱۶۳	جناب سردار مجیب الرحمٰن خاں	کھیری، یوپی	۲	۳۸۷
۱۶۴	جناب سرور خاں	بمبئی، مہاراشٹر	۱	۳۸۹
۱۶۵	مولانا سید سلیمان اشرف	علیگڑھ، یوپی	۲	۳۹۲
۱۶۶	جناب سلیم اللہ خاں صاحب	لاہور، پاکستان	۱	۳۹۳
۱۶۷	جناب سلطان احمد خاں	ہگلی، بنگال	۱	۳۹۵
۱۶۸	جناب محمد سلیم خان	گول بازار	۱	۳۹۶
۱۶۹	جناب سعید الرحمٰن	کلکتہ	۱	۳۹۷
		﴿ش﴾		
۱۷۰	حضرت مولانا سید شفیع احمد	بدایوں، یوپی	۱	۳۹۸
۱۷۱	حضرت مولانا شفیع احمد	بیسل پور، یوپی	۱	۳۹۹

افتتاحیہ

مشکلیں کچھ بھی نہیں عزم جواں کے آگے
حوصلے آہنی دیوار گرا دیتے ہیں

آب وگل کی آمیزش ہوئی، تو انسان پیدا ہوا اور یہ سب کو معلوم ہے کہ اس انسان کا آغاز ایک قطرۂ آب ہے اور انجام ایک مشت خاک۔ اس آغاز وانجام کی کہانی پل بھر بھی ہوسکتی ہے، پہروں بھی چل سکتی ہے اور پیڑھی در پیڑھی بھی ختم نہیں ہوسکتی۔ ہاں! انسان اتنا ناتواں ہے، اتنا بے کراں ہے۔ شاعر کے تخیل نے کیا خوب تصویر اتاری ہے:

سمٹے تو اک مشت خاک ہے انساں
پھیلے تو کونین میں سما نہ سکے

وہ، جس کی فکری توانائیوں سے ملت کی تعمیر ہوتی ہے۔ معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ تاریخ اسے ہر دور میں رجل عظیم، بطل جلیل، مصلح امت اور مفکر ملت بنا کر پیش کرتی رہتی ہے۔ وہ تو چلا گیا کہ اسے جانا ہی تھا۔ مگر اس کی فکر زندہ ہے۔ اصلاحی کوششیں تابندہ ہیں، دینی وعلمی نگارشات درخشندہ ہیں۔

تاریخ گواہ ہے، نہ فرعون ونمرود رہا، نہ ہامان وشداد رہا، ہاں! اس کی حکایت تو ضرور موجود ہے۔ مگر کتنی عبرت ناک ہے، افسوس ناک ہے۔ کتنا بھولا ہے

وہ، جس نے زندگی نذرِ آورگی کردی، یہ دانائی نہیں، نادانی ہے، حماقت ہے۔ یقیناً دانا ہے وہ، جس نے زندگی وقفِ بندگی کردی، اس نے زندگی گنوائی نہیں، کمائی ہے۔ بگاڑی نہیں، بنائی ہے اور بے شک اسی زندگی کو تابندگی ملی ہے، درخشندگی ملی ہے۔

دور کی بات تو دور ہے، قریب آئیں، جھانک کر دیکھیں۔ امام اعظم پر لکھی گئی کتابوں کی تعداد ۱۴۴۰ ہے اور حنفیوں کی تعداد ۸۶ کروڑ سے زائد ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی پر ۳۶۰ کتابیں وجود میں آئیں۔ یہ تعداد ۱۰۹۴ھ تک کی ہے۔ اب تو اور زیادہ ہوگی۔ امام احمد رضا پر ۲۶ ۷ کتب ومقالات تحریر کئے گئے۔ یہ تو صرف اب تک کی بات ہے۔ جب کہ یہ سلسلہ زلف یار طرحدار کی طرح دراز ہوتا چلا جارہا ہے۔ بتایا جائے! یہ زندگی، تابندگی، درخشندگی نہیں، تو کیا ہے؟

یہ سوچنا محض بھول ہے کہ زندگی آنے جانے کا نام ہے۔ عیش وطرب کا نام ہے۔ حیات اور موت یہ دو کنارے ہیں۔ نہ زندگی سے فرار ممکن ہے، نہ موت سے مفر۔ یہ محسوس زندگی کی بات ہے، ورنہ زندگی سے پہلے کی زندگی اور موت کے بعد کی زندگی کی نوعیت جدا جدا ہے۔ زندگی میں زندگی سمائی ہوئی ہے۔ زندگی کبھی فنا نہیں ہوتی۔ انسان پر یہ بھید بتدریج آشکار ہوتا ہے۔

☆

میانہ قد، چھریرا بدن، گندمی چمکدار رنگ، چہرہ پر ہر چیز مناسب، ملاحت لئے ہوئے، بلند پیشانی، ستواں ناک، ہر دو آنکھیں بہت بڑی و موزوں، جن میں قدرے تیزی، جو پٹھان قوم کی خاص علامت ہے، ہر دو ابرو کمانِ ابرو کے مصداق، داڑھی گرہ دار خوبصورت، گردن بلند صراحی دار، جو سرداری کی خاص علامت ہوتی ہے

اور کن بیٹیاں اپنی جگہ پر مناسب یہ تھے امام احمد رضا، جو بریلی میں ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء کو پیدا ہوئے۔ تمام تر تعلیم اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ سے حاصل کی۔ اور ۱۳ سال ۱۰ ماہ میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ ۱۳ ہی برس کی عمر میں فتوی نویسی شروع کر دی۔ آپ کو ۵۵ یا اس زائد علوم وفنون پر مہارت و دسترس حاصل تھی۔ ایک محقق نے یہ تعداد ۷۰ بتائی ہے۔

اپنی عمر کے ۱۳ ویں برس ہی آپ نے فن کلام میں ایک کتاب لکھی یہیں سے جو قلمی سفر شروع ہوتا ہے، تو دم واپسی ۱۳۴۰ھ تک مسلسل رواں دواں رہتا ہے۔ اپنی تعداد تصانیف کے بارے میں اپ نے ۵۰۰ سے زائد بتائی ہے۔ اور فتاویٰ رضویہ کی ۱۲ جلدیں لکھی ہیں۔ ان کی تصانیف کی ایک فہرست ۱۳۲۷ھ میں مرتب ہوئی۔ جس میں ۳۵۰ کتابوں کے نام درج ہیں۔ دوسری فہرست میں تعداد ۵۴۸ بتائی گئی ہے۔ ایک تیسری فہرست میں ۸۵۰ کتابوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ایک جگہ ۷۵۰ کا ذکر ملتا ہے۔ مولانا مفتی اعجاز ولی خان نے ۱۳۴۰ھ میں لکھا کہ امام احمد رضا کے کتب ورسائل کی تعداد ایک ہزار سے متجاویز ہے۔

اب عام محققین ایک ہزار سے زائد ہی کی تعداد کے قائل نظر آتے ہیں۔ اس کی پوری تفصیل دیکھنی ہو، تو خاکسار کی کتاب ''حیات رضا کی نئی جہتیں'' میں ملاحظہ کریں۔ ایسی ہمہ گیر شخصیت، جو تحریر وتصنیف میں اس قدر مصروف ہو، اس کے پاس کس قدر خطوط آتے ہوں گے اور ان کے جوابات ارسال کیئے گئے ہوں گے۔ دنیا کے ہر خطہ سے خطوط وسوالات آتے تھے، جن کی تعداد کبھی ایک ہی دن میں چار سو تک پہنچ جاتی تھی۔

بیتے ہوئے لمحوں کے ٹوٹے ہوئے رشتوں کو

کچھ یاد بھی رکھنا ہے، کچھ بھول بھی جانا ہے

وہ جماعت، جو سوادِ اعظم کہلاتی ہے، ایک عرصہ تک سوتی رہی۔ جب گردش ایام کی تیز دھوپ نے اسے بے دار کیا، تو ہر سو بیداری کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اہل علم نے کروٹ لی، صاحب قلم نے پہلو بدلے، ادارے قائم ہوئے، اکیڈمیاں وجود میں آئیں۔ بڑا کام ہوا، بڑا نام ہوا۔ یہ سلسلہ ابھی جاری ہے اور جاری رہے گا۔

علم، عشق، حسن، صداقت، فطری طور پر یہ چیزیں چُھپنا نہیں، چھپنا، اور دبنا نہیں، ابھرنا چاہتی ہیں۔ چُھپانے والا لاکھ چُھپائے، دبانے والا لاکھ دبائے، روکنے والا لاکھ روکے، وہ چھپائے نہیں چھپتی۔ دبائے نہیں، دبتی۔ روکے نہیں رکتی۔ یہ بدیہی بات ہے۔ جو دلیل نہیں چاہتی، وہ اپنی جگہ حق ہے، اٹل ہے۔

☆ امام احمد رضا اور علم حدیث، کی ۵ جلدیں

☆ جامع الآحادیث، کی ۱۰ جلدیں

☆ شرح حدائق بخشش کی ۲۵ جلدیں

☆ فتاوی رضویہ کی ۳۰ جلدیں

☆ سیرت مصطفیٰ جان رحمت کی ۴ جلدیں

☆ کلیات مکاتیب رضا کی ۳ جلدیں

☆ بیسیوں یونیورسٹیوں کے تحقیقی مقالات

☆ سینکڑوں دانشوروں کی علمی وفنی نگارشات

یہ سب اسی علم کی جلوہ سامانیاں ہیں۔ اسی عشق کی عشوہ طرازیاں

ہیں۔ اسی حسن کی سحر انگیزیاں ہیں۔ اسی صداقت کی باد بہاریاں ہیں، جو فکر رضا سے موسوم ہیں۔ آج ایوان عناد زد میں ہے۔ بغض و بغاوت شرمسار ہے، تعصب و اعتساف عرق آلود ہے۔ انانیت ونفسانیت پشیمان ہے۔ ضد وہٹ پانی پانی ہے۔ روکنے والا، دبانے والا، چھپانے والا، حیران وپریشان ہے۔ مثل مشہور ہے۔ سانچ کو آنچ نہیں۔

سچ کی آواز دبانے سے ابھر جاتی ہے
زندگی آگ میں تپ تپ کے نکھر جاتی ہے

یہ صحیح ہے، چودہویں صدی ہجری میں سواد اعظم کا نمائندہ فرد امام احمد رضا ہے، لیکن یہ بھی ایک بے رحم حقیقت ہے۔ تن تنہا کوئی شخص نمائندہ نہیں ہوتا، نمائندہ بننے میں جہاں اس کی ذات، قابلیت، گھر اور والدین کا دخل ہوتا ہے۔ وہیں اس کے اساتذہ، مشائخ، احباب، خلفاء، تلامذہ، ماحول و ماحولیات، خانقاہ و خانقاہی شخصیات، دینی وعلمی مراکز کا بھی مکمل حصہ ہوتا ہے۔ اس لئے اہل سنت کو چاہئے کہ وہ ان جہتوں سے بھی سوچیں اور کام کریں۔

کھلے عام کچھ مار ہیں، جیسے یہود وہنود، تو کچھ مار آستین ہیں، جیسے اہل عناد و اہل بدت۔ آج اسلام ان سب کے نرغے میں ہے۔ دین خطرے میں ہے۔ دین دشمن قوتوں نے دین کے ہزار چہرے بنا دیئے ہیں۔ کتابوں کا انبار ہے۔ لٹریچرز کی بھرمار ہے۔ اس صورت میں عام مسلمان دغدغہ میں ہے۔ نئی نسل تذبذب میں ہے۔ دین کا حقیقی چہرہ کون سا ہے۔ شناخت مشکل ہورہی ہے۔ دین کا درست درس کن کتابوں میں ہے انتخاب دشوار ہورہا ہے۔ اس لئے سواد اعظم کو خوش فہمی میں مبتلا نہیں

رہنا چاہئے۔ اُسے ان آوازوں کو بغور سُننی چاہئیں۔ جو آفاقِ عالم سے آرہی ہیں۔ نوشتۂ دیوار کیا ہے۔ وہ بھی ضرور پڑھنا چاہئے۔ اپنی کارگذاریوں کا جائزہ لینا چاہئے۔ پھر نئے عزم، نئی قوت اور نئی تکنک سے آگے مارچ کرنا چاہئے۔

سفر اور سمت سفر کا تعین، کام اور کام کی نوعیت، یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اگر سمت سفر متعین نہیں، تو مسافر تھک جائے گا اور منزل دور ہی رہے گی۔ اسی طرح کام کی نوعیت کا سمجھ لینا بھی ضروری ہے۔ ورنہ کارکن الجھ جائے گا اور کام بے نتیجہ ثابت ہوگا۔ پسینہ بہا کر کام کیا۔ حصہ میں پشیمانی آئی، تو یہ کیا خاک کام ہوا؟ اس لئے سمت کا تعین اور نوعیت کا ادراک ازبس لازم ہے۔ علمی کام پتا مار کام ہے۔ صبر وضبط کا امتحان لیتا ہے۔ بے پناہ قربانیاں چاہتا ہے۔ اُتھلی طبیعت کے آدمی سے یہ کام ممکن نہیں۔

☆

۱۹۹۳ء کی بات ہے۔ خاکسار نے جب علمی کام کا آغاز کیا۔ تحقیق کی شروعات، تلاش، راہِ تلاش کی کی تلخیاں، سفر، سفر کی صعوبتیں، شہروں اور شخصیتوں کی محبتیں اور بے اعتنائیاں، ان تمام باتوں کا ذکر میں نے ''کلیات مکاتیب رضا'' جلد اوّل کے مقدمہ میں کیا ہے۔ جب یہ کتاب چھپی اور حضرات ذوی العلوم تک پہنچی، تو اکابرین ومعاصرین، ادباء ومحققین نے دعائیں دیں، تحسین وآفرین کہا، تاثرات لکھے، تبصرے کئے۔ مقالات ضبط تحریر میں لائے، پھر خاکسار کو ارسال کیا۔ اگر ہم صرف اُن سب کی ایک جھلک پیش کریں، تو ایک مضمون بن جائے گا۔ اس لئے ان کے شکریہ کے ساتھ صرف ان کے اسمائے گرامی کا اندراج یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے:

☆ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری — گھوسی
☆ امام علم وفن خواجہ مظفر حسین رضوی — فیض آباد
☆ فقیہ النفس مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی — بنگلور
☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقش بندی — کراچی
☆ شیخ طریقت مفتی عبد الحلیم رضوی — ناگپور
☆ شیخ الحدیث مفتی سلیم اختر نقش بندی — بمبئی
☆ شیخ الحدیث مفتی شعبان علی نعیمی — بمبئی
☆ نبیرۂ صدر الشریعہ مفتی محمود اختر — بمبئی
☆ مفتی انوار الحق وارثی مصباحی — بمبئی
☆ علامہ اقبال احمد فاروقی — لاہور
☆ ڈاکٹر فاروق احمد صدیقی — مظفر پور
☆ حضرت سید وجاہت رسول قادری — کراچی
☆ ڈاکٹر مختار الدین احمد — علی گڑھ
☆ حضرت مفتی ولی احمد رضوی — باسنی، ناگور
☆ علامہ عبد المبین نعمانی — چریا کوٹ
☆ ڈاکٹر صابر سنبھلی — مراد آباد
☆ ڈاکٹر حسن رضا خان — پٹنہ
☆ ڈاکٹر شکیل احمد خان — علی گڑھ
☆ ڈاکٹر نجم القادری — بمبئی

☆ مشہور مزاح نگار یوسف ناظم بمبئی

☆ ڈاکٹر امجد رضا امجد پٹنہ

☆ علامہ مقبول احمد مصباحی بمبئی

☆ الحاج مقبول احمد ضیائی لاہور

☆ جناب مشاہد حسین رضوی مالیگاؤں

☆ مولانا غلام مصطفیٰ قادری باسنی، ناگور

☆ مولانا اسلم رضا قادری باسنی، ناگور

☆

کبھی شمع دیدۂ نم لئے، تو کبھی چراغ حرم لئے
میں گیا نہ جانے کہاں کہاں تری جستجو کا بھرم لئے

پی ایچ ڈی کرنے کے دوران جو شوق تھا، اُس شوق جنوں انگیز کی شمع روشن تو تھی ہی۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کی خلوص آمیز رہنمائی نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ حسن سرِ بام جھانکتا رہا۔ عشق درِ بام تاکتا رہا۔ شمع جلتی رہی، پروانہ نثار ہوتا رہا۔ تا آں کہ وہ بے مراد نہیں، بامراد ٹھہرا، جو چاہا تھا، وہ تو ہوا ہی۔ جو نہ چاہا تھا، وہ بھی ہو گیا۔ للہ الحمد۔

''خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا'' پیش خدمت ہے۔ جو اپنی نوعیت کا پہلا منفرد کام ہے۔ اس میں کیا ہے، کیا نہیں ہے، قبل از وقت کچھ کہنا میرے لئے قدرے مشکل ہے۔ البتہ اتنا ضرور ہے۔ ''کلیات مکاتیب رضا'' سے جس طرح فکر رضا کا ایک نیا چہرہ سامنے آیا ہے۔ اسی طرح ''اس کتاب'' سے بھی اس کا ایک نیا مکھڑا سامنے آئے گا اور پھر ہنرمند اہل قلم اس کے تیکھے نقوش، خدوخال، زلف ورخ کو ایک

نئی آب وتاب سے زیر بحث لائیں گے۔ چونکہ موضوعاتی اعتبار سے یہ ایک علمی تاریخی دستاویزی مرقع ہے۔ قارئین کو نئی راہیں، نئے آفاق سے آشنا کرے گا۔

کلیات، جو مرسلہ خطوط کا مجموعہ ہے۔ اس میں ۱۴۴ مکتوب الیہم کے نام خطوط کی تعداد ۳۵۴ ہے۔ اس کی طباعت کے بعد مزید کئی درجن خطوط حاصل ہوئے ہیں۔ جب کہ اس کی تیسری جلد ابھی غیر مطبوعہ ہے۔

خطوط مشاہیر، یہ موصولہ خطوط کا مجموعہ ہے۔ اس میں مکتوب نگار کی تعداد ۴۰۰ سے زائد ہے۔ اور خطوط کی تعداد ۶۰۰ سے متجاوز ہے۔ تلاش، جستجو ابھی جاری ہے۔ ہر دو طرح کے مرسلہ یا موصولہ خطوط اگر کسی صاحب یا ادارہ کے پاس محفوظ ہوں، تو وہ ہمیں ضرور عنایت کریں کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کے ذکر وشکر کے ساتھ شریک اشاعت کر سکیں۔

علماء عرب اور امام احمد رضا کے درمیان جو گہرے تعلقات تھے، وہ ڈھکے چُھپے نہیں ہیں۔ دونوں میں خطوط ومراسلات کا ایک طویل سلسلہ رہا۔ کتاب کے شروع میں علمائے عرب کے صرف پانچ خطوط درج کر دیئے گئے ہیں۔ جو الف بائی ترتیب کے خلاف ہے۔ ایسا تبرکاً وتیمناً کیا گیا ہے اور عربی عبارتوں کی صرف تراجم پیش کیے گئے ہیں۔

اس مجموعہ میں خطوط کی ایک بڑی تعداد فتاوی رضویہ قدیم وجدید سے ماخوذ ہے۔ دوسری بڑی تعداد ''مکتوبات علماء وکلام اہل صفا'' سے منقول ہے۔ فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، تبہ لاہور پیش نظر ہونے کی وجہ سے حوالوں کی تخریج میں بری مدد ملی ہے۔ اس کا کامل سیٹ فقیر کو بطور اعزازی ملا ہے۔ یہ رضا اکیڈمی لاہور کے روح رواں

الحاج مقبول احمد ضیائی کی عنایت و مہربانی ہے۔ دو جہاں میں خدا ان کا بھلا کرے۔

''مکتوبات علماء و کلام اہل صفا'' تاریخی نام ہے۔ جس سے ۱۳۱۴ھ مستخرج ہوتا ہے۔ اسکے چھپے ہوئے ۱۱۳ برس بیت گئے۔ یوں اس کا شمار نوادرات میں ہونا چاہیے۔ ۱۱۲ صفحے کی اس کتاب میں ۲۰۲ خطوط و تحریرات ہیں۔ اُن میں سے ۱۲۳ خطوط امام احمد رضا کے نام ہیں۔ جو یہاں نقل کیے گئے ہیں۔ یہ اس لئے کہ حسد پیشہ لوگ اولاً تو خلاف اور اختلاف کے فرق ہی کو نہیں سمجھتے۔ ثانیاً وہ صرف اختلاف کو یاد رکھتے ہیں۔ اسباب اختلاف بھول جاتے ہیں۔ اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کا قلم مصلح کو مفسد، فریادرس کو جفاکش، بینا کو نابینا دھڑلے سے لکھتا چلا جاتا ہے۔ پھر سادہ لوح لوگ رہزن کو رہبر، بدخواہ کو خیر خواہ باور کرنے لگتے ہیں۔ یہ ایک سنگین علمی خیانت ہے۔ بدترین تاریخی جرم ہے۔ اس انداز فکر کی اصلاح ہونی چاہئے۔ ندوت العلماء کے قضیہ کو سمجھنے کے لئے یہ اور اس جیسی کتابوں کا مطالعہ اور تجزیہ ازبس ضروری ہے۔ اس کا ایک سیر حاصل جائزہ میری کتاب ''ندوۃ العلما، ایک مطالعہ'' میں دیکھا جا سکتا ہے۔

''صحائف رضویہ و عرائض سلامیہ'' یہ پیر طریقت مفتی محمود احمد قادری سجادہ نشین خانقاہ سلامیہ، برہانیہ جبلپور کی ترتیب ہے۔ وہاں کے حاضر باش عقیدت کیش الحاج رمضان علی نے نقل کیا ہے۔ اس میں مولانا شاہ عبدالسلام رضوی کے ۲۳ خطوط ہیں، جو امام احمد رضا کو بھیجے گئے ہیں اور ۳۵ خطوط اما احمد رضا کے ہیں جو افرادِ خاندان سلامی کو مرسل ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں دونوں علمی خاندانوں کے مابین مراسم و روابط کی بہت سی یادداشتیں موجود ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی عنایت سے یہ قلمی نسخہ ملا۔ جب کہ جبل پور پہنچ کر بھی میں اس کے حصول میں ناکام رہا تھا۔

اس کتاب کی آرائش کے لیے جو میرا تخیل تھا، وہ یہ تھا۔ ہر ایک مکتوب نگار پر
ایک مختصر نوٹ، جس سے اس کی شخصیت اور علمی قدر ومنزلت اجالے میں آجاتی۔
ابحاث وواقعات پر بہ قدر ضرورت حواشی، یہ حواشی کلید نما ثابت ہوتے۔ وہ خطوط جن
سے ایک گونہ تشنگی کا احساس ہوتا ہے ان کے دیئے ہوئے جوابات کے خلاصہ کا اندراج۔
کامل حوالوں کی تخریج اور مختلف قسم کے اشاریہ جات، مثلاً اشاریہ آیات، اشاریہ
احادیث، اشاریہ فقہی عبارات، اشاریہ شخصیات، اشاریہ اماکن، اشاریہ کتب و
رسائل، یہ اشاریے کتاب کے مباحث وموضوعات کے سمجھنے، سمیٹنے میں مدد دیتے۔
اگر میں ایسا کر پاتا، تو کتاب کی اہمیت، افادیت، معنویت دوبالا
ہوجاتی۔ ضخامت بھی ڈیڑھ گنا ہوجاتی اور یہ بھی کسک رہ گئی کہ حیاتِ رضا کا جائزہ
مرسلہ وموصولہ خطوط کی روشنی میں نہیں لیا جاسکا۔ چونکہ یہ کام جس ذہنی ومعاشی آسودگی
کا طالب ہے۔ وہ فقیر بے نوا کو میسر نہیں۔ بس اساسی ڈھانچہ تیار ہے، سر سلامت تو
پگڑی ہزار، اہل نظر کے ہنر مند ہاتھ مجھ سے بہتر آبگینے تراش سکیں گے۔ مخلص نوجوان
فضلا اٹھیں اور یہ پگڑیاں اپنے سر سجائیں۔ یاد رہے کہ عزت صرف دستار سے نہیں،
کردار سے ملتی ہے۔ اس رنگین دنیا کا تام جھام چند روزہ ہے کردار وعمل ہی نیک نامی
اور اخروی سعادت کی ضمانت ہے۔ للہ الحمد کتاب خطوط مشاہیر دو جلدوں پر مشتمل
پیشِ خدمت ہے اگر اس میں تمام مواد سمویا جاتا تو اس کی ضخامت بارہ سوصفحات سے
زیادہ ہوتی۔ قریب ڈیڑھ سوصفحات کا مواد ہم نے روک لیا ہے۔ وقت آنے پر تیسری
جلد کی صورت میں اس کو پیش کردیا جائے گا۔
اس مجموعہ کے خطوط جن کتابوں اور جریدوں سے ماخوذ ہیں، ان کی ایک

اجمالی فہرست یہ ہے :

۱ قلمی خطوط

۲ صحائف رضویہ و عرائض سلامیہ، قلمی

۳ فتاوی رضویہ کی ۱۲ جلدیں، طبع بمبئی، ۱۹۹۴ء

۴ فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ ۳۰ جلدیں، طبع لاہور۔

۵ مکتوبات علماء و کلام اہل صفا مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی، ۱۳۱۴ھ

۶ نفی العار من معائب المولوی عبدالغفار، مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی، ۱۳۳۲ھ

۷ اجلی انوار الرضا مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی، ۱۳۳۴ھ

۸ سلامۃ اللہ لاہل السنہ من سبیل العناد والفتنہ، مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی، ۱۳۳۲ھ

۹ دفع زیغ وزاغ مشمولہ رسائل رضویہ، طبع لاہور ۱۳۲۰ھ

۱۰ مراسلت سنت وندوہ ، مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی، ۱۳۱۳ھ

۱۱ ابانۃ المتواری فی مصالحۃ عبدالباری، مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی، ۱۳۳۱ھ

۱۲ اشتہارات خمسہ، مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی، ۱۳۱۴ھ

۱۳ مفاوضات طیبہ، مطبع صبح صادق، سیتاپور

۱۴ حیات سید آل رسول، خانقاہ اشرفی، اسلام آباد، مظفر پور ۱۹۹۵ء

۱۵ مکاتیب مولینا ابوالکلام آزاد، طبع کراچی ۱۹۶۸ء

۱۶ احکام شریعت، مکتبہ نعیمیہ، سنبھل، مرادآباد

۱۷ فتاوی السنۃ لالجام اہل الفتنۃ مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی، ۱۳۱۴ھ

۱۸ شہنشاہ کون؟، ادارہ افکارِ حق، پورنیہ، بہار

۱۹　اطائب الصیب علی ارض الطیب، مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی، ۱۳۱۹ھ

۲۰　امور عشرین، طبع دوم حیدر آباد، دکن

۲۱　الدلائل القاہرہ علی کفرۃ النیاشرہ　ادارہ افکارِ حق، پورنیہ، بہار

۲۲　روداد مناظرہ　مطبع نادری پریس، بریلی

۲۳　دوامغ الحمیر　مطبع حسنی پریس، بریلی

۲۴　الملفوظ　قادری کتاب گھر، بریلی

۲۵　تذکرہ محدث سورتی　محدث سورتی اکیڈمی، کراچی

رسائل وجرائد

۲۷　ماہنامہ ''یادگار رضا'' بریلی

۲۸　ماہنامہ ''تحفہ حنفیہ'' پٹنہ　(مختلف شمارے)

۲۹　ہفت روزہ ''دبدبہ سکندری، رامپور (متعدد ایشوز)

۳۰　سالنامہ ''اہل سنت کی آواز'' مارہرہ

۳۱　سالنامہ ''پیغامِ رضا'' امام احمد رضا نمبر، سیامڑھی ۱۹۹۶ء

☆

کلیات اور اس کتاب کے تحقیق مطالعہ کا ایک عمومی جائزہ یہ ہے۔

☆　اس مجموعہ میں جو مکتوب نگار ہیں، ان کا تعلق زندگی کے ہر شعبہ سے ہے اور تمام اقطار ہند و پاک و بنگلہ دیش، عرب و عجم، مشرق و مغرب سے ہے۔ جہاں ایک کم خواندہ ادنی انسان ہے۔ وہیں معاشرہ کے علماء، فقہا، صوفیا، شیوخ، سائنسداں، سیاست داں، قانون داں اور بلند خیال مفکر و دانشور بھی ہیں۔

☆ اس مجموعہ کے خطوط یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان کا تعلق ہر شعبہ علم سے ہے۔ مذہب، عقیدہ، شریعت، طریقت، تصوف، تعلیم، معیشت، معاشرت، تہذیب، زبان، سیاست، سماج، قانون، تاریخ، ثقافت، لغت، ادب، ہیئت، ہندسہ، ریاضی، جومیٹری، الجبرا، حکمت وفلسفہ، شاعری، غرضیکہ علوم وفنون سے لے کر زندگی و زمین سے جڑے ہر طرح کے مسائل پوچھے گئے ہیں۔ اور امام احمد رضا نے ہر شعبہ میں جو رہبری کی ہے، اس کی نوعیت انتہائی حکیمانہ وہمدردانہ ہے۔

☆ خطوط مشاہیر، سے یہ نکتہ، جونہایت اہم ہے، سامنے آتا ہے کہ اس عہد کے مسلم ادارے، تعلیمی مراکز، مذہبی عدالتیں، مثلاً دارالافتا ودارالقضااور مسلم ریاستوں کی عدالتوں میں جو مسائل ومقدمات حل نہیں ہو پائے، ان کا حل امام احمد رضا نے پیش کیا۔ ریاست رام پور، حیدر آباد، کرنال، خانپور، بہاول پور، سے آئے ہوئے خطوط اس کے گواہ ہیں۔

☆ بعض خطوط سے یہ واضح اشارہ ملتا ہے کہ چھوٹی بڑی خانقاہوں، علمی زاویوں، مذہبی دائروں، مسلم مرکزی اداروں کے معتمد کل تنہا امام احمد رضا تھے۔ یہ گوشہ ایک مقالہ کا متقضی ہے۔

☆ دینی عقیدہ کی سطح پر جب کبھی مسلمانوں میں بے چینی پیدا ہوئی۔ رجوع عام بریلی دارالافتا ہی کی طرف ہوا۔ وہاں کے شرعی فیصلوں سے مسلمانوں نے سکون وطمانیت کی سانس لی۔ اس طرح کھلے عام یا درپردہ دینی عقائد کے استحصال کرنے والوں کی کاوش وسازش ناکام ہو کر رہ گئی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم اتحاد ٹوٹنے کے بجائے اور مستحکم ہو گیا۔ اسلامی اتحاد کے استحکام میں بریلی دارالافتا نے

نمایاں رول ادا کیا ہے۔

☆ جنگ عظیم اول کے ہنگامی حالات اور مسلم معیشت کی زبوں حالی کے وقت امام احمد رضا نے بروقت رہنمائی کی اور صحیح رہنمائی کی کلکتہ وغیرہ سے آئے ہوئے سوالوں سے یہ نتیجہ باآسانی اخذ کیا جا سکتا ہے۔

☆ ندوۃ العلما کے بارے میں جو ذخیرہ خطوط ہے۔ اس کے مطالعہ سے یہ سچائی سامنے آتی ہے کہ جن بزرگوں نے ندوہ یا اراکین ندوہ کی حرف گیری کی تھی۔ ان کی کوششیں سراسر مخلصانہ اور مصلحانہ تھیں، مخالفانہ و معاندانہ بالکل نہیں۔ مخالفانہ رنگ دینا درست نہیں، قطعاً غلط ہے۔ چوٹی کے علماء و مشائخ اور معاشرہ کے شرفاء و سربرآوردہ افراد کے خطوط شاہد ہیں۔

☆ مسئلہ اذان ثانی کے تعلق سے بھی یہ حقیقت آئینہ ہو جاتی ہے کہ اس ضمنی و فرعی مسئلہ میں دو تین کم سوفی صد ارباب علم و فقہ اس موقوف کی حمایت میں تھے، جس کے قائل و عامل امام احمد رضا تھے۔

☆ تحریک ترک موالات، تحریک خلافت، ہندو مسلم اتحاد کے پلیٹ فارم سے مسلم اُمہ کو جو پیغام ملا۔ اس میں ہوش کم، جوش زیادہ تھا، دور اندیشی پر جذباتیت غالب آ گئی تھی۔ جس سے مسلمان تعلیم و ہنر اور معاش و اقتصاد میں پچھڑ کر رہ گئے۔ متحدہ ہندوستان کی روز بروز بدلتی ہوئی حالت کے بارے میں امام احمد رضا کے جو خدشات و شبہات تھے، وہ بے جا نہیں تھے۔ نیرنگی حالات نے آج ان کی صحت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ علی گڑھ، لاہور، فیصل آباد، کراچی، اور تمام اطراف ہند سے آئے ہوئے بعض دستاویزی خطوط اس کتاب میں شامل ہیں۔ صاحبان فکر و نظر

تجزیہ کریں۔

☆ تیرہ ذہن لوگوں کا یہ کہنا کہ امام احمد رضا نے بدعات ورسومات کو فروغ دیا اس مجموعہ کے بہت سے خطوط سے یہ بات کالعدم قرار پاتی ہے۔ اگر وہ ان کے دیئے گئے جوابات پڑھ لیں، تو ان کو معلوم ہوگا کہ امام احمد رضا نے ردِ بدعت اور غیر شرعی رسوم کے استیصال میں کتنی بلیغ کوششیں کی ہیں پھر وہ اپنا یہ الزام واپس لینے پر اپنے آپ کو مجبور پائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم عوام وخواص ان کے دیئے گئے فتوؤں کو سند اعتبار کی نظر سے دیکھتے اور بطیّب خاطر قبول کرتے تھے۔

کتنے تھے معتبر ہم ابھی کل کی بات ہے ہوتا نہ تھا فیصلہ ہمارے کئے بغیر

☆ اس دور کے اجلہ علماء، مشائخ، صوفیا، اہل خانقاہ، اہل تقویٰ غرض تمام شعبہ ہائے حیات کے نمائندہ افراد کی طرف سے جو عزت و احترام امام احمد رضا کو ملا وہ بجائے خود حیران کن ہے۔ کیونکہ وہ اس میں منفرد تھے

☆ جن خطوط میں شعروسخن کے مطالب ومفاہیم اوراوزان وبحور پوچھے گئے ہیں۔ ان سے اس امر کا اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں کہ امام احمد رضا شعری وشرعی معلومات واصلاحات میں کس بلند رتبے پر فائز تھے۔

☆ کچھ خطوط میں اہم اور دقیق سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ لیکن وہ جتنے اہم وادق ہیں، ان کے جوابات امام احمد رضا نے اتنے ہی آسان اور سلیس بنا کر پیش کئے ہیں۔

☆ آداب والقاب کی بھرمار گویہ فارسی انشائی ادب کی دین تھی۔ لیکن اس سے یہ بات تو واضح ہو ہی جاتی ہے کہ ان معزز القاب کا مستحق علماء ومعززین

انہیں کو قرار دیتے تھے۔ اس سے ان کی شخصیت، علمیت، عبقریت، مرجعیت، مرکزیت کا پتا چلتا ہے۔ الحاصل اس کتاب میں امام احمد رضا جو نظر آتے ہیں، وہ یہ ہے:

☆ تیرھویں و چودھویں صدی ہجری میں انہوں نے تصورِ توحید کی صحیح تشریح و توضیح فرمائی۔

☆ مقامِ نبوت و رسالت کو اجاگر کیا اور ختمِ نبوت کے خلاف اٹھنے والی اعلانیہ و خفیہ تحریک کی شدید مذمت و مزاحمت کی۔

☆ شریعت کی بالادستی کو باقی رکھا اور بدعات و منکرات کے خلاف شد و مد سے جہد و جہد کی۔

☆ وہ علماءِ عرب و عجم اور مشائخِ حجاز کے ممدوح و مکرم تھے۔

☆ تمام بلاد و امصارِ اسلامی میں وہ یکساں مقبول و محترم اور مرجع و مقتدا تھے۔

☆ جو آواز بریلی دارالافتاء سے نشر ہوتی تھی۔ پورے عالمِ اسلام پر اثر انداز ہوتی تھی۔

☆ انہوں نے کم سفر کیے، مگر ان کی علمی کتب و رسائل نے سارے جہاں کے دورے کیے اور کامیاب و یادگار دورے کیے۔

☆ وہ بریلی میں رہے، مگر ان کی شخصیت و فکر نے جہان در جہان اور نسل در نسل کو کو متاثر کیا۔

☆ وہ اپنی حویلی میں رہے اور علماءِ حجاز و یمن کی علمی و روحانی تربیت فرمائی۔ جنہوں نے علمی فیوض و برکات اور سلاسلِ طریقت کی سندات و اجازات لیکر

اکناف عالم میں پھیل کر دین کا پرچم بلند کر دیا۔

☆ ان کی شخصیت خالص دینی تھی۔ مگر وہ انقلاباتِ زمانہ اور تغیرات عالم سے بے خبر نہیں، باخبر تھے۔

☆ ان کی کہی گئی بات اور لکھی ہوئی تحریر میں وہ زور وقوت ہے کہ دنیا جہان کے علماء ودانشور حیران وششدر رہیں۔

☆ ان کے اندورن و بیرون میں کامل یکسانیت پائی جاتی ہے۔ زبان وقلم اور قول وفعل میں کہیں کوئی تضاد، اختلاف، نفاق، نفسانیت، انانیت، حسد، اعتساف نہیں۔

☆ انھوں نے بطور خاص حنفیت اور بطور عام شافعیت، مالکیت، حنبلیت کی بھر پور وکالت فرمائی اور چاروں سلاسل طریقت کی قوتوں کو مضحل ہونے سے بچایا، بلکہ ان کے نکھار کو دوبالا کر دیا۔

☆ انہوں نے عالمی وملکی سطح پر اسلامی اتحاد کے لئے سر دھڑ کی بازی لگادی۔

☆ انہوں نے احیاء شریعت وسنت کی تحریک چلائی۔ جس کی پذیرائی تمام دینی حلقوں نے کی۔

☆ انہوں نے سواد اعظم اہل سنت کی بروقت قیادت فرمائی۔ جب دین کے دشمنوں اور نادان دوستوں نے سواد اعظم کو گھٹا ٹوپ گھیرے میں لے لیا تھا۔

☆ ان کی تصانیف علم ویقین کے بحر ولا کاہل ہیں۔ ہدایت وارشاد کے بحر او قیانوس ہیں۔

☆ پورے مسلم معاشرے میں ان کی شخصیت مسلم تھی۔ جب کبھی

مسلم وحدت، مسلم اعتقاد، مسلم اقتصاد کے خلاف کوئی اسکیم بنی، کوئی ٹیم وجود میں آئی۔ توانہوں نے اپنے پرزور احتجاج سے اہل اسلام کو بیدار کر دیا۔ یار لوگ اگر ان کے اخلاص کو سمجھ لیتے، تو یہ قوم انتشار زدگی کا شکار نہ ہوتی۔ خلاف دین مورچہ بازوں کے اس وطیرہ نے دین کو بھاری نقصان پہنچایا۔

☆

شیخ طریقت شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری، لاہور، شیخ طریقت پروفیسر ڈاکٹر سید طلحہ برق رضوی، داناپور، حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی صاحب مبارکپور، فاضل ذی شان حضرت مفتی ڈاکٹر امجد رضا خان امجد، پٹنہ محتاج تعارف نہیں۔ دنیائے علم وادب کی معروف شخصیتیں ہیں۔

ترتیب کتاب کے وقت ہی میں نے علامہ شرف قادری کو اس کی فہرست بھیجی تھی۔ اسے دیکھ کر ان کے قلم سے جو تحریر معرض وجود میں آئی، اسے اس کتاب میں تعارف کے عنوان سے شامل کر دی گئی ہے۔ یونہی علامہ نعمانی صاحب نے فہرست اور مقدمۂ کتاب کے مطالعہ کے بعد اپنے تاثر سے نوازا۔

کتاب کا کتابت شدہ مواد حضرت ڈاکٹر سید طلحہ برق رضوی نے بالاستیعاب دیکھا۔ کچھ اصلاح کی، کچھ مشورے دیئے، جن کو میں نے شرح صدر کے ساتھ قبول کیا۔ میری گذارش پر اپنی علالت کے باوجود چند صفحے تحریر فرمائے۔ جو با عنوان تقریظ شریکِ اشاعت ہے۔

فاضل جلیل بالغ نظر، بیدار مغز، عالم و مفتی، خوش فکر شاعر و محقق سریع الفہم، صاحب الرائے قلمکار ڈاکٹر امجد رضا خان امجد صاحب نے مسودہ کا مطالعہ کامل غور و

فکر کے ساتھ کیا اور مقدمہ تحریر فرمایا۔ اس طرح اس کتاب کو پایہ اعتبار ملا۔

ترتیب کتاب کے وقت عزیزانِ گرامی جناب مولانا شرافت حسین رضوی، مولانا محبوب عالم راج محلی کی کامل معیت و اعانت نے میرے بوجھ کو ہلکا کر دیا۔ پروف ریڈنگ کا کام مولانا مفتی سجاد حسین مصباحی مالدھوی، اور محبّ مکرم مولانا مجیب الرحمٰن نوری، مولانا رحمت اللہ صاحب صدیقی نے محنت اور محبت سے کیا۔ میں ان تمام حضرات کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ تاہم قارئین کو کہیں کچھ بے راہ روی نظر آئے، تو ہماری رہنمائی فرمائیں کہ پہلے میں اپنی پھر کتاب کی اصلاح کر سکوں۔

الحاج رفیق احمد صاحب، الحاج فاروق احمد صاحب اور تحریک سنی دعوتِ اسلامی کے امیر و روحِ رواں حضرت مولانا قاری شاکر علی نوری کی دعا و محبت، مخلصانہ رہنمائی و تعاون شامل رہا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو دونوں جہان میں برکات و حسنات سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

نہ بقا میری نہ فنا میری مجھے اے شکیلؔ نہ ڈھونڈیے
میں کسی کا حسن خیال ہوں میرا کچھ وجود و عدم نہیں

۷ صفر ۱۴۲۷ھ — غبارِ راہِ علما و عرفا

۲۵ فروری ۲۰۰۷ء — شمس مصباحیؔ پورنوی

حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری، لاہور، پاکستان

تعارف

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم وعلیٰ آله واصحابه اجمعین

عرصۂ دراز کے تعطل اور جمود کے بعد پندرہ بیس سال پہلے اہل سنت وجماعت نے تعلیمی، تصنیفی، تنظیمی اور اشاعتی میدانوں میں کروٹ لی اور نئی بیداری کا آغاز کیا، اللہ تعالیٰ کی عنایت اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ عنایت سے ہر طرف بہار کا سماں پیدا ہوگیا، اگرچہ ایک دانشور کے مطابق ابھی ایک فیصد کام ہوا ہے اور ہمہ جہت، مسلسل جدوجہد اور اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ پر تو اتنا کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے کہ پاک وہند کے علماء ومشائخ میں سے کسی پر اتنا کام نہیں ہوا، دنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں ان پر ایم۔ اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالے لکھے جارہے ہیں۔ حال ہی میں دنیا کی سب سے قدیم اور سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی، جامعہ ازہر شریف میں دو فضلاء نے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ پر مقالے لکھ کر ایم فل کی سند حاصل کی ہے۔

۱　علامہ مشتاق احمد شاہ، فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف، ان کے مقالے کا عنوان تھا: **الامام احمد رضا البریلوی واثرہ الفقه الحنفی**

۲　علامہ ممتاز احمد سدیدی، فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، ان کے

مقالے کا عنوان تھا: **الشیخ احمد رضا خان شاعراً عربیاً**

یہ عربی مقالہ ۲۰۷ر صفحات پر مشتمل ہے اور ''مکتبہ قادریہ'' لاہور کی طرف سے چھپ چکا ہے۔

حال ہی میں فاضل نوجوان ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی پورنوی حفظہ اللہ تعالیٰ نے بہار یونیورسٹی، مظفر پور، سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے، جس پر وہ صد ہزار مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ان کے مقالہ کا موضوع تھا:

''امام احمد رضا کی مکتوب نگاری''

یہ مقالہ ۵۰۰ر سو صفحات پر مشتمل ہے اور ڈاکٹر فاروق احمد صدیقی پروفیسر صدر شعبۂ اردو بہار یونیورسٹی کی نگرانی میں لکھا گیا اور ۳۰ر دسمبر ۲۰۰۲ء کو یونیورسٹی میں جمع کرادیا گیا اور مولانا غلام جابر شمس مصباحی کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا کی گئی یاد رہے کہ ڈاکٹریٹ کی ڈگری بیٹھے بٹھائے پلیٹ میں سجا کر پیش نہیں کردی جاتی بلکہ اس کے لئے تو فرہاد کی طرح پہاڑوں کو کھودنا پڑتا ہے، ہاتھ اور پاؤں لہولہان ہو جاتے ہیں، وقت اور پیسہ پانی کی طرح صرف کیا جاتا ہے، قدم قدم پر بریکر راستہ روکتے ہیں لیکن محققین پر تو جنون سوار ہو چکا ہوتا ہے، وہ کسی تحسین ونفریں کی پروا کئے بغیر آگے بڑھتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید سے کامیاب ہوتے ہیں۔ آیئے مولانا غلام جابر شمس مصباحی کی ''داستان کوہ کنی'' سنتے ہیں وہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''اس سفر میں مجھے پیار بھی ملا ہے، پھٹکار اور دھتکار بھی۔ پھول بھی ملے ہیں اور کانٹے بھی۔ میرے جذبات کو لہولہان بھی کیا گیا ہے اور راہوں میں رکاوٹیں بھی کھڑی

کی گئی ہیں ۔ یہ داستان بڑی دلخراش اور دل شکن ہے ۔ دوسروں کے یہاں چھوٹوں کی پزیرائی ہوتی ہے ۔ قدردانی کی جاتی ہے ۔ صلاحیت ولیاقت کا استقبال واحترام ہوتا ہے ۔ جو ایک قدم چل سکتا ہے اسے دوڑنے کا حوصلہ دیا جاتا ہے ۔ یہاں دوڑنے والوں کی ٹانگیں کاٹی جاتی ہیں ۔ اُڑنے والوں کے پر نوچے جاتے ہیں ۔ چونکہ جو کچھ ہو رہا ہے صرف اپنی دلچسپی سے ہو رہا ہے اس لیے صبر کے سوا چارہ نہیں ہے"۔

اس جگہ مجھے دو باتیں کہنے کی اجازت دیجئے:

۱ علماء ومشائخ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں، جن کے پاس علمی ذخائر موجود ہیں خاص طور پر جن کے پاس قلمی نوادرات ہیں وہ محققین کی سرپرستی کریں اور ضرورت کی چیزیں فوٹوسٹیٹ بنا کر دینے سے گریز نہ کریں، اسی طرح ارباب ثروت سے گزارش ہے کہ اپنا سرمایہ علمی کاموں اور علمی کام کرنے والوں پر صرف کریں، اہل سنت وجماعت میں صلاحیت اور قابلیت کی کمی نہیں ہے اگر انہیں آپ کی سرپرستی حاصل ہو تو ان کا کام کئی گنا بڑھ سکتا ہے ۔ خاص طور پر رضا اکیڈمی، ممبئی کو مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس جیسے جواں سال اور جواں ہمت فضلاء کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے ۔

۲ مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس جیسے محققین سے گزارش ہے کہ نا مساعد حالات سے دل برداشتہ نہ ہوں، بلکہ حوصلہ شکن ماحول کو بلندیٔ پرواز کے لئے معاون اور سودمند سمجھنا چاہیے ۔ بقول شاعر :

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب!
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

(ڈاکٹر اقبال)

آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کو پھول بھی ملے ہیں اور کانٹے بھی، راہِ تحقیق وجستجو میں صرف پھول تو ملا نہیں کرتے، یہ غنیمت جانئے کہ آپ کو کانٹوں کے ساتھ ساتھ پھول بھی ملے، صرف کانٹوں سے پالا نہیں پڑا۔

آپ نے ہندوستان کے دور دراز مقامات کا سفر کیا، پاکستان تشریف لائے فیصل آباد میں ''جامعہ قادریہ'' کے ناظم اعلیٰ مولانا عطاء المصطفیٰ زید مجدہ اور ''جامعہ حضرت محدث اعظم'' کے مولانا باغ علی زید لطفہ نے آپ کا علمی تعاون کیا۔ اسی طرح ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی کے صدر، مولانا سید وجاہت رسول قادری اور سرپرست پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہٗ نے ہر ممکن طریقے سے آپ کا علمی تعاون کیا، ہندوستان میں بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جنھوں نے حتی الامکان آپ کے ساتھ تعاون کیا ہوگا۔

آپ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ جو مواد آپ کے پاس جمع ہوا ہے اس سے نہ صرف یہ کہ آپ کا پی، ایچ، ڈی کا مقالہ تیار ہوا ہے بلکہ پندرہ دوسری کتابیں بھی تیار ہوگئی ہیں اور آپ نے ان کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے

۱ کلیات مکاتیب رضا ۔ تین جلدیں (صرف خطوط کا متن)

۲ خطوطِ مشاہیر بنام امام احمد رضا ۔ دو جلدیں

۳ شخصیات ومکتوبات ۔ دو جلدیں (حیات ومکتوبات مع تبصرہ)

۴ حیاتِ رضا کی نئی جہتیں (بالکل نئے پہلو، نئے حقائق)

۵ مسئلہ اذان ثانی جمعہ: ایک تحقیقی مطالعہ

۶ ندوۃ العلماء: ایک تجزیاتی مطالعہ

۷ تین تاریخی بحثیں

۸ تقریظاتِ امام احمد رضا (مطبوع وغیر مطبوع مواد مع تبصرہ بر کتب مقرّظہ علیہا)

۹ اسفار امام احمد رضا

۱۰ مواعظِ امام احمد رضا (امام احمد رضا کے تقریری پروگرام کی تفصیلات مع موضوعات وتبصرہ)

۱۱ حکایات امام احمد رضا (امام احمد رضا کی زبان اور قلم سے بیان کردہ حکایتیں)

۱۲ تاج العلماء: حیات وخطوط (حضرت سید شاہ محمد میاں مارہروی کے حوالے سے)

۱۳ تاج الفحول: (حضرت مولانا شاہ عبد القادر بدایونی کے حوالے سے)

۱۴ قاضی عبد الوحید: (قاضی عبد الوحید فردوسی عظیم آبادی کے حوالے سے)

۱۵ چشم وچراغ خاندان برکات: (امام احمد رضا کے حوالے سے)

آپ کو تو ہزار ہزار سجدۂ شکر ادا کرنا چاہئے کہ آپ ایک کتاب لکھنا چاہتے تھے، مگر آپ کو اتنا مواد فراہم کیا گیا کہ آپ کی پندرہ کتابیں تیار ہوگئیں اور ابھی مزید کئی کتابیں تیار ہوں گی، دراصل یہ ''فیض رضا'' ہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے اور سرکار دو عالم ﷺ کی نگاہِ عنایت سے جب فیضِ رضا جوش پہ آتا ہے تو سب جل تھل کر دیتا ہے اور انسان کو اپنی تنگ دامنی کا احساس ہونے لگتا ہے، آپ کسی دوسرے موضوع پر تحقیق کر کے دیکھ لیں آپ کو اتنا بھرپور مواد مشکل ہی سے کسی موضوع پر ملے گا۔ سرِ دست ایک کتاب قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے: ''خطوطِ مشاہیر بنام امام احمد رضا''، ان مکتوبات میں کیا ہے؟ یہ آپ کو ان کے مطالعہ کے بعد ہی صحیح طور پر معلوم ہو سکے گا، لیکن یہ بات طے شدہ سمجھیں کہ علم وفضل کے کوہِ ہمالہ اور دینِ متین

کے مجدد کے نام مکتوبات لکھنے والے زیادہ تر اکابر علماء ہی ہوں گے اور وہ دینی، علمی اور روحانی مسائل پر ہی گفتگو کریں گے ادبی اور شعروسخن کے موضوعات پر بات چیت بھی ہوسکتی ہے، اتنا طے ہے کہ ہمیں مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ وہ کئی سالوں کی جاں کاہ کوششوں اور ہزاروں میلوں کے اسفار کے بعد یہ قیمتی ذخیرہ جمع کر کے لائے ہیں اور ارباب ثروت اور شیدایان مسلک رضا کو چاہئے کہ وہ ان کی دیگر تصانیف کی اشاعت کا بھی اہتمام فرمائیں، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ان کے والدین اور اہل وعیال کو بھی دین کی نعمتوں اور رحمتوں سے نوازے جن کی قربانیوں کی بدولت ڈاکٹر شمس ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے

۲۲ رر مضان المبارک ۱۴۲۴ھ

۱۸ رنومبر ۲۰۰۳ء

محمد اکرم مشتاق قادری
مکتبہ قادریہ، دربار مارکیٹ، لاہور

تقریظ

پروفیسر سید طلحہ رضوی برقؔ، دانا پور، پٹنہ

مشہور ادیب غلام رسول مہر لکھتے ہیں

''شخصیت کا زیادہ سے زیادہ صحیح، قطعی اور قابلِ اعتماد اندازہ مقصود ہو تو ان افکار و خیالات اور ان عواطف و امیال کا ذخیرہ فراہم کرنا چاہئے جو شخصیت کے قلب و دماغ میں زندگی بھر موجزن رہے..... تحریر و نگارش کے ذخیروں میں سے صرف ایک صنف ایسی ہے جس کے متعلق وضعیت و تکلف کے اختلاط و آمیزش کی کم سے کم گنجائش باقی رہ جاتی ہے، یعنی بزرگانِ علم و فضل اور اکابرِ حکمت و دانش کے خطوط و مکاتیب۔ ذخیرۂ مکاتیب کا بڑا حصہ تکلف اور بناوٹ کی آمیزش سے پاک ہوتا ہے۔''

(نقوش، لاہور مکاتیب نمبر نومبر ۱۹۵۷)

مکتوب نگاری ایک ہنر ایک فن ہے۔ ادب کی تمام تر صنفوں اور قسموں سے الگ متنوع' بے تکلف' بے ضابطہ مگر یہ بے ضابطگی بھی ایک قاعدے کے اندر اور برجستہ مکتوب نگاری ضرورۃً اور مقصدی بھی ہوتی ہے نیز تفننِ طبع کیلئے بھی۔ شعراء نے خط نویسی سے متعلق کیسے کیسے خیالات نظم کئے ہیں:

خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید
در حیرتم کہ جاں بکدامی کنم نثار

دے کے خط منہ دیکھتا ہے نامہ بر
کچھ تو پیغامِ زبانی اور ہے

غیر پھرتا ہے ترے خط کو لئے یوں کہ اگر
کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے تو چھپائے نہ بنے

چند تصویرِ بتاں، چند حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلے

آنکھ کی تصویر سرنامے پہ کھینچی ہے کہ تا
اس پہ کھل جائے کہ اس کو حسرتِ دیدار ہے

یہ جانتا ہوں کہ تو اور پاسخِ مکتوب
ستم زدہ ہوں تیرے ذوقِ خامہ فرسا کا

یہاں پر ان اشعار کا لکھنا بظاہر بے محل اور بے ربط نظر آتا ہے مگر غور کریں تو مکتوبات کی شقوں، قسموں اور ان کے وجود میں آنے کے محرکات کا پتہ چلتا ہے۔ مکتوب کی مختلف قسمیں ہوسکتی ہیں، اور ہوتی ہیں، مثلاً نجی، دفتری، تجارتی، سیاسی، مذہبی، علمی و استفساری۔ ان سب میں مکتوب نگار کے احساسات، جذبات اور خیالات کی

عکاسی وترجمانی ہوتی ہے۔ موثر' باوقار اور فصیح وبلیغ عبارتیں انہیں مکاتیب میں نظر آئیںگی جن کا لکھنے والا تعلیم آشنا، ترتیب یافتہ' مہذب اور شائستہ ہو۔

نجی خطوط ذاتی وپرائیوٹ ہوتے ہیں' ان کا افشاواشاعت غلط ہے۔ دوسرے خطوط مقصدی بھی ہوتے ہیں، کارآمد بھی۔ وہ اپنی گوناگوں خوبیوں کی وجہ سے علم وادب کا قیمتی حصہ بن جاتے ہیں۔ ایسے مکاتیب کی جمع وتدوین جن سے تاریخی وسوانحی' علمی وادبی' مذہبی وفقہی معلومات میں اضافہ ہو' جن کے لکھنے والوں کی علمی شخصیت مسلم' تاریخی اور دلچسپ ہو' یقیناً ایک قابلِ ستایش کام ہے۔ مثلاً غالب کے خطوط' 'مکاتیبِ سرسید' مکتوباتِ نیاز فتحپوری' خطوطِ سید سلیمان ندوی'، 'مکاتیب عبدالماجد دریا آبادی، ادبی خطوط میں، نقوشِ زنداں، سجاد ظہیر کے، زیرِلب، صفیہ اختر کے، گویا دبستان کھل گیا، محمد علی ردولوی کے اور بہت مشہور کتاب ''غبار خاطر'' ابوالکلام آزاد کی حالانکہ اس کی انفرادیت یہ ہے کہ خود مکتوب نگار ہی گویا مکتوب الیہ ہے۔

ان تمام لوگوں کے مکاتیب اپنی اپنی خصوصیات کے حامل ہیں۔ نیاز کے خطوط ان کے افسانوی ورومانوی طرزِ نگارش کا پتہ دیتے ہیں، سلیمان ندوی کے مکاتیب ان کی نکتہ آفرینیوں اور عبدالماجد دریا آبادی کے خطوط ان کی ادیبانہ شان کے حامل ہیں

اسی طرح شبلی نعمانی' مہدی انادی اور خواجہ حسن نظامی اپنی اپنی انشاء اور تحریر کے لئے مشہور ہیں۔ ان کی انشاء ان کی شناخت ہے۔

مکتوبات عاشقانہ بھی ہوتے ہیں' فلسفیانہ بھی' عالمانہ بھی ادیبانہ بھی، دوستانہ بھی اور منافقانہ بھی۔ انسانی زندگی کے سارے در وبست زیر وبم' کیف دکم' رنج وغم'

سرگرم کسی نہ کسی زاویے سے خطوط میں در آتے ہیں' تفصیلاً اور اجمالاً' اشارۃً اور کنایۃً۔ تحت شعور ولاشعور کی کھڑکیاں جس کی مکتوب نگار کو بھی خبر نہیں ہوتی از خود کھل کھل جاتی ہیں۔

مکتوب نگار کی تہدار و پیچیدہ شخصیت کا اور اس کے اندروں کی پوری غمازی جس خوبصورتی سے مکتوبات میں ہو جاتی ہے کسی دوسری تحریر میں کم قلب و ذہن کے نہاں خانوں کا مطالعہ مکتوبات میں جتنا واشگاف و حیرتناک ہوتا ہے دیگر اصنافِ نثر و نظم میں نہیں۔ اس کی بدیہی حقیقت سے روز بروز پردے اٹھتے جاتے ہیں۔

تیرہویں چودھویں صدی کی ایک عبقری اور نابغۂ روزگار ادبی و مذہبی شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ ان کے عہد یعنی ۱۸۵۶ء/۱۹۲۱ء میں ہندوستان مختلف سیاسی و مذہبی تحریکات اور اتھل پتھل سے دوچار رہا۔ دیدہ وران معاصر نے ان پر اپنے احساسات و خیالات کا اظہار کیا ہے برملا بھی اور استفسار کے ساتھ بھی اس کے مطالعے کا ایک کامیاب ذریعہ ان مکتوبات کو بھی قرار دیا جا سکتا ہے جس میں مکتوب نگار اور مکتوب الیہ دونوں کی شخصیتیں ممزوج ہوں۔

مجددِ مائۃِ حاضرہ امام احمد رضا بریلوی کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ یہ متصدقہ اور کسی حد تک متنازعہ شخصیت عالم اسلام میں اپنے بلند و بالا علمی قد و قامت سے اپنی شناخت رکھتی ہے۔ ہند و پاک بلکہ عالمی سطح پر ان سے متعلق تحقیقی مقالات لکھے جا رہے ہیں اور یونیورسٹیاں ان تحقیقی مقالوں کو کامیاب قرار دیتے ہوئے ان پر اسناد دکترا تفویض کر رہی ہیں۔ ایسے بیسیوں تحقیقی کارناموں میں ایک بڑا کارنامہ" امام احمد رضا کی مکتوب نگاری بھی ہے جس پر بہار یونیورسٹی مظفر پور نے مقالہ نگار

مولانا جابر شمس صاحب کو ڈاکٹر آف فلاسفی کی سند عطا کی۔

فاضلِ جلیل ڈاکٹر غلام جابر شمس نے اپنے مقالہ تحقیق میں امام احمد رضا کے مکتوبات گرامی پر کام کیا اور دادِ تحقیق دی مگر انھوں نے ایک دوسرا بڑا کارنامہ یہ انجام دیا ہے کہ وہ مکتوباتِ بے شمار جو حضرت فاضل بریلوی کے نام ہیں اور مکتوب نگار معاشرے کے وہ افراد ہیں جن کا تعلق عوام سے لے کر علماء، فضلاء اور دانشورانِ عہد بلکہ سیاست مداران قوم وملت سے ہے بڑی محنت سے جمع کر دیے ہیں فاضل بریلوی کے لئے ان مختلف مکتوب نگاروں کا اندازِ عقیدت، نقطۂ نظر حتیٰ کہ زاویۂ اختلافات بھی دیدنی ہے۔ ان خطوط کا جمع کرنا، ترتیب دینا کوئی آسان کام نہ تھا۔ آفریں ہے ڈاکٹر غلام بر شمس کی ہمتِ مردانہ پر کہ انھوں نے بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے یہ تمام مکاتیب حاصل کئے اور مدون کر کے اہلِ علم کے سامنے یہ تحفۂ گرانمایہ پیش کر رہے ہیں۔ یہ اپنی نوعیت کا منفرد کام ہے۔ ان خطوط کی روشنی میں مکتوب الیہ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں اور گوشوں پر جو روشنی پڑتی ہے وہ اہم ہے۔ ان ایک ہزار سے کہیں زائد برجستہ و بے تکلف' مہذب و شائستہ خطوط میں مذہبی' سماجی' سیاسی اور عائلی مسائل پر استفسار و استفتاء ہے۔ ان میں کے بہت سارے خطوط مکتوب الیہ کے جوابات کافی ووافی کے ساتھ کتاب ''فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور میں شامل ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ۶۵ سالہ زندگی کو دیکھئے اور ان کے علمی وادبی اور مذہبی جگر گداز کارناموں پر نگاہ ڈالئے تو حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح آپ نے اتنی مشغول ومصروف زندگی گزاری ہوگی اپنی حیات میں ہی

شہرت ومقبولیت کے بامِ عروج پر پہنچ چکے تھے۔اس کا اندازہ ان القابات سے ہوتا ہے جو اکثر مکتوب نگاروں نے ان کے لئے استعمال کئے ہیں مثلاً مولانا عبدالسلام قادری جبل پوری اپنے مکتوب مورخہ ۲۱ر ربیع الاول ۱۳۳۷ھ میں لکھتے ہیں:

'بحضور پرنور اکرم سرکار اعظم' آقائے نعم' سلطان العلماء المتصدرین' برہان الفضلا المتبحرین ، محی الدین والملۃ الحاضرہ ، مجدد مائۃ الحاظرہ اعلیٰ حضرت' امام مجتہد اہل سنت ، بحرالعلوم ، کاشف السر المکتوم' قطب الایمان' غوث الزمان' قبلہ جانم ، کعبۂ ایمانم' مفیض الکلمات الربانیہ علی العالم' سیدنا وسندنا ومرشدنا' ملاذنا وملجانا وسیلتنا برکتنا فی الدنیا والدین' آیۃ من آیات اللہ رب العالمین' مولانا العلامتہ الکبیر والبدر المنیر روحی فداہ دامت برکاتہم العالیہ"

ان کے ۲۴ر ذیقعدہ کے خط میں جو القابات ہیں ان میں مذکورہ بالا سے درج ذیل زاید ہیں

"خاتمہ الائمتہ المحققین المدققین' قطب ربانی' غوثِ صمدانی حجتہ اللہ البالغہ علی العالمین، مولینا الشیخ الاستاذ۔"

اسے غلوِ عقیدت بھی کہہ سکتے ہیں جو ایک شاگرد کو اپنے استاد سے ہوتا ہے مگر مسلم الثبوت علماء ومشائخ' اساتذہ ودانشوران کے خطوط مثلاً

مولینا عبدالباری فرنگی محلی' سید شاہ علی احسن میاں صاحب مارہرہ مطہرہ، مولانا سید محمد علی مونگیری وغیرہ نے موصوف کو جن القابات سے مخاطب کیا ہے ان کی حیثیت ہی کچھ اور ہے قضیہ تاسیس ندوۃ العلماء لکھنؤ پر مولینا عبدالباری مولینا شبلی نعمانی' شاہ سلیمان پھلواروی وغیرہ کے خطوط خاصے اہم ہیں جنہیں
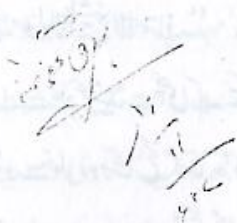
پڑھ کے ذہن میں کئی سنجیدہ وسنگین سوالات سر ابھارتے ہیں۔ ظاہر ہے ان خطوط کے جوابات فاضل بریلوی نے اپنی عالمانہ حیثیت سے کافی ووافی دیئے ہوں گے۔ انھیں پڑھ کر ایک تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔ کاش مکتوب الیہ کے جوابات بھی شامل ہوتے۔ [۱]

مختصر یہ کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے نام لکھے گئے ان طویل ومختصر ہزاروں سے اوپر مکتوبات کی جمع آوری اپنے طور پر ایک بڑا کام ہے۔ مگر ان سب کی اشاعت حالاتِ حاضرہ اور مقتضیاتِ زمانہ کی روشنی میں کس حد تک سودمند ہوگی، یہ بھی ایک اہم سوال ہے۔ ممکن ہے کوئی انھیں پڑھ کے ''گڑے مردے اکھاڑنے'' کا فقرہ کسے۔

بہر حال میں خطوطِ مشاہیر بنام امام احمد رضا کے فاضل محقق ومرتب ڈاکٹر غلام جابر شمس صاحب کو داد دیتا ہوں کہ انھوں نے یہ وقت طلب کام بھی بخوبی انجام دے ڈالا۔ اللہ تعالیٰ انھیں ان کی نیک نیتی کا اجر عطا فرمائے۔ آمین

---

[۱] ایک کتاب عنقریب منظرِ عام پر آرہی ہے جس میں خط اور جوابِ خط دونوں شامل ہوں گے۔ (شمس مصباحی)

تاثر

علامہ محمد عبد المبین نعمانی قادری

المجمع الاسلامی مبارک پور

مکتوب نگاری یا خطوط نگاری بظاہر کوئی فن نہیں، لیکن دانشور اور اہل علم حضرات جب آپس میں مراسلت کرتے ہیں، تو ان کی مراسلت ادبی حیثیت اختیار کر لیتی ہے، بلکہ خطوط ماضی کی تاریخ کا ایک اہم حصہ بھی بن جایا کرتے ہیں اور معلومات کا اہم ذخیرہ بھی خطوط کے ذریعہ ہاتھ آجاتا ہے، عام آدمیوں کے خطوط میں تو بالعموم دوسروں کے کام کی باتیں نا کے برابر ہوتی ہیں۔ لیکن جب علماء و محققین اور شعرا و ادبا ایک دوسرے کو خط لکھتے ہیں تو ان کے خطوط قابلِ اعتنا اور لائق مطالعہ ہوتے ہیں، جنہیں محفوظ رکھنا اور دوسروں تک پہنچانا بھی اہمیت کا حامل ہوتا ہے، اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے خطوط بھی ماضی میں تاریخ کا حصہ رہے ہیں اور ادبا و دانشور کے خطوط بھی۔ بزرگوں کے خطوط نے تو پند و موعظت کا بھی کام کیا ہے اور آج تک کر رہے ہیں، مکتوباتِ صدی، دوصدی از شیخ احمد یحیٰ منیری اور مکتوبات امام ربانی از شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہما الرحمہ نے تو ایسی شہرت پائی کہ مکتوبات کی دنیا میں کسی اور

کو یہ نصیب نہیں ہوئی اور ادبی دنیا میں خطوط غالب، خطوطِ اقبال اور خطوط آزاد نے بھی بڑی مقبولیت پائی اور گزشتہ چودھویں صدی کی اہم شخصیت، مجدد ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق و محدث بریلوی قدس سرہ نے بھی اپنے مکتوبات کے ذریعہ ایک دینی و علمی انقلاب برپا کر کے مکتوب نگاری کی تاریخ میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے، امام احمد رضا کے خطوط علمی و تحقیقی بھی ہیں اور تاریخی وادبی بھی، یوں ہی آپ کے مکتوبات میں فکری تنقیدیں بھی ہیں اور پند و نصائح کے انمول موتی بھی۔ امام احمد رضا کے خطوط ان کی تصانیف و فتاویٰ اور معاصر رسائل و اخبارات میں منتشر ہیں، کچھ وہ بھی ہیں، جو ابھی تک منظر عام پر ہی نہیں لائے جاسکے۔ ضرورت تھی کہ آپ کے مکتوباتی سرمایے کو محفوظ و یکجا کیا جائے اور ان پر حواشی لگائے جائیں اور جدید طرزِ تحقیق کی بنیادوں پر انہیں مرتب کیا جائے، یہ کام جتنا اہم تھا، اتنی ہی اس سے غفلت برتی گئی۔ خدا خیر کرے اور اچھا رکھے فاضل نوجوان مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمسؔ کو جنہوں نے اس طرف توجہ دی اور ''امام احمد رضا کی مکتوب نگاری'' پر باضابطہ تحقیق ہی کر ڈالی، جس پر انہیں ''ڈاکٹریٹ'' کی ڈگری بھی تفویض ہوئی۔ اور اس مقالے کا ایک حصہ جو متنِ خطوطِ رضا پر مشتمل ہے ''کلیاتِ مکاتیب رضا'' کے نام سے دو جلدوں میں شائع بھی کر دیا۔ جب کہ تیسری جلد منتظر طبع ہے اور اصل مقالہ ''امام احمد رضا کی مکتوب نگاری'' بھی۔

اس سلسلے میں مولانا غلام جابر شمسؔ مصباحی صاحب کو کہاں کہاں کی خاک چھاننی پڑی کچھ وہی جانتے ہیں، بہر حال انہوں نے بڑی محنتوں اور مشقتوں سے مکاتیب کو یکجا کیا اور پھر حسن ترتیب سے انہیں شائع بھی کیا، رضویات کے تعلق سے

بلاشبہہ یہ شمسؔ صاحب کا ایک جاں کاہ اور قابل قدر کارنامہ ہے۔

''مکاتیب رضا'' کے بعد فاضل محقق نے ''حیاتِ رضا کی نئی جہتیں'' نامی کتاب ترتیب دے ڈالی، جس میں حیاتِ رضا سے متعلق بہت سی نئی باتیں جمع کردی ہیں۔ یہ بھی موصوف کی ایک قابلِ تحسین کاوش ہے، اس کا اکثر مواد حیاتِ اعلیٰ حضرت اور سوانح اعلیٰ حضرت سے ہٹ کر ہے۔

اس کے بعد تیسرا اہم کام شمسؔ صاحب نے یہ کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے نام مشاہیر کے جو خطوط آئے تھے، انہیں جمع کردیا ہے۔ یہ بھی بڑا اہم کارنامہ ہے، اس سے اعلیٰ حضرت کے معاصر نامہ نگاروں کے حالات وتاثرات اور تاریخی واقعات منضبط ہوگئے، ساتھ ہی یہ خطوط مشاہیر بھی محفوظ ہوکر تاریخ کا حصہ بن گئے، اس سلسلے میں موصوف کی کوشش سراہنے کے لائق ہے نوجوانی میں مولانا شمسؔ مصباحی صاحب نے جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں، ان کی وجہ سے وہ اپنے معاصرین میں ممتاز وفائق گردانے جانے کے لائق ہیں۔

اصل مسودہ تو دیکھنے میں نہیں آیا، صرف فہرست نامہ نگاروں اور پیش لفظ سے مولانا کی محنت کا اندازہ لگالیا اور یہ چند سطریں سپرد قلم کردیں، امید کہ مولانا کی یہ کوشش بھی بارآور ہوگی اور جماعت اہل سنت کی طرف سے انہیں خوب خوب نوازا جائیگا اور اہل علم وادب بھی ضرور پذیرائی دیں گے۔

محمد عبد المبین نعمانی قادری غفرلہ
المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارکپور، اعظم گڑھ

ڈاکٹر امجد رضا امجدؔ چیئر مین القلم فاؤنڈیشن، پٹنہ، بہار

تقدیم

زحالات سلف کن دیدۂ عبرت نظر پیدا
کند نقشِ کف پائے مسافر رہگذر پیدا

پیش نظر کتاب ''خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا'' ایک تاریخی اور دستاویزی کتاب ہے جس میں چودہویں صدی ہجری کے مذہبی حالات، نئے نئے فتنو کے ظہور کی کیفیتیں۔ ان کے سدِ باب کے لئے علماء اہلسنت کی متحدہ کوششیں بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی علمی تمکنت' مشاہیر علماء و مشائخ کی نگاہ میں آپ کی وقعت وعظمت، نیز تحریک ندوہ کے سلسلے میں آپ کی تقریری، تحریری، انفرادی اور اجتماعی سعی پیہم کی تاریخیں محفوظ ہیں

اس مجموعہ میں سیکڑوں مکتوب نگاروں کے تقریباً چھ سو سے زائد خطوط ہیں جنہیں مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی نے:

۱ مکتوبات علماء و کلام اہلِ صفا

۲ مراسلت سنت و ندوہ

۳ صحائفِ رضویہ و عرائضِ سلامیہ (قلمی)

۴ مفاوضات طیبہ

۵ فتویٰ رضویہ (مختلف جلدیں)

۶ حیات شاہ آل رسول احمدی مارہروی

اور اخبار ورسائل میں

۷ دبدبۂ سکندری رامپور (مختلف شمارے)

۸ تحفۂ حنفیہ، پٹنہ (ماہنامہ مختلف شمارے)

۹ اہلسنت کی آواز مارہرہ مطہرہ (سالنامہ)

سے اخذ کیا ہے۔

ان مکتوب نگاروں میں سید شاہ ابوالحسین احمد نوری، سید شاہ اسمٰعیل حسن شاہ مارہروی' سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں مارہروی' سید شاہ احمد اشرف کچھوچھوی' مفتی احمد بخش تونسوی' مولانا اکرام الدین بخاری' شاہ حمد اللہ کمال الدین پاکستان' مولانا شاہ محمد حسین قادری مظفر پور' پروفیسر حاکم علی لاہور' مولانا حکیم خلیل اللہ خان' مولانا خلیل الرحمٰن پیلی بھیت' مولانا سید رضی الدین حیدر' مولانا شاہ محمد رکن الدین' شاہ سلامت اللہ رامپوری' مولانا سید سلیمان اشرف علی گڑھ' مولانا ظہور الحسین رامپور' تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدایونی' مولانا عبدالمقتدر بدایونی' مولانا سید شاہ عبدالصمد چشتی پھپھوند شریف' مولانا سید شاہ عبدالسلام جبل پوری' قاضی عبدالوحید فردوسی پٹنہ' مولانا عبدالسمیع میرٹھی' مولانا عمر الدین ہزاروی' شاہ محمد عمر قادری حیدرآباد' مولانا چودھری عبدالحمید سہارنپور' مولانا عبدالرحمٰن شافعی' مولانا غلام رسول قادری کراچی' مفتی غلام گیلانی پاکستان' مولانا سید کریم رضا بیتھوی' مولانا شاہ کرامت اللہ

خاں دہلی، مولانا لطف اللہ رامپوری، شاہ محرم علی چشتی لاہور، قاضی ممتاز حسین پیلی بھیت، مفتی شاہ نذیر احمد رامپوری، مولانا سید نذیر الحسن بدایونی، مولانا نعیم الدین مرادآبادی، مفتی وصی احمد محدث سورتی، مولانا حکیم محمد یوسف پٹنہ وغیرہ وہ شخصیتیں ہیں جن کے خطوط سے اس مجموعہ کی وقعت بلند ہوگئی ہے۔ ان میں سے اکثر کے تفصیلی حالات ''تذکرۂ علماءِ اہلِ سنت'' مؤلفہ مفتی محمود احمد رفاقتی اور ''تذکرۂ علماء پاکستان'' مؤلفہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری میں دیکھے جاسکتے ہیں

خطوط مشاہیر کے موضوعات:

اس مجموعہ میں جو مکاتیب شامل ہیں ان میں موضوع اور مواد کے اعتبار سے اگرچہ تنوع ہے مگرانہیں بآسانی

۱ تحریک ندوہ

۲ مسئلہ اذان ثانی

۳ متفرق علمی، فقہی اور شرعی سوالات

۴ ذاتی خطوط کے خانوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ذاتی خطوط کے ضمن میں مولانا شاہ عبدالسلام جبل پوری کے خطوط آتے ہیں جن میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو جبل پور مدعو کرنے کی کیفیت، حاضری کے ایام کی رونقیں، برہان ملت مولانا شاہ برہان الحق جبل پوری کی تعلیم وتربیت، فراغت، شادی، بچوں کی ولادت وعلالت اور انتقال کے احوال منقول ہوئے ہیں۔ یہ کل تیئس ۲۳ خطوط ہیں جو ''صحائف رضویہ'' سے ماخوذ ہیں۔ مولانا عبدالسلام جبل پوری بلند پایہ عالم تھے۔ اعلیٰ حضرت سے سعادت تلمذ اور شرف خلافت حاصل تھا۔ استاذ کی محبت رگ وپے میں بسی

تھی جس کا اندازہ ان کے خطوط سے ہوتا ہے اپنے ایک خط ۱۵ رصفر ۱۳۴۰ھ میں امام احمد رضا کی علالت کی خبر سن کر اضطراب بھرے لہجے میں لکھتے ہیں:

حضور اقدس کی علالت اور غایت ضعف و اضمحلال کا حال سن کر طبیعت سخت بے چین اور از خود رفتہ ہے۔ بحول اللہ تعالیٰ و بقوتہ یہاں متعارضہ پریشانیوں سے رستگاری پاتے ہی حاضرِ آستانۂ قدس ہونے کا قصدِ مصمم ہے۔ نہایت برداشتہ خاطر اور بالکل تیار ہوں مولیٰ سبحانہ عز وجل اپنے اس مظہرِ برکاتِ فضل ورحمت، میرے آقائے نعمت کو اپنے حفظ وامان میں شفاء عاجل وکامل وصحت وعافیت تامہ دائمہ سلامت رکھے۔ (خطوط مشاہیر)

محبتِ رضا میں فنائیت کا یہ رنگ اس خط میں بھی نظر آتا ہے جس میں آپ نے امام احمد رضا کو جبل پور آنے کی دعوت دی ہے، آپ لکھتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ سفر طویل ہے اور صعوبت وکلفت سے خالی نہیں۔ مگر میرے کریم آقائے نعمت کے مبارک قدموں پر میں اپنی ہزار جان سے قربان انشاء اللہ میں اپنی آنکھوں کو، اپنی جان کو فرش راہ کر دوں گا اور حتی الامکان ذرہ برابر تکلیف کا موقع نہ آنے دوں گا۔ سکنڈ کلاس پوری گاڑی ریزرو کر لی جائے گی۔ (خطوط مشاہیر)

متفرق علمی، شرعی اور فقہی سوالات:۔

علمی، شرعی اور فقہی خط کا تعلق ''فتاویٰ رضویہ'' سے ہے مرتب نے ایسے تمام فقہی سوالات کو خطوط میں شمار کیا ہے جس کی ہیئت بظاہر مکتوب کی ہے۔ ایسے خطوط کی

تعداد سب سے زیادہ ہے۔ اور ان کی شمولیت سے مجموعہ کا علمی وزن بڑھ گیا ہے۔ ان خطوط سے یہ حقیقت بھی منکشف ہوتی ہے کہ امام احمد رضا کی شخصیت مرجع خاص وعام تھی اور وہ اس عہد میں تمام شعبہ حیات پر اثر انداز تھے۔ غیر منقسم ہندوستان کے اطراف ہی سے نہیں بلکہ دیگر دور دراز ملکوں سے بھی آپ کے یہاں علمی، فقہی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور عروضی سوالات آتے اور حل ہوتے تھے۔ مختلف علمی، نزاعی مسئلہ میں تصفیہ کے لئے آپ کی رائے معلوم کی جاتی اور آپ کو حکم بنایا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ نے اپنے ایک خط محررہ ۲۱؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ میں لکھا ہے کہ مولانا احمد حسن کانپوری نے ایک ملاقات میں کہا:

"ایک اشد ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ جامع العلوم والوں نے ایک فتوی لکھا، مستفتی میرے پاس لایا۔ میں نے ان کے خلاف جواب لکھا۔ جامع العلوم والوں نے اس کو دیو بند بھیجا، انھوں نے اپنے ہم مذہب کے جواب کی تصدیق کی، مستفتی پھر میرے پاس آیا کہ میں کس کے قول پر عمل کروں۔ میں نے کہا کہ جو فیصلہ حکم کرے اس پر عمل کرو۔ حضرت مولانا (احمد رضا بریلوی) سے بڑھ کر حکم کون ہے؟"

مگر اس قسم کے فقہی سوالات پر مشتمل خطوط کو پڑھ کر قاری کی علمی تشنگی بڑھ جاتی ہے بلکہ بعض مقامات پر جہاں سائل نے اپنے شبہات کا اظہار کیا ہے یہ تشنگی ذہنی خلش میں بدل جاتی ہے۔ مثلاً مولانا حکیم عبد الرحمٰن، ضلع رہتک، ہریانہ کے ایک خط کا یہ اقتباس ملاحظہ کریں:

"واضح رائے عالی ہو کہ "بسط البنان" کے رد میں آنجناب

کے دو رسالہ ''ادخال السنان'' اور ''وقع السنان'' دیکھے جن کے مطالعے سے تمام شکوک رفع ہو گئے اور آپ کے اقصیٰ مراتب کی تحقیق سے دل خوش ہوا' اما ایک یہ شبہ باقی رہ گیا ہے۔ امید کہ اس معما کو عام فہم عبارت میں کارڈ ملصقہ پر حل فرما کر تشفی فرمائیں گے۔ شبہ یہ ہے کہ چونکہ ''ادخال السنان'' کے تمام دلائل سے تو حضور سرورِ کائنات علیہ افضل التحیات کا عالم الغیب ہونا ''ما کان وما یکون'' کا پیش از وفات ہی باحسن طریقہ ثابت ہو گیا' لیکن ''مشکوٰۃ شریف'' کے باب الشفاعت میں صحیحین کی حدیث میں یلھمنی محامد احمدہ بھا لا تحضرنی الان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محامد مستثنیٰ ہیں یعنی یہ محامد حضرت کو قیامت کے اس خاص وقت سے پیشتر نہیں عطا کئے گئے۔ کیوں کہ ترمذی شریف میں اسی باب میں لم یفتحہ علی احد قبلی فرمایا ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح ''اشعۃ المعات'' میں اس طرح کی ہے ''ہم دراں وقت نورے خاص از قیامِ قربِ معرفت در دل می افتد کہ علم ان محامد اثر آں باشد'' اور ترمذی کی حدیث کے اس جملہ لم یفتحہ علی احد قبلی کی شرح میں لکھتے ہیں کہ نکشادہ الہام نکردہ بر ہیچ یکے پیش از من بلکہ بر من پیش ازیں وقت چناں کہ از حدیث سابق لائح می شود ..... پس ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ محامد اسی وقت تعلیم ہوں گے اور یہ محامد بھی منجملہ ما یکون سے ہے۔ تو گویا ابھی تک اس کا

علم حضور کو نہیں اور گویا بعض اشیاء کا علم نہ ہوا"

امام احمد رضا نے شبہارت کے اظہار پر ان کی حوصلہ افزائی کی اور لکھا مولیٰ تعالیٰ آپ کو برکات دے ایسی حق پسندی وحق جوئی نہایت قابلِ مسرت ہے" پھر شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے لکھا: ما کان وما یکون جس کے ذرہ ذرہ کا احاطہ کلیہ قرآن عظیم واحادیث صحیحہ وارشاداتِ ائمہ سے آفتاب روشن کی طرح ثابت ہے، اس کے معنی ماکان فی اول یوم ویکون الی آخر الایام ۔یعنی روز اول آفرینش سے روز قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے ایک ایک ذرے کا علم تفصیلی حضور کو عطا ہوا۔ ذات وصفات حضرت عزت احاطہ وتناہی سے بری ہیں مومنین، اولیا، انبیاء اور خود حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوات واکمل التسلیمات ابدالاباد تک اس کی معرفت میں ترقی فرمائیں گے ہر روز اس کے وہ محامد معلوم ہوں گے جو کل تک نہ معلوم تھے اور یہ سلسلہ ابد تک رہے گا کبھی ختم نہ ہوگا ......وہ حدیث متعلق بہ محامدہ علوم ذات وصفات میں ہے اور بے شک حق ہے ("فتاویٰ رضویہ" مترجم ج ۱۵ ص ۷۶)

اس طرح کے سوالات پر مبنی خطوط کے جوابات اگر حاشیہ میں درج ہوتے تو بہت خوب ہوتا کہ اس طرح اعلیٰ حضرت کے قلم سے "جوابی مکتوب" کے جلوے بھی سامنے آجاتے اور ممکنہ شبہات کا ازالہ بھی ہو جاتا۔

مسئلہ اذان ثانی: مسئلہ اذان ثانی سے متعلق خطوط کی تعداد بہت تھوڑی ہے مگر

ان سے ان تلخیوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جو اس تعلق سے علماء بدایوں اور علماء بریلی کے درمیان پیدا ہوگئی تھیں۔ علماء بدایوں جمعہ کی اذان ثانی کو داخل مسجد مسنون سمجھتے تھے جبکہ علماء بریلی اسے امام کے محاذی مگر خارج مسجد مسنون سمجھتے تھے۔ یہ علمی مسئلہ رفتہ رفتہ متجاوز عن الحد ہو گیا اور بدایوں و بریلی کے مابین قائم اس محبت وعقیدت کا رشتہ کمزور پڑ گیا جو تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدایونی اور اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی کے درمیان قائم تھا۔ حضرت شاہ اسمٰعیل حسن شاہ جی میاں مارہروی کا یہ خط اسی واقعہ جانکاہ سے متعلق ہے۔ آپ امام احمد رضا کو لکھتے ہیں:

> افسوس صد افسوس! کہ ابھی کچھ عرصہ نہیں گزرا ہے اور تقریباً ہزاروں آدمی اس وقت موجود ہیں جنہوں نے استاذی حضرت مولانا مولوی عبدالقادر قدس سرہ اور آپ کے مراسم اور محبت کے برتاؤ دیکھے ہیں۔ اور اب یہ حال ہوا کہ جس سے مسلمان دنیداروں کو روحی صدمہ اور بدمذہبوں کو موقع شماتت اور خوشی کا مل گیا ہے اگرچہ انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا کچھ نہیں۔ مگر معاندین اور مخالفینِ مذہب حق کو چند دنوں یہ خوشی کا موقع مل گیا۔

مسئلہ: اذان ثانی میں علماء بدایوں کی بعض کتابیں مثلاً۔ جو ان کے موقف کی تائید میں ہیں اپنی جگہ لیکن سچ یہ ہے کہ اس موضوع پر علمائے بریلی کے موقف کی نمائندہ کتابیں کمیت و کیفیت میں اس سے کہیں زیادہ ہیں خصوصاً امام احمد رضا کی۔

ان میں سے اکثر شائع ہو کر ملک اور بیرون ملک مختلف مقامات پر مرسل ہوئیں۔ اس مجموعہ میں اذان ثانی سے متعلق جو خطوط شامل ہیں وہ امام احمد رضا کے

موقف کی تائید میں ہیں اور ان میں کتابوں کی وصولی، ان کے مندرجات اور دلائل وبراہین کی حقانیت۔ اس مردہ سنت کو زندہ کرنے کی تحریک پر مبارکبادی اور اپنی حمایت واعانت کے وعدے کیے گئے ہیں۔ بعض خطوط سے واضح ہوتا ہے کہ تحریک احیاء سنت کی یہ آواز ملک سے باہر تک پہنچی اور مفید ثابت ہوئی چنانچہ صاحبزادہ مولانا سید عبدالحق پشاوری نے اپنے ایک فارسی خط میں اپنے علاقہ پشاور اور افغانستان میں اس تحریک کے نمایاں ہونے والے اثرات کی تفصیل لکھتے ہوئے اس تحریک کی حمایت کرنے والے ۲۴ رعلماء کرام کے نام شمار کرائے ہیں۔ یہ مکمل خط اس مجموعہ میں محفوظ ہے۔ یہاں اس کا ترجمہ اور خلاصہ پیش خدمت ہے:

> میرے آقا! میں آپ پر قربان، آپ کی مرسلہ کتابیں اور سرفراز نامہ وصول پا کر بے پناہ مسرت حاصل ہوئی، میں بہ ہزار نیاز عرض گزار ہوں کہ بطفیل سرکار غوثیت مآب، ہمارے اضلاع میں جمعہ کی اذان ثانی خارج مسجد محاذی منبر ہونے کی سنت بوجودہ احسن قائم ہوگئی اور عوام وخواص وموافقین ومخالفین کے درمیان جب اس کا تذکرہ ہوا، سبھوں نے اسے قبول کیا اور کہا بے شک احادیث مبارکہ وکتب فقہ کا مستفاد یہی ہے اور اسی پر عمل ہونا چاہے۔
>
> وہ مشاہیر علماء جن کے علمی سمندر سے لوگ فیضیاب ہورہے ہیں، جن کے اقوال وافعال سے دلیل پکڑی جاتی ہے اور فقیر سے جن کو ظاہری وباطنی تعلق خاطر ہے اور جن کی عظمت کا شہرہ پورے افغانستان میں ہے، سبھوں نے اذان ثانی خارج من المسجد (محاذی

منبر) ہی کو سنت تسلیم کیا ہے اور وہ ہر وقت اسی موقف کی تائید و تاکید کیا کرتے ہیں اور مخالفین کی سرکوبی میں ہر وقت مستعد ہیں ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ (خطوط مشاہیر......)

ان خطوط کی اشاعت سے مسئلہ اذان ثانی سے متعلق ملک و بیرون ملک کے علماء کے نظریات واضح ہو جاتے ہیں۔ نیز یہ حقیقت بھی منکشف ہو جاتی ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی مقبولیت ملکی سرحدوں سے ماورا تھی اور علماء اہلسنت ومشائخ عظام اس دینی مسئلہ میں انکے حمایتی اور ہمنوا تھے۔

تحریک ندوہ:۔

چوتھی قسم ان خطوط کی ہے جو ''ندوہ'' سے متعلق ہیں اور ان کی اہمیت شخصی اور تاریخی ہر دو اعتبار سے مسلم ہے۔ ان خطوط کو پیش نظر رکھ کر ''ندوۃ العلماء'' کے تعلق سے ہندوستان کے مشاہیر علماء ومشائخ کے نظریات اور ان کی اصلاحی کوششوں کی تاریخ مرتب کی جاسکتی ہے...... یہاں تفصیل تو نہیں پیش کی جاسکتی تاہم چند تاریخی اشارے پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ ندوہ سے متعلق اس مجموعہ میں شامل خطوط کی معنویت واہمیت واضح ہوسکے...... ''ندوۃ العلماء'' کا قیام ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں مدرسہ ''فیض عام'' کانپور کے جلسہ میں علماء اہلسنت کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ جن میں حضرت مولانا لطف اللہ علی گڈھی، مولانا محمد حسین الہٰ آبادی، مولانا احمد حسن کانپوری، مولانا محمد علی مونگیری اور مولانا شاہ سلیمان پھلواروی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ندوہ سے متعلق علماء اہلسنت کی تائید حاصل کرنے کے لئے مولانا محمد علی مونگیری اور مولانا مشتاق علی کو ملک کے مشاہیر وکبار علماء ومشائخ سے رابطہ کی ذمہ

داری سونپی گئی تاکہ ندوہ کے آئندہ اجلاس میں ان کی شرکت یقینی ہو سکے اور آگے کے لئے لائحہ عمل طے کیا جائے۔ لیکن غضب یہ ہوا کہ ان دونوں نے ندوہ کے اجلاس میں علماء و مشائخ اہلسنت کے علاوہ اہلحدیث کے عالم ابراھیم آروی، مولوی محمد حسین بٹالوی اور شیعی مجتہدین میں غلام حسنین کتوری کو بھی شریک کیا۔ ان مولویوں نے اہلسنت و جماعت کے معتقدات و نظریات کے خلاف تقریریں کیں کہ یہ سلسلہ ندوہ کے تمام اجلاس میں جاری رہا اور ان لوگوں کی شرکت و تقاریر کا شکریہ ادا کرتے رہے۔ بطور نمونہ متعدد روئداد سے خود یہ تقریری جملے ملاحظہ کریں۔

☆ ۱۔ اس وقت لازم ہے کہ جملہ کلمہ گو اہلِ قبلہ اپنے اپنے دعووں کو واپس لیں اور آپس کے مباحثہ کو ترک کر کے اتفاق پیدا کریں۔ مولوی عبد اللہ انصاری۔

☆ ۲۔ عقائد اعمال میں ہر شخص اپنی سمجھ پر مکلّف ہے (رسالہ اتفاق، مولوی آروی)

☆ ۳۔ حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم خلیفہ بلا فصل ہیں
(روداد اول ص ۶۲) (آئینہ حق نما شیعی رسالہ)

☆ ۴۔ مقلد غیر مقلد کا اختلاف ایسا ہے جیسا کہ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ کا۔
(تقریر مولانا محمد علی مونگیری روداد دوم ص ۹)

☆ ۵۔ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ کے عقائد میں بھی اس حد کا اختلاف ہے کہ ایک کے عقیدے کے مطابق دوسرے پر کفر کا الزام عائد ہوتا ہے ان کے عقائد کے روسے ان کی باہمی اسلامی شرکت بھی نہیں۔ اس لئے کہ ایک شئے حنفیہ کے یہاں فرض یا واجب اور شافعیہ کے یہاں حرام مکروہ۔ اور فرض کو ممنوع یا حرام کو حلال جاننے والا کافر ہوتا ہے (روداد دوم ص ۱۰)

☆ ۶۔ غیر مقلدین اتقیائے اہل سنت ہیں (روداد سوم ص ۳۴)

☆ مذہب اسلام کے معین ومددگار ہیں، ان سے بنائے اسلام قائم ہے، ان سے اسلام کی ادق تحقیقات اور ذوقِ عرفان الٰہی مرتب ہے (روداد سوم ص ۳۲)

☆ ۷۔ شافعی حنفی غیر مقلد بھی تم ہو گئے تو خدا کے نزدیک تو کچھ رتبہ نہ بڑھ گیا اس کے نزدیک اس کی قدر ہے جس کے دل میں ایک ذرہ محبت کا ہے۔ چاہے شافعی ہو چاہے حنفی چاہے غیر مقلد۔ (تقریر محمد شاہ رام پوری۔ روداد اول ص ۶۸)

☆ ۸۔ یہ مجلس کافہ اسلام کے علماء کی ہے سنی، شیعہ، مقلد، غیر مقلد سب مل کر سرانجام کریں (تقریر حقانی۔ روداد اول ۶۲، حیات اعلیٰ حضرت دوم بحوالہ روداد اول، دوم، سوم)

تحریک ندوہ کے پہلے اجلاس میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان بھی شریک تھے اور اس یقین واعتماد کے ساتھ شریک تھے کہ یہ اہل سنت وجماعت کا اجلاس ہے جیسا کہ مولانا محمد علی مونگیری کے نام ان کے محررہ خط میں ہے۔

"یہ برادرانہ خیر خواہانہ سوالات صرف اس بنا پر حاضر کئے جاتے ہیں کہ ندوہ اپنے آپکو سنی المذہب فرماتا ہے"

لیکن شرکت کے بعد ندوہ کے اس اجلاس کا منظر دیکھ کر آپ کو سخت مایوسی ہوئی۔ آپ نے دوران اجلاس حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ کے ہمراہ صدرِ اجلاس حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے شکایت کی تو انہوں نے یہ کہہ کر اپنی برأت ظاہر کی کہ اس کے ذمہ دار مولانا محمد علی مونگیری ہیں۔ ان حضرات نے

مولانا مونگیری کے سامنے اپنی بات رکھی تو انہوں نے اپنی سادگی اور اخلاص کا حوالہ دے کر معذرت چاہی اور آئندہ خیال رکھنے کا وعدہ کیا...... امام احمد رضا نے اس اعتذار کو ناکافی سمجھتے ہوئے مطالبہ کیا کہ غیر مقلدین واہل تشعہ کے گمراہ کن بیانات کے جوابات اسی اسٹیج سے دیے جائیں تاکہ حقائق کا اظہار ہو اور اہلسنت مطمئن ہوسکیں۔ مگر مولانا مونگیری اس کے لئے راضی نہیں ہوئے نتیجہ کے طور پر علماء اہلسنت نے اس کا خاموش بائیکاٹ کیا بعد میں جب اس اجلاس کی رپوٹ شائع ہوئی تو امام احمد رضا کے خدشات کی تصدیق ہوگئی۔ اس رپورٹ میں وہ سارے قابل اعتراض بیانات موجود تھے جس کی وجہ سے علماء اہل سنت نے اجلاس کا خاموش بائیکاٹ کیا تھا۔

جیسا کہ اشارہ آچکا کہ ندوہ کے دوسرے اجلاس منعقدہ لکھنؤ ۱۲/۱۳/۱۴/ اپریل ۱۸۹۵ء میں اصلاح کے وعدے کے باوجود ذمہ داران ''ندوہ'' نے پھر غیر مقلدین، اہل تشعہ اور نیچری علماء کو شریک اجلاس کیا، انہیں رکنیت دی اور ان سے خلافِ مذہب اہلسنت تقریریں کرائیں اور اس کی روداد یں شائع کیں یہ وہ نازک مرحلہ تھا جس کے لئے مجددِ وقت کو باضابطہ متوجہ ہونا پڑا تاکہ بروقت اس خطرناک صورت حال پر قابو پایا جاسکے۔ چنانچہ اسی غرض سے اپنی مجددانہ ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے بریلی شریف میں مجلس علمائے اہلسنت قائم فرمائی اور اس کا صدر حافظ بخاری حضرت مولانا سید شاہ عبد الصمد صاحب پھپھوند شریف کو منتخب فرمایا اور ہندوستان کے جید علماء و کبار مشائخ کو اس مجلس سے جوڑ دیا۔'' خطوط مشاہیر'' میں شامل مکتوبات اس سلسلہ میں حوالہ کے لئے کافی ہیں۔

مولانا محمد علی مونگیری ابتدائی چند سالوں تک ندوہ کے مختار کل رہے اس لئے

علماء اہلسنت نے ندوہ کی اصلاح کے لئے ان سے ہی مراسلت کی جس کے نمونے اس مجموعہ ''خطوط مشاہیر'' میں موجود ہیں۔ امام احمد رضا نے بھی اس سلسلہ میں مولانا محمد علی مونگیری سے مراسلت کی جس کا مجموعہ اسی دور ۱۸۹۵ء میں ''مراسلت سنت وندوہ'' کے نام سے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی ترتیب کے ساتھ مطبع نظامی بریلی سے شائع ہوا اور بقول ڈاکٹر غلام جابر شمس یہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ والرضوان کا اولین مجموعۂ مکاتیب ہے (کلیات مکاتیب رضا ج ۱، ص ۲۸)

مولانا محمد علی مونگیری کے نام امام احمد رضا نے ۴ر خطوط ارسال فرمائے۔ پہلا خط ندوہ کی بے اعتدالیوں سے متعلق ۷۰ر سوالوں پر مشتمل تھا جو ''سوالات حق نما بروٗس ندوة العلماء'' کے نام سے مولانا حسن رضا خاں بریلوی کی تقدیم کے ساتھ وکٹوریہ پریس بدایوں سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔ بقیہ تین خطوط انہیں سوالات کے جوابات کی تاکید کے سلسلے میں لکھے گئے۔ ان چاروں خطوط میں امام احمد رضا نے مولانا مونگیری کو جس درد بھرے الفاظ اور نیازمندانہ لب ولہجے میں مخاطب کیا ہے اس کو پڑھ کر قاری کی پلکیں بھیگ جاتی ہیں اور ان کے داعیانہ اوصاف پر نثار ہونے کے لئے دل مچل اٹھتا ہے آپ پہلے خط ۲۸ر شعبان المعظم ۱۳۱۳ھ سوالات حق نما میں ''تنبیہ عام'' کی ذیلی سرخی کے تحت لکھتے ہیں:

> ''یہ برادرانہ خیر خواہانہ سوالات صرف اس بنا پر حاضر کئے جاتے ہیں کہ ندوہ اپنے آپ کو سنی المذہب فرماتا ہے وخدا ہمچنیں کند، جناب سید ناظم حفظہ اللہ تعالیٰ عما لا یلائم نے بعض خطوط میں بعض اہل علم کو تحریر فرمایا کہ ''بانیان ندوہ پکے حنفی ہیں اور تقریباً ۲۵/۳۰ر برس

سے مناظراتِ غیر مقلدین وغیرہ میں مشغول رہے ہیں'' یہی خیال وجہ ارسال سوال ہے کہ بھائیوں سے ہی شکوہ ہے اور انہیں کی لغزش کا صدمہ ہے بد مذہب سے کیا گلہ'' (کلیات مکاتیب رضا، دوم)

دوسرے خط ۲۹ رشعبان المعظم ۱۳۱۳ھ میں سوالات حق نما کے جواب کی طرف متوجہ کرنے کے لئے پھر لکھتے ہیں:

''یہ بعض خدام اجلہ علماء اہلسنت کے سوالات محض بنظر ایضاحِ حق حاضر ہوئے ہیں۔ اخوتِ اسلامی کا واسطہ دے کر نہایت الحاح گذارش کہ للہ خالص انصاف کی نگاہ سے غور فرمایا جائے۔ واقعی عرض ہے کہ ان میں کوئی غرضِ نفسانیت ملحوظ نہیں، صرف تحقیق حق منظور ہے۔ ولہٰذا باوصف خواہشِ احباب ہنوز ان کی اشاعت نہ کی کہ اگر (ندوی) حضرات بتوفیق الٰہی جل وعلا خود ہی اصلاحِ مقاصد ودفع مفاسد فرمالیں تو خواہی نخواہی افشائے زلات کی کیا حاجت؟

(کلیات مکاتیب رضا، دوم)

اس مکتوب میں ''افشائے زلات'' کا ٹکڑا قابل توجہ ہے کہ اعلیٰحضرت اس وقت تک ان تمام باتوں کو یک گونہ لغزش ہی سمجھ رہے تھے اور ان کا خلوص یہ تھا کہ لغزش ڈھکی چھپی ہی رہ جائے اور اصلاح ہو جائے تو بہتر ہے۔

اسی خط میں آگے حسنِ ظن سے کام لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مولانا اس وقت ہم فقراء کا آپ کی جناب میں یہی خیال ہے کہ بوجہ سلامتِ نفس بعض چالاک صاحبوں کی ظاہری باتوں سے

دھوکہ ھوا ہے ورنہ عیاذا باللہ! آپ کو ہرگز مخالفت واضرار مذہب اہلسنت پر اصرار مقصود نہیں بعد تنبیہ انشاء اللہ بعض اکابر علما مثلاً (مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور مولانا محمد حسین الہ آبادی) کی طرح فوراً بطیب خاطر موافقتِ حق فرمائیں گے۔ مبارک وہ دن کہ ہمارے معزز عالم ،آلِ پاک سید لولاک ﷺ اپنے جد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی طرف مراجعت اور تلبیس متبدعین وتدلیس متنطمین سے بالکلیہ مجانبت فرمائیں گے''۔

اس خط کے بعد مولانا محمد علی مونگیری نے ان ستر سوالات کا جواب نہ دے کر بیانِ صفائی پر مشتمل ایک خط روانہ کیا جس میں بد مذہبوں کی شرکت کو مصلحت سے تعبیر کیا۔ چنانچہ وہ اپنے ایک خط محررہ ۳۰؍شعبان المعظم ۱۳۱۲ھ میں امام احمد رضا کو لکھتے ہیں:

''مولانا! جن متکلم فیہ لوگوں کو میں نے اس جلسہ میں شریک کرلیا ہے ان کو بمصالح میں نے شریک کیا ہے ورنہ آپ جانتے ہیں کہ میں حنفی ہوں اور خدا کے فضل سے نیچریت سے بھی کوئی سروکار نہیں ہے۔ ان کے عقائد درکناران کی وضع سے نفرت ہے''

(خطوطِ مشاہیر......)

اپنے دوسرے خط میں مولانا مونگیری نے ان مصلحتوں کی تفصیل پیش کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

''الحاصل مجھے تو بہت سی وجوہ سے یقین ہوگیا کہ تائید حق کی یہ صورت نہایت

عمدہ ہے اور اتفاق صوری سے ادھر تو دشمنانِ دین کی نظروں میں ہیبت وعظمت ہوگی جس کی اس وقت نہایت ضرورت ہے اور فضیحت کن نزاعوں سے ہم نجات پائیں گے۔'' (ایضا)

مگر اس مصلحت پسندی کو علماء اہلسنت نے دین کے لئے مضر اور نقصان وہ تصور کیا چنانچہ حضور سید شاہ ابوالحسین احمد نوری علیہ الرحمہ والرضوان اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

''مجھے مصلحت ان کی پسند نہیں آئی۔ کیونکہ آئندہ اس میں بڑا مفسدہ نظر آیا کہ عوام کو حجت ہو جائے گی کہ سب مذاہب حقہ ہیں جو چاہو سو اختیار کرو...... اس فتنہ کا کچھ اندیشہ نہ کیا کہ اثر بادشاہ کا رعیت پر ضرور پڑتا ہے عقلیں سب کی ماری گئی ہیں'' (ایضاً)

امام احمد رضا اپنے تیسرے خط محررہ ۵/ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ میں، مولانا مونگیری کی مصلحت اندیشی کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

''مولانا! آپ ان حضرات کی تشریک میں مصلحت بتاتے ہیں۔ ہاں آپ کا قصد مصلحت ہی ہو مگر ذرا نظر تو فرمائیے کہ ابھی کئے دن کئے رات؟ ابتدا ہی سے اس خلط مفاسد سے کیسی آفتیں پیدا نہ ہوئیں۔ روداد وغیرہ کی کاپیاں مذہب اہلسنت کے حق میں زہر سے بجھی چھریوں سے بھر گئیں۔ ادنی برکتِ شرکت کا یہ نمونہ ہے کہ وہ رافضیوں کا مجتہد (مولوی غلام حسنین کنتوری) آج تک اشتہار میں چھاپ رہا ہے کہ اس نے مجمع اہلسنت میں جناب امیر کے سر پر دستار خلافت بلا فصل کا باندھنا ثابت کردیا اور سنیوں کا کوئی عالم جواب دہ نہ ہوا'' (کلیات مکاتیب رضا ج ۱ ص ۱۳۰، ۲۰۰۵ء)

اسی خط میں آگے علماء اہلسنت کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فقیر کا اعتراض زنہار زنہار تعصب ونفسانیت پر مبنی نہیں، صرف دین حق کی حمایت اور اہلسنت کی خیر خواہی مقصود ہے۔ بفرض باطل یہ فقیر نالائق ننگ خلائق نفسانیات بھی کرتا ہے تو حضرت افضل العلماء، تاج الفحول محبّ رسول محمد عبدالقادر بدایونی کو معاذ اللہ نفسانیت پر کیا حاصل تھا؟ فرض کریں کہ آپ ان کی صفات کلیہ سے آگاہ نہیں، تو کیا استاذ المدرسین بقیۃ الماہرین حضرت مولانا مولوی لطف اللہ صاحب کو بھی ندوہ سے تعصب ونفسانیت ہے؟ خدارا کسی ضدی عامی کو نہ سنئے اپنے سچے خیر خواہ کی بات پر کان رکھئے...... چلئے یہ بھی مانا کہ سب کسی کے خیال میں نفسانیت پر ہو، مگر جو بات کہی گئی اسے غور فرمالیجئے اگر اس کے تسلیم میں دینی نفع اور انکار واصرار میں مذہب حق کی سخت بدخواہی ہو تو نفسانیت والے آپ کے بھلے کی ہی کہتے ہیں اس پر کیوں کم نگاہی ہو'' (کلیاتِ مکاتیبِ رضا جلد اول ص۱۳۲۔)

مگر اس کے باوجود مولانا مونگیری نے ان ستر سوالات کے جوابات نہیں دئے تو امام احمد رضا نے تیسرا اور آخری خط لکھا:

''مولانا! یہ طلب جواب میں تیسرا عریضہ ہے اور بلا اعذار تین پر انتہا ہے۔ اگر اس پر جواب عطا ہوز ہے نصیب، ورنہ صرف اسی قدر اطلاعاً تحریر فرمادیں کہ جواب دیں گے یا جواب فضول، یا اور عبارات اسی معنی کے تادیہ میں آپ کو مقبول،

اس سے زائد جواب سے خارج'' (کلیاتِ مکاتیبِ رضا جلد اول ص ۱۴۱)

اتنی مودبانہ، عاجزانہ اور نیاز مندانہ گزارشوں کے باوجود مولانا محمد علی مونگیری نے نہ ان سوالات کے جوابات دیئے اور نہ ہی ندوہ کی اصلاح کی۔ نتیجہ کے طور پر مولانا محمد علی مونگیری سے علماء اہلسنت ومشائخ عظام کا اعتماد اٹھ گیا۔ حافظ بخاری حضرت مولانا سید شاہ عبد الصمد پھپھوند شریف کا یہ خط اسی تناظر میں ہے، آپ امام احمد رضا کو لکھتے ہیں:

''مجھ کو خدا کی قسم اس وقت تک یہی امید تھی کہ ناظم صاحب سے چونکہ دیدہ ودانستہ ایسا فعل نہیں ہوا بلکہ غلط فہمی سے۔ تو وہ ضرور روداد مایۂ فساد کو بدلیں گے اور مقاصد کی بھی تشریح کچھ تغیر کے ساتھ کریں گے مگر حضرت (امام احمد رضا) کے سوالات کا جواب جس خشونت کے ساتھ انہوں نے دیا ہے اس سے میری امید منقطع ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ قصداً انہوں نے جال بچھایا ہے اور صرف وہابیہ نیچریہ کے ملانے کے واسطے یہ سارا فساد مچایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم کو ہی غلبہ ہوگا'' خطوط مشاہیر......

''مولانا وصی احمد محدث سورتی اپنے ایک خط محررہ ۴ر صفر المظفر ۱۳۱۴ھ میں مولانا محمد علی مونگیری کی ایک غیر اخلاقی روش کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ندوہ نے ایک کیفیت طبع کرائی ہے اور اس کے دو حصے کر کے ایک حصہ کو جس میں بڑی بے تہذیبی کے شنیع کلمات لکھے ہیں، محمد احسن بہاری کی طرف منسوب کیا ہے حقیقت میں اس حصہ اول کے محرر میری رائے میں ناظم صاحب ہی معلوم ہوتے

ہیں" (خطوطِ مشائخ بنام امام احمد رضا)

اصلاح ندوہ سے متعلق مونگیری صاحب کا ذہن صاف نہیں تھا ورنہ یہ معاملہ اتنا طول نہیں پکڑتا اور ندوۃ العلماء سے سنی علما اور عوام کو جو توقعات تھیں وہ ضرور پوری ہوتیں۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ والرضوان نے اس خلا کو پاٹنے اور ندوہ کو اہلسنت وجماعت کے ضابطہ کا پابند بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی، علماء اہلسنت ومشائخ نے اصلاح کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا مگر مونگیری صاحب کی ضد نے صلح کلیت کی جڑیں مضبوط کر دیں اور عوام کو خانوں میں بانٹ دیا۔

بریلی شریف میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی اور مولانا محمد علی مونگیری کی ملاقات کے لئے چند مخلص احباب نے کوشش بھی کی مگر مونگیری نے عملاً اسکا موقع ہی نہیں آنے دیا حالانکہ انہوں نے اپنے پہلے خط محررہ ۳۰ رشعبان المعظم ۱۳۱۳ھ میں خود ہی لکھا تھا کہ "یہ امور تحریروں سے حاصل نہیں ہوسکتے اگر آپ اجازت دیں تو بریلی میں جلسہ کیا جائے اور جو امور قابل تصفیہ ہوں گے وہ زبانی ھم اور آپ بیٹھ کر صاف کرلیں گے" اس تحریر کے بعد وہ بریلی شریف گئے اور ضرور گئے مگر اس سفر کا حاصل کیا رہا اسے مولانا عتیق احمد کے لفظوں میں سنئے:

> "عرصہ تک اس بارے میں گفتگو ہوتی رہی کہ آپ (مولانا محمد علی مونگیری) مولانا احمد رضا خاں صاحب سے ملاقات فرما کر اختلاف کو رفع فرمایئے مگر طبیعت نے رجوع نہ کیا، دوسرے دن وقت حاضری سب سے اول یہی فرمایا کہ "اب میں مولوی سے ملنا چاہتا ہوں" چنانچہ سواری منگا کر ناظم صاحب ممدوح کو مولوی

صاحب کے مکان پر تشریف آوری کی تکلیف دی گئی مگر ناظم صاحب نے اس وقت اختلاف کے بارے میں گفتگو کو مناسب نہ جانا بلکہ اس کے لئے رات کے آٹھ بجے وعدہ تشریف آوری فرمایا لیکن تشریف نہ لائے جس کا آئندہ بھی کوئی موقع نہیں آیا؟ اور کام انجام ہوتے ہوتے رہ گیا''۔

ندوہ کے تعلق سے مشاہیر کے نظریات:۔

ندوہ کی بے اعتدالیوں پر مواخذہ کی جو تحریک امام احمد رضا علیہ الرحمہ والرضوان نے شروع کی تھی اس کے اثرات دور دور تک پھیلے اور پورے ہندوستان میں ندوہ مخالف بیداری کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ مجلس علمائے اہلسنت بریلی کے تحت کئی ذیلی تنظیمیں قائم ہوئیں مثلاً مجلسِ اہل سنت پٹنہ، مجلسِ اہلسنت امرتسر، مجلسِ اہلسنت بنارس، مجلسِ اہلسنت کلکتہ یہ ساری تنظیمیں اپنے اپنے علاقے میں ندوہ کے خلاف برسرِپیکار رہیں جن کی رپورٹیں ماہنامہ ''تحفہ حنفیہ'' پٹنہ کی مختلف فائلوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ مجلس اہلسنت پٹنہ کی کارگردگی ان سب میں زیادہ ممتاز رہی، جس کے محرک حضرت مولانا قاضی عبدالوحید فردوسی تھے۔ انہوں نے ندوہ کی بے اعتدالیوں کے خلاف جناب حضور شاہ امین احمد فردوسی زیب سجادہ خانقاہِ معظم بہار شریف، تاج الفحول حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی اور اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی کی سرپرستی میں ماہنامہ ''تحفۂ حنفیہ'' جاری کیا، مدرسہ حنفیہ کے نام سے پٹنہ میں عظیم الشان ادارہ قائم فرمایا اور اشاعتی کام کے لئے مطبع حنفیہ کی بنیاد رکھی

جہاں سے حمایت دینِ متین اور مخالفت اعدائے دین میں درجنوں کتابیں شائع ہوئیں۔

جناب حضور شاہ امین احمد فردوسی علیہ الرحمہ والرضوان مجلس اہلسنت پٹنہ کے سرگرم صدر تھے۔ اور ندوہ سے سخت بیزار تھے۔ جس پر ان کے وہ خطوط شاہد ہیں جو قاضی عبدالوحید فردوسی کے نام لکھے گئے۔ اور وہ اشتہار بھی جسے انہوں نے ندوہ سے اپنی برأت کے اظہار کے لئے شائع فرمایا۔ اشتہار میں آپ لکھتے ہیں:

میں اس کے بالکل خلاف ہوں، جب ندوہ کی بدولت اسلام ہی کو سلام ہے تو ھم اس سے اپنے کو علیحدہ ہی رکھنا پسند کرتے ہیں ہم اس جماعت کی دلفریب باتوں پر مائل ہو کر اپنا دین و مذہب اس ندوہ کے ہاتھ نہیں بیچ سکتے لوگوں کی چکنی چپڑی باتوں اور ان کی درپردہ بدسلوکیوں پر اربابِ سنت و جماعت کو فرض ہے کہ اس سے بچیں اور اپنے آپ کو اس سے علیحدہ رکھیں'' (عروۃ الوثقیٰ)

۱۳۱۸ھ میں قاضی عبدالوحید فردوسی نے پٹنہ میں ردندوہ کے موضوع پر سات روزہ تاریخ ساز اجلاس کا انعقاد کیا جس میں مشاہیر علماء اور اہل خانقاہ نے شرکت کی جن میں، یہ نام خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں مولانا سید شاہ اسمٰعیل حسن مارہروی، مولانا شاہ اجمل الہ آبادی، تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدیوانی، حافظ بخاری مولانا سید شاہ عبدالصمد پھپھوند شریف، مولانا عبدالمقتدر بدایوانی، مولانا عبدالغفار رامپوری، مولانا عبدالکافی الہ آبادی، مولانا محمد سعید صاحبزادہ زیب سجادہ خانقاہ معظم بہار شریف، مولانا بشارت کریم، گیا، مولانا عبدالسلام جبلپوری، مولانا کریم رضا بیتھوی،

مولانا شاہ محی الدین پھلواروی، مولانا شاہ محمد حسن صاحبزادہ شاہ اکبر دانہ پوری، مولانا شاہ وحید الدین فردوسی، مولانا سید فضل حسین فردوسی، مولانا شاہ عزیز الدین قمری متین گھاٹ پٹنہ، مولانا سید سلیمان اشرف بہاری، مولانا خلیل الرحمٰن خلیفہ شاہ فضل لرحمٰن گنج مراد آبادی وغیرہ۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اس میں بہار کی معظم خانقاہوں کے مشائخ کرام نے نہ صرف شرکت کی بلکہ اس کے انتظام وانصرام میں بھی حصہ لیا جیسے خواجہ سیدہ شاہ امجد حسین تکیہ شریف، سیدہ شاہ عبدالقادر خانقاہ اسلام پور، مولانا شاہ شہود الحق فخری اصدقی، مولانا شاہ نصیر الحق عظیم آباد، مولانا شاہ غلام شرف الدین عرف شاہ درگاہی فتوحہ وغیرہ

اس مجموعۂ مکاتیب میں خود قاضی عبدالوحید فردوسی کے بھی ۱۷ خطوط ہیں جس سے بہار میں ندوہ مخالف سرگرمیوں کا اندازہ ہوتا ہے اور امام احمد رضا کی تحریک سے قاضی صاحب کی جذباتی وابستگی کی تاریخ سامنے آجاتی ہے۔ یہ قاضی صاحب ہی کی محنت اور جناب حضور شاہ امین احمد فردوسی علیہما الرحمہ کی سعی پیہم کا نتیجہ تھا کہ بہار کے تقریباً تمام خانقاہی حضرات ندوہ کے مخالف ہوگئے۔ اس سلسلہ میں تحقیق وتفصیل کے لئے قاضی صاحب کی ''مراۃ الندوہ''، ''تسوید الندوہ''، ''عروۃ الوثقی'' اور خود اس مجموعۂ مکاتیب ''خطوط مشاہیر'' کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ ہم یہاں بہار کی ایک بڑی خانقاہ، خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کے صاحب سجادہ مولانا سیدہ شاہ بدرالدین پھلواری کی ندوہ بیزاری کی ایک تحریر پیش کرکے آگے بڑھنا چاہتے ہیں، وہ اپنے ایک اعلامیہ میں لکھتے ہیں:

''واز یں وقت از ندوہ علماء کانپور کنارہ کردہ ام پس آئندہ تا اصلاح مفاسد،

ایں گمنام را در فہرست اراکین ندوہ ملاحظہ بخواہند فرمود، انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگر چہ شرکت ایں گوشہ نشیں محض برائے نام بود از ایں قدر نیز در گزشتم'' (مرأۃ الندوہ ۲۷)

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی علیہ الرحمہ بھی ندوہ سے برگشتہ تھے اور اسے ''معاملات نفس'' پر محمول کرتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت احمد میاں گنج مراد آبادی ندوہ کی دعوت پر شرکت کے لئے شاہ صاحب سے اجازت لینے گئے تو آپ نے فرمایا ''ندوہ معاملاتِ نفس ہیں لہٰذا وہاں جانے کی ضرورت نہیں'': (خطوط مشاہیر، خط مولانا سید محمد رضا صاحب)

مفتی لطف اللہ رامپوری، امام احمد رضا کو ندوہ سے متعلق اپنے نظریات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''چوں سال اول ندوہ بحالت ناواقفیت مکائد آں، فقیر بمکان کانپور رسید، فقط صورت وحال شبلی نائب شیخ نجد را دیدہ از شرکت آں مجتنب شدم و بجائے دیگر قیام پذیر شدم۔''

اس خط میں آگے ندوہ کے بڑھتے ہوئے طوفان پر حیرت اور امام احمد رضا کی کوششوں پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''چہار طرف بدیدۂ حسرت وتاسف بدیدم کہ کدامی شخص حق بیں وحق پروردہ ومعین ومددگار نحیف میسر آید...... الحمد للہ کہ قادر ذوالجلال آنجناب راما حی کفر وضلال پیدا فرمودہ فی قلوبھم مرض را شافی مطلق بدست سامی شفا بخشد'' (خطوط مشاہیر......)

مولانا عبد الحمید پانی پتی ندوہ سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے

لکھتے ہیں:

''اس ندوہ کا صدمہ تو احقر کے دل پر بہت تھا لیکن قلتِ سامانِ عدم اطمینان سے چپ تھا، لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس کے خادم بہت سے علماء کھڑا کر دئے، ندوہ کی وجہ سے بہت سے فساد پھیل گئے ہیں، اس نے بہت لوگوں کے عقائد کو خراب کر ڈالا ہے اس کے فتنوں کا سدباب ضروری ہے''۔ (خطوط مشاہیر......)

مولانا عبید اللہ الہ آبادی ندوہ سے متعلق امام احمد رضا کی خدمات کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مولانا بحمدہ تعالیٰ آپ رئیس جماعت اہل السنہ ہیں اس قحط الرجال میں آپ کا قلم فیض رقم سیف سے بڑھ کر کام کر رہا ہے۔ اہل سنت پر آپ کا احسان ہے اور ایک جہاں کو فتنۂ عظیمہ سے بچانے کے لئے آپ سرگرم ہیں۔ ہر وقت آپ کا عبادت متعدیہ میں گزرتا ہے'' (ایضا)

سید شاہ عبد الغفار قادری بنگلوری نے مدراس میں ندوہ مخالف مہم کا جائزہ لیتے ہوئے امام احمد رضا کو لکھا:

۸ر شعبان جمعہ مسجد مدراس میں بعد نماز جمعہ بندے نے جو فتویٰ لکھا ہے یعنی فتاویٰ علماء بنگلور، علماء مدراس کی جانب سے اعلانیہ پڑھا گیا اور پھر علمائے مدراس نے عموماً ندوہ کی تردید کی، حاضرین جو تین چار ہزار آدمی اہلسنت سے جمع تھے سب نے ندوہ پر ملامت کی

اور نواب مدارس پرنس آف ارکاٹ کی جانب سے کل مساجدِ اہلسنت میں ندوہ کے نائبین کا وعظ کرنے کی ممانعت ہوگئی عجیب بلا ہے کہ جہاں یہ بندے جاتے ہیں وہاں مکر و فریب کرتے ہیں شیاطین الانس یہی ہیں''۔(خطوط مشاہیر)

حضرت مولانا سید نذیر الحسن ایرانوی کے ۹ر خطوط اس مجموعہ میں شامل ہیں سب میں ندوہ کی شناعت اور اس کے بالمقابل مجلسِ علماءِ اہلسنت کی خدمات کا تذکرہ ہے وہ کلکتہ سے اپنے آخری خط میں لکھتے ہیں:

''اب کلکتہ میں میرا قیام صرف چار دن ہے۔ علماء کلکتہ کے دستخط ارسالِ خدمت ہیں۔ یہاں کے ہر کہ دمہ کو ندوہ سے پوری آ گاہی ہوگئی ہے امید نہیں کہ اس طرف اس کا قدم آئے اور اگر آوے بھی تو ندامت وخرابی ہوگی۔ مجلسِ اہلسنت بریلی کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ ناواقفوں کو واقف کر کے اچھی ہدایت کی ۱۵ر محرم ۱۳۱۵ھ کو جناب مولوی احمد علی صاحب نے ایک مجلس تائید مجلس اہلسنت بریلی قائم فرمائی ہے جس کے صدر انجمن حضرت مولانا شاہ صفی اللہ صاحب ہوئے اور منتظم مولوی الٰہی بخش صاحب مدرس اعلیٰ مبارکپور، بہت بڑے مجمع میں حضرت شاہ صاحب موصوف نے محض بغرض عوام بباعث جوش مذہبی ندوہ کی شناعات کا رد فرمایا اور مجلسِ اہلسنت کے قائم رہنے کی دعا فرمائی'' (خطوط مشاہیر)

مولانا سید شاہ محمد عمر قادری خانقاہ چشتی چمن، حیدرآباد نے ان الفاظ میں ندوہ

سے اپنی عملی بیزاری ظاہر فرمائی:

''ندوۃ العلماء کے متعلق تائیدی مجلس یہاں ہوئی لیکن للہ الحمد فقیر نے اس مجلس کے مکائد سب پر ظاہر کر دئے۔ بہت کم آدمی آئے جس کی شکایت جریدہ روزگار مدراس میں چھپی'' (خطوط مشاہیر)

مولانا شاہ کرامت اللہ دہلوی امام احمد رضا کی طرف سے مرسلہ کتابیں ملاحظہ کے بعد لکھتے ہیں:

آپ کی طرف سے جو جس قدر تحریرات شائع ہوئیں اہل انصاف کے واسطے کافی ووافی ہیں۔ میرٹھ میں جو جلسہ ہوا اس میں احقر شریک نہیں ہوا اگر چہ مولوی محمد علی اور مولوی سلیمان کا دوسرا خط تاکیدی آیا مگر دل نے نہ چاہا کہ جاؤں۔ مولوی مناظر حسن صاحب تشریف لے گئے تھے۔ وہ بھی ناخوش آئے صدر صاحب نے ان کو بیان سے روک دیا، مولوی صاحب حلیم الطبع تھے، بردباری کو کام فرمایا ورنہ اکثر شہران کا معتقد تھا صورت بہتر نہ ہوئی'' (خطوط مشاہیر)

مولانا شاہ سلیمان پھلواروی ندوہ کے حامیوں میں تھے مگر ندوہ سے ان کی بھی مراد کیا تھی، ان کے الفاظ ہیں:

میں بلا تقیہ وتوریہ پکار پکار کر کہوں گا کہ ندوۃ العلماء کے الف لام سے مراد یہی علماء اہلسنت ہونا چاہئے نہ روافض وخوارج ونیچیریہ، وہابیہ خذلھم اللہ ۱۴ر شوال ۱۳۱۳ھ

اس لئے وہ امام احمد رضا کو لکھتے ہیں:

مخدوما! میں تو آپ صاحبوں کا ہم خیال ہوں۔ کابرائن کابر۔

پھر آج ندوہ کی وجہ سے ایسا کیوں کروں۔ اگر آپ مجھ سے رنجیدہ
ہیں تو میں تو آپ سے نہیں آزردہ ہوں اور جناب کی بھی یہ رنجیدگی
بنظرِ اصلاح ہے نہ بنظرِ فساد۔......

مولانا! میں ننگِ خاندان ہوں مگر نسبت میری کسی بارگاہ میں ضروری ہے' کچھ تو پر تو ادھر کا پڑنا چاہیے مولانا! میں نے صدہا کتابیں وہابیہ کی تردید میں لکھی ہیں اور اکثر چھپ کر شائع ہوئیں''

پھر ندوہ کی اصلاح کی طرف توجہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اب میں امیدوار ہوں کہ ندوہ کی اصلاح بآشتی ہونی چاہیے اور اس میں کوشش فرمائیے میں بھی ہر طرح سے حاضر ہوں اور اگر اصلاح نہ ہوئی تو میری شرکت بھی معلوم ۔ میں نے جناب مولوی سید محمد علی سے عرض بھی کیا تھا کہ آئندہ سال سے مجھے رکنِ انتظامی سے خارج کر دیجیے۔ میں سمجھتا ہوں وہ زمانہ آ گیا'' (خطوطِ مشاہیر)

اس طرح کے اقوال ونظریات اس مجموعہ میں شامل ان تمام مکتوبات میں دیکھے جا سکتے ہیں جو ندوہ سے متعلق ہیں۔ اصلاح ندوہ کی اس پرزور اور منظم کوششوں کا یہ اثر ہوا کہ حقائق پورے طور پر آئینہ ہو گئے اور سنی علماء نے ندوہ سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ چنانچہ حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی نے اپنے خط محررہ ۱۱ر شعبان ۱۳۱۳ھ میں لکھا ہے:

''اصل حال یہ ہے کہ ناظم صاحب برائے نام ہیں قابو اور ہی
لوگوں کا ہے۔ اراکین موجودین میں کوئی خوش عقیدہ نہیں جو خوش
عقیدہ تھے مانند مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی وغیرہ یہ لوگ ندوہ کی
حرکتوں سے متنفر ہو کر اب کی سال علیحدہ ہو گئے ہیں اب باقی ماندہ

اراکین میں سب سے اول درجہ کے دخیل شبلی معتزلی ہیں اور دوسرے
درجہ کے مولوی خلیل الرحمٰن سہارنپوری'' (خطوط مشاہیر)

علماء اہلسنت کی علیحدگی سے ندوہ کا زور کم پڑ گیا مگر الحاد و بے دینی کی یہ وبا زیادہ دنوں تک دبی نہ رہ سکی، چونکہ بقول حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی ''ندوہ معاملاتِ نفس ہیں'' اس لئے نفس کے پرستار سر ابھارنے کے لئے جد وجہد کرتے رہے اور بالآخر عارف باللہ جناب حضور شاہ امین احمد فردوسی کا یہ فرمان سچ ثابت ہو کر رہا (ہم جانتے ہیں کہ ندوہ میں ایک ایسی قوت موثرہ ہے اور ہوگی کہ لوگوں کو گمراہ کر کے چھوڑے گی) (عروۃ الوثقیٰ، ص ۵)

ندوہ کی اصلاح اور تنقید و تجزیہ کے حوالہ سے اس تمہید میں جو کتابیں منظرِ عام پر آئیں وہ ندوہ کی حقیقت جاننے کا بنیادی ماخذ ہیں مگر افسوس ہے کہ اب وہ کتابیں صرف تذکرہ کا حصہ بن کر رہ گئی ہیں۔ ضرورت ہے کہ انہیں پھر سے عام کیا جائے تاکہ نئی پود کے افراد جو اپنے خاندانی اسلاف کے عقائد و نظریات اور کردار عمل سے ناآشنا ہیں ان کے مطالعہ سے انہیں اپنے احتساب کا موقع ملے اور وہ پھر ماضی کی طرف لوٹ آئیں ''خطوطِ مشاہیر'' میں ایسی بہت سی کتابوں کا تذکرہ موجود ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

''سوالات حق نما بروس ندوۃ العلماء، مرتب حضرت مولانا حسن رضا بریلوی ''عزوہ لہدمِ سماک الندوہ''، مولانا یقین الدین ''سرگذشت و ماجرائے ندوہ'' مولانا عبدالحی، مولانا محمد حسین ''سد اللصوص''، ''نذیر الندوہ''، ''سطوہ لرد ہفوات ارباب الندوہ''، ''فتویٰ علماء اہلسنت''، ''مراسلت سنت وندوہ'' مولانا حسن رضا بریلوی ''ندوہ

کا ٹھیک ٹھیک فوٹو گراف'' حکیم مومن سجاد ''فتاویٰ القدوہ لکشف دفین الندوہ''، ''فتاویٰ السنہ''، ''آہ مظلوم دافع''، ''اہل نفاق''، ''قطع الحجہ''، ''شکوہ دوستاں''، ''رغم الجہلہ'' سید احمد علی قادری ''تسوید الندوہ'' قاضی عبدالوحید فردوسی ''اشتہار خمسہ''، ''اشتہار پانزدہ رکنی''۔

ان کے علاوہ مرتب خطوط مشاہیر ڈاکٹر غلام جابر کی لائبریری میں اس موضوع پر لکھی گئیں چند اور کتابوں کا سراغ ملتا ہے جیسے۔

''مزق شرارت ندوہ'' مولانا غلام شبر صاحب ''صمصام حسن بردابر فتن'' حسن بریلوی۔ ''اظہار مکائدِ اہل ندوہ'' مولانا ارشاد حسین ''تہدید الندوہ'' شاہ محمد حسین۔ ''جدوہ لرجوم احزاب دار الندوہ''، ''فک فتنہ از بہار پٹنہ'' حکیم مومن سجاد۔ ''حبتوہ تنبیہ ارباب الندوہ'' مولانا قاضی عبدالوحید فردوسی ''دربارِ حق وہدایت'' قاضی عبدالوحید۔ ''عروۃ الثقی'' قاضی عبدالوحید فردوسی۔

ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین بہاری نے حیات اعلیٰحضرت جلد دوم میں ردندوہ کے موضوع پر امام احمد رضا کے ۷ار رسائل شمار کرائے ہیں ان میں وہ رسائل بھی شامل ہیں جو دوسرے مولفین کے نام سے اوپر مذکور ہوئے۔ حضرت ملک العلماء چونکہ امام احمد رضا کی مجلسوں کے جلیس اور ان کی اصلاحی وعلمی تحریکات میں شریک رہے ہیں اس لئے بظاہر ان کے بیان پر کوئی سوال قائم کئے بغیر یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ امام احمد رضا کے بعض رسائل دوسروں کے نام سے شائع ہوئے۔ ذیل میں حضرت ملک العلماء کی ذکر کردہ فہرست دی جارہی ہے جس سے ایسی کتابوں

کی شناخت کی جاسکتی ہے یہ کتابیں بھی محقق ومؤلف خطوطِ مشاہیر کے کتب خانہ میں موجود ہیں ان میں سے بیشتر کی فوٹو کاپیاں بنوا کر موصوف نے از راہ علم نوازی مجھے دی ہیں خدا ان کے ذوقِ علم پروری کو سلامت رکھے۔

''فتاوی القدوہ لکشف دفین الندوہ''،''فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین''، ''ترجمۃ الفتوی وجہ ہدم البلویٰ''،'' خلص فوائد فتویٰ''، ''سرگزشت وماجرائے ندوہ''،''اشتہار خمسہ''،''غزوہ لہدم سماک الندوہ''،''ندوہ کا تیجہ روداد سوم کا نتیجہ''،''بارشِ بہاری بر صدف بہاری''،''سیوف العنوہ علیٰ زمائم الندوہ''،''قصیدہ آمال الابرار لام الاشرار''،''سکین ونورہ بر کائل پریشان ندوہ''،''صمصام القیوم علیٰ تاج الندوہ عبدالقیوم''،''الاسئلۃ الفاضلۃ علی الطوائف الباطلہ''۔

امام احمد رضا اپنے مکتوب نگاروں کے درمیان:

خطوط مشاہیر...... کا ایک خاص پہلو یہ بھی ہے کہ اس سے امام احمد رضا کی ملک گیر مقبولیت اور مکتوب نگاروں کے درمیان ان کی عزت وعظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور یہ حقیقت بے غبار ہو جاتی ہے کہ ان کے عہد میں جو بلندیٔ شہرت اور علمی مرکزیت ان کو میسر آئی وہ اور کسی کو نہیں مل سکی۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے اپنی فقیہانہ بصیرت، عالمانہ شان اور مخلصانہ جدوجہد سے علم، مذہب، فن اور سماج سب کو متاثر کیا، اسلام مخالف تمام قوتوں کے آگے سینہ سپر رہے اور الحاد وبے دینی کے طوفانِ بلاخیز میں بھی ایمان کی شمع اور عشق رسول کے چراغ کو جلائے رکھا یہی وجہ ہے کہ ہمعصر علماء ومشائخ ان کو اعتماد کی نگاہوں سے دیکھتے اور ان پر اپنی محبت نچھاور کرتے تھے۔ مثال کے طور پر حافظ بخاری حضرت مولانا عبدالصمد پھپھوند شریف کے ایک خط کا یہ حصہ

ملاحظہ کریں:

اس زمانہ میں بفضلہٖ تعالیٰ جناب والا ایک رکن اعظم مذہب اہلسنت اور علمائے اہلسنت کے ہیں۔ ہم کو تو بہت کچھ امید آپ کی ذات بابرکات سے ہے اور نفس الامر یہ ہے کہ آپ کو میری اور کسی کی عون وعنایت کی حاجت کیا ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ صرف تن تنہا خبائث وہابیہ نجریہ روافض کی سرکوبی کے واسطے کافی ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ آپ کو صحیح وسالم رکھے آمین (خطوط مشاہیر)

پیر خانہ (مارہرہ شریف) میں بھی آپ کی وہی قدر ومنزلت تھی اور علمائے عصر کی طرح مشائخ عظام بھی آپ کو محبت وعقیدت اور اعتماد کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ مارہرہ شریف کے ایک بزرگ حضرت شاہ اولادرسول مانا میاں علیہ الرحمہ کے خط کا یہ جملہ ''الحمد للہ یہاں سب مولانا احمد رضا کے ماننے والے ہیں'' (خطوط ہیر......) اس پر شاہد ہے۔ اور قطب المشائخ حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری علیہ الرحمہ والرضوان کا ''چشم وچراغ خاندان برکاتیہ'' کے لقب سے آپ کو یاد کرنا، آپ کے باعظمت، محترم اور قابل اعتماد ہونے کی سند ہے چنانچہ شاہ صاحب اپنے خط محررہ ۲۲ محرم ۱۳۱۳ھ میں لکھتے ہیں:

چشم وچراغ خاندان برکاتیہ مارہرہ مولانا احمد رضا خاں صاحب دام عمرھم

بعد دعا فقرہ مقبولیت محررہ القاب سطر بالا واضح ہو کہ یہ خطاب حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو دیا تھا اب سوائے آپ کے حامی کار اس خاندان عالی شان کا خلفاء میں کوئی نہ رہا لہٰذا

میں نے یہ خطاب آپ کو بایماء غیبی پہنچا دیا، بطوع ورغبت آپ کو
قبول کرنا ہوگا" (خطوط مشاہیر)

امام احمد رضا کے مکتوب نگاروں میں جیسا کہ پہلے مذکورہ ہوا بڑے بڑے علماء ومشائخ ہیں۔ انہوں نے اپنے مکتوب الیہ کو جس نگاہ سے دیکھا ہے وہ ان کے خط میں لکھے گئے القابات ومندرجات سے ظاہر ہے۔ خطوطِ مشاہیر کا یہ رخ اگر چہ ایک مستقل عنوان کا متقاضی ہے مگر تفصیل سے بچتے ہوئے ذیل میں بعض خطوط کے القابات کی مختصر فہرست پیش کی جارہی ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ مکتوب نگاروں کے درمیان امام احمد رضا کا مقام ومرتبہ کیا تھا:

مولانا سید محمد آصف رضوی:۔ خط ۱ حامی السنہ ماحی البدعہ خط ۲ حبیب محبوب اللہ۔ خط ۳ قبلۂ کونین وکعبۂ دارین

مولانا سید شاہ ابراھیم قادری بغداد شریف:۔ العالم الفاضل، البحر المتقاطر خط ۱

حضرت سید شاہ اسمٰعیل شاہ جی میاں مارہرہ شریف:۔ فخر الافاضل، صدر الاماثل، افضل العلماء۔ خط ۱۔ مجمع الفضائل والفواضل مدقق دقائق شریعت، محقق حقائق طریقت ۔خط ۲

تاج العلماء سید شاہ اولادرسول محمد میاں قادری مارہرہ شریف:۔ حامی سنت قاطع بدعت ماحی فتن۔ جامع کمالات، منبع برکات

مفتی احمد بخش تونسوی پاکستان:۔ سیدی، سندی، اعتضادی وعلیہ اعتمادی، البحر الحبر، العلامتہ الفہامہ، الالمعی الاوذعی، مجدد المأۃ الحاضرہ۔ ملک العلماء، شمس الفضلا، متقدائے اہل ایماں، پیشوائے اہل ایقاں، تقی ورجائی۔

مولانا قاضی سید احمد میاں راجستھان: قدوۃ العلماء، زبدۃ الفقہاء۔

مولانا اسرار صاحب دہلوی:۔ افضل العلماء، اکمل الکملاء، آیت من آیات اللہ، برکتہ من برکتہ اللہ، مجدد دین، نائب سید المرسلین۔

پروفیسر حاکم علی اسلامیہ کالج لاہور:۔ آقائے نامدار، موید ملت طاہرہ، مولانا وبالفضل اولانا۔ یاسیدی اعلیٰحضرت۔

مولانا عبدالسلام ھمدانی امرتسر:۔ بحضور فیض گنجور، سراپاں رحمت یزداں، رئیس العلماوالفضلاء۔

مولانا عتیق احمد پیلی بھیت:۔ آفتابِ آسمانِ شریعت، ماہتاب درخشاں طریقت، نوربخش قلوبِ مومنین، روشن فرمائے دنیا ودین، حاکم محکم ایمان، ماتحت حبیب الرحمٰن، فضیلت پناہ، حقیقت آگاہ، امام العلماء۔

مولانا عبدالغفور مدراس:۔ امام العلماء والمحققین، مقدام الفضلا والمدققین۔

حافظ عبداللطیف بدایوں:۔ محمود الاقران، نعمان الزمان۔

تاج الفحول حضرت شاہ عبدالقادر بدایوں:۔ مولانا الاجل الاکمل الاکرم

مولانا سید شاہ عبدالصمد پھپھوند شریف:۔ معین الاسلام والمسلمین، قامع اساس المحدثین

مولانا عبدالسلام جبل پوری:۔ عالی حضرت، معالی منقبت، اعلم العلماء المتبحرین، افضل العلماء، شیخ الاسلام والمسلمین، مجتہد زمانہ، فرید اوانہ، صاحب حجتِ قاہرہ، موید ملت زاہرہ، مجدد زمانہ حاضرہ، بحر العلوم، کاشف السر المکتوم سیدنا وسندنا ومولانا ومرشدنا والذخرۃ لیومنا وغدنا، وسیلتنا، برکتنا فی الدنیا والدین

، آیۃ من آیۃ اللہ رب العلمین ، نعمۃ اللہ علی المسلمین ، تاج المحققین ، سراج المفتین ، ذوالمقامات الفاخرہ والکمالات الزاھرۃ الباہرہ ، صدرالشریعہ ، اعلیٰحضرت ، آقائے نعمت ، ولعلامتہ الاجل ، الانجل الاکمل ، حلال عقدۂ لاینحل ، متقدائے اہلسنت ، قبلہ وکعبہ ، سیدی وسندی وثقتی ومرشدی وکنزی وذخری لیومی وغدی مظہر سرالہداتیہ والیقین ، موید الشریعۃ المحمد یہ ، مجدد معالم السنۃ السنیہ ، روض الانوار والاسرار ، قبلتنا فی الکونین وسیلتنا فی الدارین ، سرکار افخم ، آقائے نعم ، قبلہ حاجات ما ، کعبۂ ایمان مابرہان الفضلاء والمدققین ، خیر الاحقین بالمہرہ ، المجتہدین السابقین ، مکرم کرام العرب والعجم ، العلامتہ المعتمد المستند ، قطب المکان ، غوث الزمان ...... اعلیٰحضرت امام اہلسنت ، قبلہ جانم ، کعبہ ایمانم ، مفیض الکلمات الربانیہ علی العالم حجۃ اللہ البالغہ علی العلمین ۔

مولانا شاہ غلام رسول قادری صدر جمیعۃ الاحناف کراچی :۔ جناب تقدس مآب ، مجمع مکارم اخلاق ، منبع محاسن اشفاق ، سراپا اخلاق نبوی ، مظہر اسرار مصطفوی ، سلطان العلماء اہلسنت ، اعلیٰحضرت ، امام الشریعۃ والطریقت ، مجدد مأۃ حاضرہ ۔

مولانا شاہ غلام گیلانی شمس آباد صوبہ سرحد :۔ القاب سے مستغنی ، بلکہ القاب جن کی چوکھٹ پہ پھیکے پڑے ہیں ...... غوث الانام ، مجمع العلم والحلم والاحتشام ۔

مولانا سید شاہ کریم رضا بیتھوی :۔ تابع شریعت غرا ، منقاد ملتِ بیضا ، جامع فضائل صوریہ ومعنویہ ۔ قدوۃ العلماء والاعلام ، عمدۃ الفضلاء الکرام ۔

قاضی عبدالوحید فردوسی پٹنہ :۔ ناصر ملت مصطفویہ ، حامی مذہب حنفیہ ۔ عالم اہلسنت ، دافع وماحی رسوم شرک وبدعت ، ناصر الاسلام والمسلمین حامیِ شرع متین ،

اعلیٰ حضرت جناب مولانا ومخدومنا، قبلہ وکعبہ فخرِ علماء دوراں، محسود زمانیاں، ملک العلماء، بحر العلوم، محی السنہ، ممیت البدعہ، محسودِ اقراں، فاضل لبیب، کامل اریب، فخر العلماء، صدر الکبراء، مولانا ومقتدانا، سیدی معتمدی۔ مخدومی ومولائی۔

مولانا سید شاہ عبد الغفار قادری بنگلور:۔ جامع منقول ومعقول، حاوی فروع واصول، جامع شریعت وطریقت، واقفِ حقیقت ومعرفت۔

مولانا سید محمد علی مونگیری:۔ مجمع الکمالات والفضائل، ذو الکمات العلیہ۔

مولانا وصی احمد محدث سورتی:۔ امام الدہر وہمام العصر، عالم ربانی، فاضل حقانی، بحر العلوم۔ امام المتکلمین وہمام الفقہاء والمحدثین، خیر اللحقہ بالمہرۃ السابقین، مولانا بالفضل اولانا۔ فقیہ الدہر، محدثِ عصر 'مقتدانا' سید العلماء وسند الفضلا مجدد دہرنا، مجدد عصرنا، ہادی خواص وعوام، اعلم العلماء افہم الفضلا، فقیہ بے تمثیل ومحدث بے عدیل۔ مجدد مائۃ حاضرہ، صاحب حجۃ قاہرہ، امام اہل سنت۔

چودہویں صدی ہجری میں لکھے گئے ان خطوط کے اسلوب، ہیئت ومواد نیز مکتوب نگاروں کی شخصیت پر لکھنے کی گنجائش باقی ہے جسے یہاں تنگی صفحات کے سبب موقوف کیا جارہا ہے۔ یوں بھی اہل علم وادب اس کام کو زیادہ احسن طریقے سے انجام دیں سکیں گے۔ یہ فقیر ہیچمد اں اس کا متحمل نہیں۔ خلاصۂ کلام کے طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ زیر نظر کتاب ''خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا'' محض مجموعۂ خطوط نہیں بلکہ اس صدی کے علماء کے عقائد ونظریات اور ان کے فکر وعمل پر مشتمل ایک قیمتی دستاویز ہے جس کے مطالعہ سے واضح ہوجاتا ہے کہ: (ا) چودہویں صدی ہجری سے ہی ملک کے مشاہیر علماء ومشائخ اہل تشعہ کے ساتھ نو مولود فرقہ وہابیہ کو گمراہ وبد عقیدہ سمجھتے رہے ہیں۔

(۲) ندوۃ العلماء کے بانی علماء اہلسنت تھے مگر عاقبت نا اندیش دوستوں کی غلط پالیسی اور شبلی نعمانی کی دخل اندازی نے علماء اہلسنت کو اس سے برگشتہ کردیا۔

(۳) ندوہ کی اصلاح اور بصورت مایوسی اس کی مخالفت میں علماء اہلسنت کے ساتھ مشائخ عظام بھی پیش پیش رہے۔ تاریخ کا یہ گوشہ ان حضرات کے لئے دعوتِ فکر ہے۔ جو آج مزاج خانقاہیت کو صلح کلیت کا رنگ دے رہے ہیں۔

(۴) امام احمد رضا اپنے ہمعصر علماء و مشائخ کے معتمد علیہ تھے اس لئے تحریک ندوہ اور ردعقائد باطلہ میں دونوں جماعت نے ان کی ہمنوائی و پشت پناہی کی۔

(۵) امام احمد رضا اپنے عہد کے ممتاز عالم اور مرجع العلماء، فقہا تھے۔ جن سے علم کا ہر گوشہ منور ہوا اور عوام وخواص سب نے ان سے علمی استفادہ کیا۔ مرتب کتاب جناب ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی ملت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک ایسے موضوع سے ہماری شناسائی کرائی جسے بنیاد بنا کر جادۂ اعتدال سے بھٹکنے والے افراد کو سمیٹا جا سکتا ہے۔ مرتب موصوف کی اس نوع کی دوسری کاوش ہے جو اہلِ علم و فن سے دادِ تحسین کی طالب ہے۔

ڈاکٹر غلام جابر کو قدرت نے جستجو کا مادہ، طلبِ مقصود کا جذبہ، تحصیلِ مفقود کی ہمت اور ایثار و عشق سے لبریز دل عطا کیا ہے اس لئے وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ گوشۂ رضویات کی تحقیق میں مصروف عمل ہیں۔ ان کی پہلی کاوش ''کلیاتِ مکاتیبِ رضا'' نے اربابِ فکر و تحقیق بالخصوص رضویاتی ادب کے محققین کو متاثر کیا تھا

اب یہ دوسری کاوش منظر عام پر آرہی ہے اور چونکہ اس کا ہر مکتوب

ماند یک عروس جواں سال بر غزل

آراستہ بہ زیور حسن معانی است

کا مصداق ہے۔ اس لئے یقین ہے کہ یہ کتاب بھی اربابِ ذوق سے پذیرائی کی سند حاصل کرے گی۔

محمد امجد رضا امجد

صدر: القلم فاؤنڈیشن سلطان گنج، پٹنہ، بہار

09835423434

علمائے عرب کے خطوط

شیخ سید اسماعیل خلیل، محافظ کتب حرم، مکہ مکرمہ

(۱)

از مکہ مکرمہ: ۱۲ رجب ۱۳۲۴ھ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے۔ سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں جو اکیلا ہے۔ درود وسلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ افاضل علماء کے بھروسہ، اماثل فقہاء کے پیشوا، بلاتخصیص جملہ محدثین کے استاذ، ساتوں طبقوں میں محققین کے سردار، میرے آقا، سید، بھروسہ با اعتماد، استاذ، جائے پناہ، آج دنیا میں کل حشر میں میرے ذخیرہ، سیدی المولوی الشیخ احمد رضا خاں (رب منان آپ کو باسلامت رکھے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ومغفرتہٗ اوّلاً آپ کی طبیعت مبارکہ کی خیریت مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ آپ اور آپ کے پاس کے تمام احباب بخیر وعافیت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی کافی وافی نعمتیں ہم پر اور آپ پر اترتی رہیں۔

ثانیاً: مدینہ منورہ (علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام) کے علماء کی خوشنما تقاریظ پر آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا۔ پڑھا تو خوشیاں اور مسرتیں بڑھتی گئیں، تلاوت کی تو آنسوؤں اور لمبے لمبے سانسوں کا سلسلہ دراز ہوتا گیا۔ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ سب کچھ شدتِ اشتیاق کی وجہ سے ہے یا اس لئے کہ بوقتِ مطالعہ آپ کے وصال وملاقات سے محرومی تھی۔

ہم نے بے قرار جانوں کو سمجھایا اور تسلی دی کہ تمہاری آرزو پوری ہوچکی ہے کہ بااعتماد آقا (مولانا احمد رضا) اپنے رب معبود سے جو مطلوب و مقصود (حاضری مواجہ عالیہ) چاہتے تھے وہ پورا ہوچکا ہے (کہ ایں نیز مراد ماست) اوراس وقت ان کی توجہ بھی حاصل ہے (کہ ان کا مرسلہ مکتوب زیر مطالعہ ہے) تو پھر اس قدر بیقراری کیوں؟ اس پر بے قرار جانیں مطمئن ہوئیں انہیں خوشی اور قرار نصیب ہوا۔ اللہ عز سبحانہٗ سے دعا ہے کہ سید البریہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طفیل ہمیں آپ کے پُرنور چہرے کی زیارت سے زیادہ دیر محروم نہ رکھے۔ الحمد للہ کہ پرسوں جدہ کے تاجر عثمان عبدالستار میمنی نے آکر بتایا کہ جس جہاز سے آپ روانہ ہوئے تھے وہ بخیریت بمبئی پہنچ گیا ہے۔ انہیں یہ خبر بذریعہ ٹیلی گرام معلوم ہوئی تھی۔ بخیریت پہنچنے کی خبر سے جب ہماری مراد وآرزو پوری ہوئی تو میں نے اپنی ذات کو ندا کر کے خوشخبری سنائی اور مبارک باد دی۔ حق سبحانہٗ سے سوال ہے کہ نبی کریم (علیہ التحیۃ والتسلیم) اور سورۃ الفاتحہ کے طفیل آپ کو تادیر باعافیت رکھے۔ یہ لو۔ اس کے بعد۔

اے آقا! ہماری خبر یہ ہے کہ آپ کو رخصت کرنے کے دن سے سب

سلامتی کے ساتھ ہیں امید کہ آپ بھی بمشیتہِ تعالیٰ با سلامت ہوں گے۔
مسئلہ ''نوٹ'' کے متعلق آپ کا رسالہ (کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم) شیخ احمد ابوالخیر کی خدمت میں لے گیا اور وہیں چھوڑ آیا، پھر تین دن بعد ان کے پاس گیا تو انہیں۔ رسالہ کی بابت از حد خوش پایا۔ وہ حمدِ الٰہی بجالاتے ہیں کہ اس زمانہ میں آپ جیسا عالمِ دین موجود ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے آج تک 'مولانا احمد رضا' جیسا عالم، فصیح، معلومات میں وسیع الباع، ستھری اور عمدہ تحریر والا شخص نہیں دیکھا۔ پھر فرمایا: بیٹا! بے شک شیخ (احمد رضا) نے رسالہ میں بالکل صحیح و درست طریقہ اختیار کیا ہے اگر کوئی بتلائے شبہات ان کے رسالہ کا مطالعہ کرے گا تو اس کے دل میں کوئی شبہ نہ رہے گا اور سیدی شیخ صالح کمال تو ہر مجلس میں آپ کے کمالات بیان کرتے رہتے ہیں الحمد للہ کہ آپ نے سرزمینِ حرم میں دو (علمی ستون قائم فرمادیے، وہ ستون کیسے عظیم الشان ہیں۔ (۱۔الدولة المكية بالمادة الغيبية ۲،کفل الفقيه الغاهم فی احكام قرطاس الدراهم)۔

خدا تعالیٰ نے چاہا تو آپ کا چرچا عام ہوگا۔ ہموار و ناہموار زمین کے باشندے اور دور و نزدیک والے سب آپ کے فضل و کمال سے آگاہی پائیں گے کیونکہ ہمارا شہر (مکہ مکرمہ) تمام شہروں کے لئے ماں (اصل) ہے اور ماں اولاد کی طرح (ناقدر شناس) نہیں۔ والد محترم سید خلیل آفندی، بھائی مصطفیٰ مولانا عبدالحق، مولانا شیخ صالح کمال، شیخ اسعد دھان، ان کے بھائی، شیخ عبدالرحمٰن، سید محمد المرزوقی، شیخ بکر رفیع سب سلام عرض کرتے ہیں اور آپ کی

دعا کے طلبگار رہیں، ہماری طرف سے آپ کے دونوں کرم فرما بھائیوں کو ہمارے مکرم برادر شیخ حامد رضا کو ان کے محترم برادر شیخ مصطفیٰ رضا کو آپ کے جلیل القدر بھتیجے کو سلام (اللہ تعالیٰ ان سب کو اور ہم کو فتوحات بخشے، تقویٰ مرحمت فرمائے اور ہماری اس دعا پر ''آمین'' کہنے والے پر رحمتیں اتارے)۔ اور اے عزت والے آقا! میں آپ سے پر امید ہوں کہ نیک دعاؤں کے وقت مجھے نہ بھولیں گے کیوں کہ میں آپ کا تیسرا فرزند ہوں۔ جس طرح کہ ہم بوقتِ دعا آپ کو نہیں بھولتے بلکہ کعبہ معظّمہ میں اور مشاعر عظام میں آپ کے لئے دعا کرنا ہم پر لازم ہے والسلام (اپنی پسند سے بہتر حالت پر رہو اور لمبی عمر پاؤ)۔

ترجمہ شعر: فضیلت انگشتری ہے۔ آپ اس کے نگینہ ہیں۔ آپ کا معانی دنیا نگینے کا نقش ہے تو اس انگشتری کے ساتھ میرا عذر قبول کرنے کی مہر لگا دیجئے۔

ودمتم والسلام

۱۲؍رجب ۱۳۲۴ھ میں لکھا گیا۔

آپ کا فرزند، محافظِ کتب حرم سید اسمٰعیل بن سید خلیل

(الاجازۃ المتینہ لعلماء بکۃ والمدیۃ، مطبوعہ بریلی، ص ۱۰۷،۱۰۸)

(۲)

ازمکہ مکرمہ: ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو اکیلا ہے اور درود و سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ شیخ الاسلام جن کا کوئی مزاحم نہیں۔ یگانۂ روزگار جس میں اختلاف نہیں۔ ہمارے شیخ، استاد، جائے پناہ، قائد، دنیا و آخرت میں سہارا دینے والے الشیخ احمد رضا خاں (خدائے مہربان و احسان کنندہ آں موصوف کو باسلامت رکھے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

اوّلاً ہم آپ کی ستھری ذات کی اور ہر اس کی خیریت پوچھتے ہیں جو پیاری طلعت رضویہ کے گھیرے میں ہے۔ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ آپ بھی اور آپ کے حلقے کے تمام افراد بھی بخیر و عافیت ہوں گے ہم کو اور آپ کو مولا تعالیٰ وافی کافی نعمتیں بخشے۔

ثانیاً اے ہمارے سردار! آپ نے بطور نمونہ اپنے فتاویٰ کے چند اوراق عطا کئے تھے۔ ہم اللہ عز شانہٗ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ کو فتویٰ نویسی میں مزید سہولتیں بخشے گا۔ اور فتاوی کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اوقات میں برکت فرمائے گا کیوں کہ فتاوی اعتناء و اہتمام کے لائق ہے (اللہ تعالیٰ اسے آپ کے لئے توشۂ آخرت بنائے) قسم بخدا میں بالکل سچ کہتا ہوں۔ اگر امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ آپ کا فتاویٰ ملاحظہ فرماتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور اس کے مولف کو (آپ کو) اپنے خاص شاگردوں میں شامل فرماتے۔ مگر اس پر افسوس ہے کہ فتاویٰ کے وہ الفاظ ہم نہیں سمجھ سکے جو غیر عربی ہیں اور ان کا عربی میں ترجمہ نہیں ہوا۔ اے میرے سردار! میں آپ کی خدمت

میں اللہ عظیم کی قسم دے کر بوسیلہ حبیب کریم (علیہ التحیۃ والتسلیم) عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنا فضل واحسان ہمیں اور ہر نعمانی المذہب (حنفی) پر مکمل فرمائیں اور غیر عربی الفاظ کا عربی میں ترجمہ کردیں۔ پھر اگر ترجمہ تھوڑا ہو تو صرف حاشیہ پر لکھا جائے اور اگر حاشیہ کی برداشت سے باہر ہو، تو الگ کاغذ پر لکھ کر اسے دو صفحوں کے درمیان رکھ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپکی کوشش مشکور اور عمل مقبول فرمائے۔

آپ نے مجھ حقیر سے اور میرے بھائی سے وعدہ فرمایا تھا کہ اپنی مرویات کی سند بھیجوں گا وہ سند ابھی تک نہیں پہنچی۔ تو کیا جو آپ سے زیادہ قریب تھے وہ زیادہ دُور ہوگئے یا ہمیں بالکل ہی بھلا دیا گیا ہے۔ نیز حضرت کو معلوم ہے کہ میں ان تحریرات کا محتاج ہوں جو آپ نے ''حاشیۂ ابن عابدین'' پر افادہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو محسنین میں شامل فرمائے، سیدی والد ماجد اور بھائی مصطفیٰ سلام پیش کرتے ہیں۔ ہماری جانب سے آپ کے صاحبزادگان شیخ حامد رضا اور شیخ مصطفیٰ رضا کی خدمات میں سلام۔ یہاں سے شیخ اسعد دھان اور ان کے بھائی نیز شیخ بکر رفیع سلام عرض کرتے ہیں۔ باری تعالیٰ معبود برحق سے امید رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے لیے آپ کی عمر دراز فرمائے۔ اپنے اس نبی کے طفیل جو حامد بھی ہیں اور محمود بھی۔ اور یہ بھی دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے گردوپیش کے تمام احباب کو ہر خائن اور ہر حاسد کے شر سے بچائے۔ آمین اور اللہ تعالیٰ درود بھیجے، سلام اتارے ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ

دعا گو: آپ کا فرزند محافظِ کتب حرم السید اسماعیل بن خلیل

(الاجازۃ المتینہ لعلماء بکۃ والمدیۃ، مطبوعہ بریلی، ص ۱۰۹، ۱۱۰)

از مکہ مکرمہ: ۱۳۳۰ھ (۳)

حضرت جناب سیدی خاتمۃ الفقہاء والمحد ثین، اطال اللہ بقاءکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل آپ کو آفات سے محفوظ رکھے، آمین!

آپ سے جدا ہو گیا مگر دل نہ چاہتا تھا، کیا کریں دستورِ زمانہ یہی ہے، کئی بار سوچا کہ پھر حاضرِ خدمت ہوں لیکن ماں اور بھائی ضعیف ہو گئے ہیں جن کی خدمت کے لئے مجبوراً جانا پڑ رہا ہے ورنہ دل تو یہ چاہتا ہے کہ مرتے دم تک آپ کی چوکھٹ پر پڑا رہوں اور آپ کے حضور حاضر رہوں۔

میں جمعہ کے روز نماز کے وقت بمبئی پہنچا، حاجی محمد قاسم صاحب میرے ٹیلی گرام کے مطابق اسٹیشن پر انتظار میں تھے، وہ اپنے گھر لے گئے، میں نے خیال کیا شاید ان کے بال بچے یہیں ہوں گے لیکن رات کو معلوم ہوا کہ میری وجہ سے پورا گھر خالی کرا دیا ہے، اس پر مجھے خوشی تو ہوئی مگر ساتھ ہی اپنے نفس پر ملامت کرتے ہوئے میں نے کہا کہ تو لوگوں پر کیسا بوجھ ہے، کیا ہر جگہ ایسا ہی کرے گا؟

حاجی صاحب اپنے لڑکوں کے ساتھ ہمارے پاس رہتے ہیں اور بے حد خدمت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں صلہ عطا فرمائے۔ آمین!

حضور! حاجی صاحب نہایت ہی عبادت گزار ہیں، رات کو صرف دو گھنٹے سوتے ہیں، باقی رات نماز اور تلاوتِ قرآن میں گزار دیتے ہیں، کاروباری انہاک

کے باوجود اتنی محنت وریاضت کرتے ہیں

میری طرف سے حضرت مولانا حامد رضا صاحب ،حضرت مولانا مصطفیٰ رضا صاحب اور حاجی کفایت اللہ صاحب کو تحفۂ سلام قبول ہو۔ ان حضرات نے میرے ساتھ جو احسان کیا ہے اس کا بدلہ میں نہیں دے سکتا، اللہ تعالیٰ ہی اس کا صلہ عطا فرمائے ، میری جانب سے میری والدہ یعنی مولانا حامد رضا خاں اور مولانا مصطفیٰ رضا صاحب کی والدہ سلام قبول فرمائیں۔ان کا ذکر مناسب تو نہیں لیکن میں اپنے آپ کو آپ کا تیسرا فرزند شمار کرتا ہوں ان سے فرمائیں کہ اس سعادت سے مجھے نوازیں، میں آپ کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کو خوب نوازے اور روزِ محشر میرا دستگیر بنائے۔آمین!

۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء   آپ کا بیٹا، حافظِ کتب، اسمٰعیل

(الدولۃ المکیہ اردو، مکتبہ نبویہ، لاہور، ص ۱۵۵، ۱۵۶)

شیخ عبدالقادر کردی المکی

(۱)

از مکہ مکرمہ: ۹ صفر ۱۳۲۴ھ

حضرت مولانا، فاضل، فضیلت والوں کے پیشوا سیدی عبدالمصطفیٰ احمد رضا (آپ کی حیات اور فضائل کو دوام نصیب ہو آمین) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے بعد گزارش ہے کہ سید عمر رشیدی سے پتہ چلا کہ آپ کل بروز جمعرات جارہے ہیں تو اے میرے آقا! میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ سے اور میرے لڑکے عبداللہ فرید سے اجازت عمومیہ کی سندوں کا جو آپ نے وعدہ فرمایا تھا اسے روانگی سے پہلے پورا فرمائیں گے۔ یونہی استاذ محترم شیخ صالح بھی وہ سند مانگتے ہیں جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہوا ہے نیز استاذ محترم آپ کی تصنیف کردہ دو کتابیں بھی مانگتے ہیں ایک وہ جس میں علمِ غیب سے متعلق اور دوسری وہ جس میں نوٹ (کاغذی سکہ) سے متعلق کئے گئے سوالوں کے جوابات ہیں اور اگر آپ نے کل جانے کا پختہ ارادہ کرلیا ہے تو افادہ فرمایئے تاکہ ہم رخصت کرنے حاضر ہوں اور اے میرے آقا! آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو اور جو خدمت درکار ہو اس کے لئے ہم حاضر ہیں عزت بخشئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے، بقا بخشے اور بڑی بڑی نعمتیں مرحمت فرمائے (اور آپ تاعمر اپنی پسند سے بہتر حالت پر رہو۔

۹۔ص ۱۳۲۴ھ آپ کا محب ودعا گو عبدالقادر کردی

(الاجازة المتینہ لعلماء بكة والمدیة، مطبوعہ بریلی، ص ۱۰۵)

جلیل القدر سردار مولانا سید مامون البری المدنی

(۱)

از مدینہ منورہ: محرم ۱۳۲۶ھ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان رحمت والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں اور درود اس کے رسول پر۔ یہ خط ان کی طرف لکھا جاتا ہے جو استاذ ہیں، یکتا علامہ ہیں، جائے پناہ بہت سمجھدار اور تیز فہم ہیں، جن کا قلم جادو کی طرح فریفتہ کرتا ہے، جن کی باتوں کا لطف نسیم سحر پر فوقیت رکھتا ہے۔ وہ ایسے کمالات عالیہ کے مالک ہیں کہ ہم ان کی کنہ کا تصور نہ بذریعہ رسم کر سکتے ہیں نہ بذریعہ حد۔ وہ اس لائق ہیں کہ کہا جائے کہ ان جیسا فی زمانہ کوئی نہیں کیونکہ ان کا فضل و کمال اس آگ سے زیادہ مشہور ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر جلائی جاتی ہے (تاکہ دور سے نظر آکر مسافروں کی رہنمائی کرے) یہ شعر ان کی مسلمہ بلند ہمتی پر تنبیہ کرتا ہے جسے ان کی زبان حال پڑھتی رہتی ہے۔

ترجمہ شعر: مجھے (یہ سب چیزیں) پہچانتی ہیں، گھوڑے بھی (کہ میں شہسوار ہوں)، راتیں بھی (کہ ان میں جاگ کر یادِ خدا کرتا ہوں)، بیابان بھی (کہ انہیں تلاشِ محبوب میں قطع کرتا ہوں)، تلوار اور نیزہ بھی (کہ ان سے جہاد کرتا ہوں)، کاغذ و قلم بھی (کہ عقائد اسلامیہ اور مسائل شرعیہ لکھتا ہوں)۔

ان سے میری مراد حضرت جناب مکرم محترم یگانۂ اقران سیدی احمد رضا خاں ہیں (اللہ تعالیٰ آپ کی عزت و جلال کو زوال سے اور دہری آفات سے محفوظ رکھے آمین

بجاہ سید المرسلین ﷺ) ہم آپ کی خدمت میں سلام پر سلام پیش کرتے ہیں جو بلند ٹیلوں کی شگفتہ کلیوں سے زیادہ خوشنما اور نسیم صبا سے زیادہ پرلطف ہے اور ایسی تعریف کرتے ہیں جو ستارہ زہرہ کی طرح چمکتی اور چمنستان کی نازک کلیوں پر فخر کرتی ہے۔ جب ہم آپ کے فضیلت والے، عقل والے، عزت والے، قدر والے بھائی کی زیارت سے مشرف ہوئے تو ان سے حضرت کے حالات دریافت کئے۔ انہوں نے صحت وعافیت کی خبر دی تو ہم ازحد خوش ہوئے۔ رب تعالیٰ کی واحد و یگانہ ذات سے آپ کی عافیت کے دوام کی طلب ہے۔ جب آپ مدینہ طیبہ کے عالی دربار میں حاضر ہوئے تھے تو مجھ فقیر بنا بر فضل وکرم وعدہ فرمایا تھا کہ حدیث، تفسیر وغیرہ علوم دینیہ کی سند دوں گا۔ فقیر اس کا منتظر ہے۔ آپ حسبِ وعدہ سندِ اجازت لکھ کر ارسال فرمائیں کیونکہ کریم جب وعدہ کرتا تو اسے پورا کرتا ہے اور سحابِ رحمت جب گرجتا ہے تو برستا ہے۔ نیز آپ کی بارگاہ سے امید ہے کہ اپنی بعض عربی تالیفات ارسال فرمائیں گے اور بس۔ آپ کے فاضل فرزند کو اور آپ سے نسبت رکھنے والے اور مجلس میں حاضری دینے والے ہر شخص کو سلام۔ آپ سے اس کرم کی بھی امید ہے کہ خاطر عالی سے اور بلند قیمت نگاہ سے ہمیں دُور نہ ہٹائیں گے۔ ہم ہاتھ پھیلا کر آپ کو خیریت کی دعا کرتے ہیں۔ والسلام۔

آپ کا محبّ فقیرِ عاصی سید محمد مومان الازنجانی ثم المدنی۔ محرم ۱۳۲۶ھ

(الاجازۃ المتینہ لعلماء بکۃ والمدیۃ، مطبوعہ بریلی، ص ۱۱۳، ۱۱۵)

حضرت مولانا سید محمد آصف رضوی، فیل خانہ، کان پور، یوپی

(۱)

از کان پور

۸/ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حامی السنۃ، ماحی البدعۃ جناب مولانا صاحب دامت فیوضہم

بعد سلام مسنون الاسلام، التماس مرام اینکہ ان دنوں جناب والا کا دیوان نعتیہ، کمترین کے زیر مطالعہ ہے۔ بصد آداب ملازمان حضور کی خدمت بابرکت میں ملتمس ہوں کہ دو مصرعہ کے الفاظ شرعاً قابل ترمیم معلوم ہوتے ہیں اور غالباً اس ہیچ مداں کی رائے سے ملازمان سامی بھی متفق ہوں اور درصورتِ عدم اتفاق جواب باصواب سے تشفی فرمائیں۔ ع حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

اس مصرعہ میں لفظ شہنشاہ خلاف حدیث ممانعت در بارۂ قول ملک الملوک ہے۔ بجائے شہنشاہ اگر "میرے شاہ" ہو، تو کسی قسم کا نقصان نہیں۔ دوسرا یہ مصرعہ حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی تعریف میں:

ع بندہ مجبور ہے، خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے کہ دل خداوند کریم کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور وہی ذات مقلب القلوب ہے۔ چونکہ اس ہیچ مداں سراپا عصیاں کو ملازمان جناب والا سے خاص عقیدت و ارادت ہے۔ لہٰذا امید ہے کہ یہ تحریر محض الدین النصح"[1] پر محمول فرمائی جائے۔ بخدا فدوی نے کسی اور غرض سے نہیں لکھا۔

عریضۂ ادب سید محمد آصف عفی عنہ

(شہنشاہ کون، طبع پورنیہ، ص ۱۰)

---

[1] صحیح البخاری، باب الدین النصیحۃ، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۱۳/۱

ازکانپور　　(۲)

۱۴ر رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

یا حبیب محبوب اللہ روحی فداک قبلہ، قبلہ پرستاں وکعبہ ارباب ایقاں مدظلہم العالی

بعد تسلیمات فدویانہ وتمنائے حضور، شرف آستانہ۔ الفاظ شکیل وعقیل بمعنی دانا کی صحت وتغلیط سے مطلع فرمائیں۔ جناب جلال لکھنوی آنجہانی کو کمترین نے حسب ذیل تحریر بھیجی تھی۔ ہر دو الفاظ مذکورہ ان کے نزدیک غلط ہیں۔ ''شکیل اور عقیل ''ذوق مرحوم کے مندرجہ ذیل اشعار میں پائے جاتے ہیں۔

نورِ معنی ہے بہر شکل نتیجہ اس کا　　اللہ اللہ اے زہے شکل شہنشاہ شکیل

دانش آموز ہو گر تربیت عام تیری　　بید مجنوں کو بنادے ابھی انسان عقیل

غیاث میں ہے: عقیل بفتح اول وکسر قاف مرد بزرگ وبسیار دانا وزانو بند شتر ونام پسر ابی طالب کہ دانا تر بود بہ نسبت قریش''

اس تحریر کا جواب جناب جلال نے یہ تحریر فرمایا تھا۔

''ذوق نے جو شکیل وعقیل بمعنی دانا باندھا ہے۔ آپ کے نزدیک وہ پایہ اعتبار میں ہوگا۔ میرے نزدیک نہیں۔ اس لئے کہ شکیل وعقیل بمعنی دانا کسی لغت معتبر میں مثل صراح وقاموس کے نہیں نکلتا، نہ اساتذہ یا اس کے اشعار میں ہے۔ پھر کیوں کر میں مان لوں اور صاحب غیاث بھی عقیل کو بمعنی دانا لکھا کریں، مگر صاحب غیاث کا ماخذ جو لغت ہیں، ان میں سے بھی کسی نے لکھا ہے۔ فافہم ہیچمداں جلال۔''

(سید محمد آصف عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ جلد۱۲/۲۲۴ مطبع رضا اکیڈمی، ممبئی)

(۳)

از کان پور

۱۵؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یا حبیب محبوب اللہ روحی فداک، قبلہ کونین و کعبہ دارین، دامت فیوضہم

بعد تسلیمات فدویانہ و تمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی، التماس اینکہ بفضلہ تعالیٰ کمترین بخیریت ہے۔ صحت وری حضور کی مدام بارگاہ احدیت سے مطلوب۔ گرامی نامہ صادر ہو کر موجب عزت و سرفرازی ہوا۔ فدوی نے اس آیت قرآنی 'فمنهم شقيّ و سعيد' کی تفسیر تفسیر کبیر میں دیکھی۔

" و اما الذين سعدوا ففى الجنة خالدين فيها مادامت السموات و الارض الا ماشاء ربک عطاء غير مجذوذ" کے متعلق لکھا ہے:

" الا ستثناء فى باب السعداء يجب حمله على احد الوجوه المذكورة فى ماتقدم وههنا وجهٌ آخر وهو أنه ربما اتفق لبعضهم ان يرفع من الجنة الى العرش و الى المنازل الرفيعة التى لا يعلمها الا الله"

اگر کوئی کہے کہ الفاظ غیر مجذوذ سے معلوم ہوا کہ عطاء غیر منقطع ہوگی۔ مگر استثناء و ماشاء ربک ہے۔ قدرت منقطع کرنے پر معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ ہرگز ہرگز منقطع کرنے کے لئے متعلق نہ فرمائے گا۔ تو اس کا کیا جواب ہے؟

حضور کا رسالہ جلد اول ''سبحان السبوح'' فدوی کے پاس ہے۔ مولانا مولوی امجد علی صاحب سے چند کتابیں مثل ''ظفر الطیب'' وغیرہ و نیز جلد ثانی ''سبحان

السبوح'' کی کمترین نے بذریعہ ویلو طلب کی ہیں۔ کتاب ''صیانۃ الناس عن وساوس الخناس'' تصنیف مولانا نذیر احمد خاں صاحب مرحوم رامپور میں لکھا ہے۔ اخبار وعدۂ ثواب کا قطعی ہونا اور مشیت پر مبنی نہ ہونا واجب ہے کہ اس کے خلاف میں لوم ہے، جس سے خدائے تعالیٰ پاک ومنزہ ہے۔

'' قال عبد الحکیم فی الحاشیۃ علی الخیالی لعلی مراد ذالک البعض بقولھم ان الخلف فی الوعید کرم ان الکریم اذا زجر بالوعید فاللائق بحالہٖ ومتقاضی کرمہٖ ان یبتنی اخبارہٗ علی المشیۃ بجمیع العمومات الواردفی الوعیدمتعلقۃ بالمشیۃو ان لم یصرح بھا جزرا لعاصین منعاً لھم فلا یلزم الکذب و التبدیل بخلاف وعد الکریم فانہ یجب ان یکون قطعیاًلان الخلف فیہٖ لوم فلا یجوز تعلیقہٗ با لمشیۃ''

دوسرا خط عریضہ ملفوف تخمینا بارہ روز ہوئے ہوں گے، فدوی روانہ خدمت فیض ورجت کر چکا ہے۔ ہنوز جواب سے محروم ہے۔ اس عریضہ میں متعلق آیت ''فمنھم شقی وسعید'' دریافت کیا تھا کہ اہل جنت کی بابت بعد و مادامت السموات والارض، کہ الا ما شاء ربک، سے اگر کوئی شبہ کرے کہ قدرت خلود ابدی کہ خلاف کرنے پر معلوم ہوتی ہے۔ اگر چہ ہرگز خلاف وعدہ نہ فرمائے گا۔ چنانچہ صراحۃً بھی عطاء غیر مجذوذ فرمادیا ہے، تو کیا جواب شبہہ ہے۔ تفسیر ابن جریر وعرائس البیان میں ہے: قال ابن مسعود لیاتین علی جھنم زمان تخفق ابوابھا لیس فیھا احد، اس کا کیا مطلب ہے؟

(سید محمد آصف عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ، طبع ممبئی، جلد ۱۱ ص ۸۳)

(۴)

از کان پور

۲۸ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ

قبلہ کونین وکعبہ دارین دامت فیوضہم۔

بعد تسلیمات فدویانہ! التماس اینکہ کتاب ''ارشاد رحمانی'' تصنیف مولوی محمد علی سابق ناظم ندوۃ، جن کے بابت ان کے ایک پیر بھائی نے مجھ سے کہا کہ وہ اب سابق افعال وکوشش متعلق ندوہ سے تائب ہوگئے ہیں۔ حالات مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں لکھا ہے کہ ''بخاری شریف کے سبق میں حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر احمد میاں نے کہا کہ کرشن کے سولہ ہزار گوپیا تھیں۔ اس پر مولانا مرحوم نے فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان تھے اور مصنف نے ان کے بعد لکھا ہے کہ مرزا مظہر جان جاناں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ کسی مرد ے کے کفر پر تاوقتیکہ ثبوت شرعی نہ ہو، حکم نہ لگانا چاہئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: لکل قوم ھاد[۱] اس تقدیر پر ہوسکتا ہے کہ رام چندر اور کرشن ولی یا نبی ہوں۔

لہٰذا فدوی مکلّف خدمت فیض درجت ہے کہ کیا حضرت مرزا مظہر جان جاناں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسی مکتوب وغیرہ میں یہ لکھا ہے اور حضور نے ملاحظہ فرمایا ہے۔ قول مذکور رام چندر وکرشن مرزا صاحب نے کسی شخص کے خواب کی تعبیر میں فرمایا ہے یہ بھی اس کتاب میں مرقوم ہے۔''

فقط (سید محمد آصف عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور، ۱۴/۶۰۷، ۶۰۶)

---

[۱] القرآن ۷/۱۳

(۵)

ازکان پور

۲۷ر جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ

بفضلہٖ تعالیٰ کمترین بخیریت ہے۔ صحتوری ملازمان سامی کی مدام بارگاہ احدیت سے مطلوب۔ دو عریضے ملفوف فدوی نے روانہ خدمت فیض درجت کئے۔ ہنوز جواب سے محروم ہے۔ حالتش بخیریاد، حضور کے فتاویٰ جلد اول ص ۱۹۱ میں خواتمی وہابی کے متعلق حاشیہ میں یہ عبارت ہے:

''یہ شقی گروہ رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہونے کا صاف منکر ہے۔ خاتم النبین کے یہ معنی لینا، تحریف کرنا اور بمعنی آخر النبین لینے کو خیال جہال بتانا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ یا سات مثل وجود مانتا ہے۔''

اور کتاب حسام الحرمین: میں بھی فرقہ امثالیہ کو مرتدین میں شمار کیا گیا ہے۔ لیکن ''فتاویٰ بے نظیر در معنیٰ مثل آل حضرت بشیر ونذیر: جو کہ عرصہ ہوا مطبع اسدی میں حسب ایماء محمد یعقوب صاحب منصرم مطع نظامی طبع ہوا تھا اور بہت سے علمائے کرام کے فتوے اس میں درج کئے ہیں۔ حسب ذیل عبارت ہے:

''ھو العزیز'' قطع نظر اس کے کہ علماء حدیث نے ''ان اللہ خلق سبع ارضین'' میں ہر طرح کلام کیا۔ بعد نبوت رفع وتسلیم صحت متن و اسناد مفید اعتقاد نہیں۔ بلکہ جس حالت میں مضمون اس کا دلالت آیات واحادیث صحیحہ وعقیدہ اہل حق کے خلاف ہے، تو قطعاً متروک الظاہر واجب التاویل ہے۔ پس جو شخص اس حدیث سے وجود تحقق ومثال سرور عالم ﷺ پر استدلال کرے۔ سخت جاہل اور مقل فضیلت مثل آنحضرت ﷺ بمعنی

مشارکت فی الماہیۃ والصفات الکمالیۃ، مبتدع اور مخالف عقیدہ اہلسنت ہے، و اللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم"

اس عبارت کے حضور کے جناب والد ماجد صاحب قبلہ قدس سرہ کی نقل مہر طبع ہوئی ہے اور پھر حضور کی حسب ذیل عبارت بنقل مہر طبع کی گئی۔ والقائل بتحقق المثل اوالامثال بالمعنی المذکور فی السوال، مبتدع ضال" واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

کون فرقہ امثالیہ مرتد ہے اور کون مبتدع؟ آیا ان فرقوں کے عقائد میں اختلاف ہے یا کیا؟

(سید محمد آصف عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور، ۱۴/۳۵۹)

از کانپور (۶)

۲۷؍ جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ

کتاب ''کنوز الحقائق'' میں یہ حدیث شریف ہے: تصدقوا علی اھل الادیان کلھا[1]

اور دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ ہر جاندار سے بھلائی صدقہ ہے۔ ائمہ کرام کفار حربی سے سلوک کو کیوں منع کرتے ہیں۔ ان کے کیا دلائل ہیں اور احادیث کے کیا جواب؟ کتاب ''السنیۃ الانیقہ'' میں ہے: ''لاتکونوا براً شرعاً و لذالم یجز التطوع الیه فلم یقع قربة[2]

(سید آصف عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور، ۱۰/ ۳۲۸)

---

[1] کنور الحقائق [2] السنیۃ الانیقہ

(۷)

از کان پور

۹ رمحرم الحرام ۱۳۳۹ھ

حضور کے فتاوی جلد اول مطبوعہ کے حاشیہ پر یہ عبارت ہے کہ:

''جس کے عزیز محتاج ہوں۔ اسے منع ہے کہ انہیں چھوڑ کر غیروں کو اپنے صدقات دے۔ حدیث میں فرمایا ایسے کا صدقہ قبول نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر نہ فرمائے گا''۔ عزیز سے کون کون شخص مراد ہیں؟

(سید آصف عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۸۶/۱۰)

ازکان پور　　(۸)

۱۶؍جمادی الآخر ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یا حبیب محبوب اللہ روحی فداک قبلہ کونین وکعبہ دارین دامت برکاتہم

بعد تسلیمات فدویانہ وتمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی ، التماس اینکہ بفضلہٖ تعالیٰ کمترین بخیریت ہے۔ حضوری ملازمان سامی کی مدام بارگاہ احدیت سے مطلوب۔

اشتہار: ''اسلامی پیام'' میں عبد الماجد کے اس لکھنے پر کہ ''مسلمان ڈوب رہا ہے، نامسلم تیراک ہاتھ دے، تو جان بچانا چاہئے یا نہیں؟'' یوں درج ہے۔'' کہ مسلمان کو اگر ڈوبنے پر یقین نہ ہو۔ ہاتھ پاؤں مار کر بچ جانے کی امید ہو یا کوئی مسلمان فریادرس خواہ کوئی درخت وغیرہ ملنے کا ظن ہو، تو کافر کو ہاتھ دینے کی اجازت نہیں الخ''۔

معلوم ہوتا ہے کہ کفار سے معاملت کی بھی اجازت نہ ہو، ان سے علاج بھی نہ کرائے۔ لا یالونکم خبالا [۱] سے کیا مقصود ہے؟ آیا دین کے معاملے میں کفار محارب فی الدین نقصان پہونچانے میں کمی نہ کریں گے یا ہر معاملہ میں اور ہر وقت جب موقع پائیں اور ایک کافر کو غیر محارب ہو۔

تفسیر کبیر میں: آیت کریمہ۔ لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلو کم

---

[۱] القرآن الکریم پارہ ۴/۷ ۱۱ آیات

الی آخر الآیۃ کے متعلق لکھا ہے: وقال اهل التاویل هذه الآیة تدل علی جواز البر بین المشرکین والمسلمین وان کانت الموالات منقطعة.

رسالہ: "الرضا" ماہ ذیقعدہ حصہ ملفوظات ص ۸۶ میں ہے (حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں سے خلق فرماتے، جو رجوع لانے والے ہوتے۔ جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے اور کفار و مرتدین کیساتھ ہمیشہ سختی فرمائی الخ)

بعض کفار کی آنکھوں میں سلائی پھیرنا تو قصاصاً تھا۔ کیا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قبل نزول آیت: یا یھا النبی جاھدالکفار و المنافقین. نرمی نہ فرماتے تھے اور کیا جو رجوع نہ لانے والے تھے۔ ان سے ہمیشہ بشدت پیش آتے تھے یا پہلے ان سے بھی نرمی سے پیش آتے۔ کفار مختلف طبائع کے تھے اور ہیں، بعض کو اسلام اور مسلمانوں سے سخت عداوت ہے اور بعض کو بہت کم۔ کیا سب سے یکساں حکم ہے یا امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں ان سے حسب مراتب تدریجاً سختی کرنے کا حکم ہے اور محارب وغیر محارب کا فرق ہے؟

حضور فدوی کو اس مسئلہ میں کہ مرتدہ کا نکاح باقی رہتا ہے۔ لیکن فتاویٰ کی کتابوں کے خلاف ہونے کی وجہ خلجان رہتا ہے۔ حضور کے فتاویٰ میں اور کتابوں کے خلاف لکھا ہے گو بعض احکام بوجہ اختلاف زمانہ مختلف ہوجاتے ہیں۔ لیکن فتاویٰ ہندیہ جو قریب زمانہ کی ہے۔ اس میں بھی نہیں ہے۔ اگرچہ بوجہ سلطنت اسلامیہ نہ ہونے کے مرتدہ پر احکام شریعت نہیں جاری کئے جاسکتے۔ مثل ضرب وغیرہ کے، لیکن جب وہ اسلام سے خارج ہوگئی، تو نکاح کا باقی رہنا کیسا؟ کیا وہ ترکہ بھی اپنے سابق شوہر کا شرعاً پائے گی اور اس کے مرنے پر اس کا جو پہلے شوہر تھا، ترکہ

اس کا شرعاً پائے گا۔

اگر کفار غیر محارب کے ہمراہ محارب کفار کا مقابلہ کیا جائے اور محارب کفار کو غیر محارب کے امداد سے نقصان پہونچایا جائے تو کیا گناہ ہے؟ اسی "اسلامی پیغام" میں ہے "اب جو قرآن کو جھٹلائے، وہ مشرک یا مرتد کو ڈوبنے سے نجات دینے والا حامی و مددگار جانے" کیا نعوذ باللہ جتنے مسلمان کفار سے علاج کراتے ہیں اور معاملات میں ان سے مدد لیتے ہیں سب قرآن کو جھٹلاتے ہیں۔

فقط والتسلیم

عریضہ ادب فدوی محمد آصف

یغفر اللّٰہ لہ ولوالدیہ و لجمیع المومنین و المومنات بحرمۃ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

(فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۵۲ طبع بمبئی)

از کانپور (۹)

۵؍شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یا حبیب محبوب اللہ روحی فداک، قبلہ کونین کعبہ دارین محی الملۃ و الدین دامت فیوضہم۔

بعد تسلیمات فدویانہ وتمنائے حصول سعادت آستاں بوسی! التماس اینکہ بفضلہ تعالیٰ فدوی بخیریت ہے۔ صحتوری مزاج اقدس مدام بدعائے سحری مطلوب۔

(۱) ذمی کفار کو ان کے مندر وعبادت گاہ میں عبادت کرنے و نیز مراسم کفر کے کرنے کی سلطان اسلام اجازت دیتا ہے یا نہیں، درصورت اجازت دینے کے شبہہ ہوتا ہے کہ احکام کفر پر رضا کفر ہے۔ جیسا کہ اتمام حجت نامہ میں ۴۳ سوال کے آخر میں ہے۔

''تقسیم ملک کے اتنا آپ کا، اتنا ہندوؤں کا، ان دونوں صورتوں میں احکام کفر تمام بڑے حصہ میں آپ کی رضا سے جاری ہوں گے کہ آپ ہی اس اشتراک یا تقسیم پر راضی ہوئے۔ احکام کفر پر رضا کفر یا کم ازکم بد دینی ہے یا نہیں:۔

(۲) کیا یہ حدیث صحیح ہے۔ اخر جو الیھود و النصاریٰ من جزیرۃ العرب اور کس زمانہ تک اس حدیث شریف پر عمل ہوتا رہا اور کس بادشاہ کے وقت سے عدن وغیرہ میں نصاریٰ کا قیام ہوا، حدیث شریف سے کیا مقصود ہے۔

(۳) کیا وہابیہ، دیوبندیہ خذلہم اللہ تعالیٰ بیت المقدس ومساجد کو

مقامات مقدسہ نہیں سمجھتے۔ اگر چہ ترکوں کو مسلمان نیز اور اماکین مقدسہ کو مقامات مقدسہ نہ سمجھیں۔ لیکن شاید مساجد کی وجہ سے و نیز اس حدیث شریف کی وجہ سے چاہتے ہوں کہ عراق، عرب غیر مسلم کی ہستیوں سے پاک ہو جائے اور نصاریٰ پریشان ہو کر اسے چھوڑ دیں۔

(۴) کیا ابن عبد الوہاب نجدی نے سنگ اسود کو بھی کچھ نقصان پہونچایا تھا اور جگہ سے ہٹایا تھا؟

والسلام مع التکریم

(سید آصف عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ جلد ۱۴ اص ۳۶ - ۳۵ طبع لاہور)

(۱۰)

از کان پور

۴؍رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یا حبیب محبوب اللہ روحی فداک، قبلہ کونین و کعبۂ دارین محی الملۃ والدین، دامت فیوضہم

بعد تسلیمات فدویانہ وتمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی اینکہ بفضلہ تعالیٰ فدوی بخیرت ہے۔ ملازمان سامی کی صحتوری مدام بارگاہ احدیت سے مطلوب۔

"حدائق بخشش! کے صفحہ ۸۰ مصرعہ، عشاق روضہ سجدے میں سوئے حرم جھکے۔ کی شرح مطلب میں تحریر ہے کہ:

"کعبہ بھی انہیں کے نور سے بنا، انہیں کے جلوہ نے کعبہ کو کعبہ بنادیا۔ تو حقیقت کعبہ وہ جلوہ محمدیہ ہے، جو اس میں تجلی فرما ہے۔ وہی روح قبلہ اور اسی کی طرف حقیقۃً سجدہ ہے۔ اتنا یاد رہے کہ حقیقت محمدیہ ہماری شریعت میں مسجود الیھا ہے۔"

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ: "حقیقت محمدیہ ہماری شریعت میں مسجود الیھا ہے" ان الفاظ سے اس ناقص الایمان والعلم والعقل کی ناقص فہم میں یہ آتا ہے کہ جلوہ محمدیہ ہی کو حقیقت محمدیہ کہا گیا اور جب حقیقت کعبہ جلوہ محمدیہ بتائی گئی اور اسی کی طرف حقیقت سجدہ کہا گیا اور حقیقت محمدیہ کو مسجود الیھا کہا تو حقیقت کعبہ کا حقیقت محمدیہ ہونا لازم آتا ہے۔

والسلام مع الاکرام

(سید محمد آصف عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ ص ۲۹۴ طبع بمبئی)

(۱۱)

از کان پور

۴؍ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یا حبیب محبوب اللہ روحی فداک، قبلہ کونین و کعبہ دارین محی الملۃ والدین دامت فیوضہم۔

بعد تسلیمات فدویانہ وتمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی، التماس اینکہ بفضلہٖ تعالیٰ فدوی بخیریت ہے۔ ملازمان سامی کی صحتوری مدام بارگاہ احدیت سے مطلوب۔

حضور نے جو کارڈ تحریر فرمایا تھا، وہ بصد ادب ملازمان حضور کی خدمت میں حاضر کیا جاتا ہے، اس صحیفہ میں تحریر ہے: ''کیا یہ مسلمان ہیں یا وہ ان میں کون مسلمان ہے''۔

والسلام مع الاکرام

(سید محمد اصف غفی عنہ)

(فتاوی رضویہ جلد ۶ ص ۱۸۰ طبع بمبئی)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ جلد ۱۵ ص ۱۵۹ طبع لاہور)

جناب سیٹھ آدم جی صاحب، دھوراجی، کاٹھیاوار، گجرات

(۱)

از دھوراجی

مخدومنا و مکرمنا جناب مولانا صاحب دام مجدکم۔

بعد سلام سنت الاسلام آنکہ مقام راندیر و نصیر آباد ضلع خاندیش و عادل آباد ضلع برار میں اذان ثانی جمعہ کی مسجد کے خارج شروع ہوگئی۔ مولوی عبدالرشید صاحب فیض آبادی اور مولوی محمد تقی صاحب پرتا بگڈھی کی کوشش سے یہ نیک کام شروع ہوگیا اور بعض مقام میں شروع ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کل جگہ جاری کرے۔

(حاجی آدم جی صاحب دھوراجی والے)

(دبدبہ سکندری، رامپور، ۲۰ر جولائی ۱۹۱۴ص ۵)

حضرت سید شاہ ابراہیم قادری رزاقی حموی، بغداد شریف

از بغداد شریف   (۱)

جناب العالم الفاضل والبحر المتفاطر حضرت مولانا المولوی احمد رضا خان المحترم ادام اللہ وجودہٗ ظلاً وذخراً للمسلمین آمین۔

بعد السلام التام علیکم البادی تحریرہ کثرۃ الاشواق ھوانہ قد وصلنی منکم بھذا لاسبوع کتابا وخمسۃ اشتھارات و ترجمۃ المضمون العربی الذی خدمتہٗ بخدمتکم جزاکم اللہ عنا و عن الاسلام خیرا کثیرا و ھذاما مولنا من حسن الطافکم۔

امالکتب التی عرفنونا ان نعطیھم الی المولوی عبد الکریم الدرس و الحافظ غلام رسول حسب الامرار سلناھم الی المذکورین مع احد الخدام و الامل انھم قریباً یجتھدون فی تعریف مادۃ الاذان الی المسلمین. والداعی لایمکن ان اتاخر عن ھذہ الخدمۃ الجلیلۃ و تجدونی قریبا اشرع فی المقصود و اقدمہٗ بخدمتکم کونوا من المسامحین.

ولقد اخذنی العجب من ھذہ المسئلۃ التی ھی من الفروع کیف اشتدت الی ھذہ الدرجۃ فھل یمیزون مسلمین الھند بین الخبیث والطیب حیث ان المعترضین دائماً یصرحون بتوھین خاتم الانبیاء و المرسلین و شبھوہ بصفات لایمکن ان احررھابیدی خوفا

من ترک الادب مع ذات الرسالة صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

فهل في زعمهم ان المستحبات من السنن يلتزم على العالم تائيدا اكثر من الفرض تا لله انها لمصيبة كبيرو قعت في مسلمي الهند. فما الذي طرأ على عقولهم حتى جعلهم الىٰ هذه الدرجة وسلمو الناس على اولادكم الانجاب لفضلاء وشر فوني بكل خدمة تليق بهذا المقام والله يحفظكم والسلام. الداعي لكم بالخير.

سيد ابراهيم القادري الرزاقي الحموي البغدادي عفي عنه.

ترجمہ: جناب عالم فاضل ودریائے فیاض حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان محترم اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کے وجود کو مسلمانوں کے لئے سایہ وذخیرہ رکھے، آمین۔

آپ پر کامل سلام کے بعد اس غریب کا حسب کثرت اشتیاق ہے۔ اس ہفتہ میں آپ کی طرف سے مجھے ایک کتاب اور پانچ اشتہار اور اس عربی مضمون کا ترجمہ ملا۔ جو میں نے آپ کی خدمت میں حاضر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے اور اسلام کی جانب سے خیر کثیر جزائیں بخشے۔ آپ کے حسن الطاف سے ہماری یہی آرزو ہے۔

اور وہ کتابیں جن کو آپ نے مولوی عبدالکریم صاحب درس وحافظ غلام رسول صاحب کے دینے کو کہا تھا، وہ میں نے حسب الحکم ایک خادم کے ہاتھ ان صاحبوں کو بھیج دیں۔ امید کہ وہ عنقریب مسئلہ اذان مسلمانوں کو سمجھانے کی کوشش کریں گے اور یہ دعاء گو تو اس عظیم خدمت سے ہٹ سکتا ہی نہیں، آپ عنقریب دیکھیں گے کہ میں نے کام شروع کر دیا اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ کچھ دیر کی

معافی چاہتا ہوں۔

اور مجھے سخت تعجب نے لیا کہ یہ فرعی مسئلہ اس درجہ کیوں سخت ہو گیا۔ کیا ہندوستان کے مسلمانوں کو خبیث اور پاکیزہ کی تمیز نہ رہی کہ وہ جو معترضین ہیں وہ تو ہمیشہ حضور خاتم النبین ﷺ کی صاف توہین کیا کرتے ہیں اور حضور کو ایسی تشبیہیں دیتے ہیں جن کو میں اپنے ہاتھ سے لکھ نہیں سکتا کہ بارگاہ رسالت میں کہیں بے ادبی نہ ہو جائے، تو کیا انہیں یعنی شاید اس خیال سے انہوں نے اس فرعی مسئلہ میں نزاع شروع کر دیں کہ عالم اس میں مشغول ہو کر ان کے کفر توہین کا پیچھا چھوڑ دے گا۔ یہ ان کی خام خیالی ہے۔

یہ گمان ہے کہ محبوب سنتوں کی تائید عالم پر تائید فرض سے زیادہ ہے۔ خدا کی قسم وہ سخت مصیبت تھی کہ مسلمانان ہند پر پڑی۔ ان کی عقلوں کو کیا ہوا کہ انہیں اس درجہ پر کر دیا اور اپنے نجیب و فاضل صاحب زادوں کو ہمارا سلام کہئے اور یہاں کے لائق جو خدمت ہو، مجھے اس سے مشرف کیجئے اور اللہ تعالیٰ آپ کا نگہبان ہو۔

والسلام

آپ کا خیر خواہ۔ پیر سید ابراہیم قادری رزاقی حموی بغدادی عفی عنہ)

(دبدبہ سکندری، رام پور ۲۰ ر جولائی ۱۹۱۴ھ ص ۳)

(نفی العارم من معائب المولوی عبد الغفار ص ۲۷۔۲۸ طبع اہلسنت بریلی ۱۳۳۲ھ)

حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری، مارہرہ مطہرہ، ایٹہ، یوپی

(۱)

از برودہ

۲۴ رذی قعدہ ۱۳۱۳ھ

بملاحظہ مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب مدعنایۃ

بعد سلام و دعاء، واضح ہو، رسائل مع خط پہونچے۔ سال گذشتہ میں احقر خود بہ تحریک برادر عزیز الدین حسن کے لکھنو واسطے دیکھنے کیفیت اس جلسہ کے گیا تھا۔ جب جا کر پہلے دن یہ حال دیکھا کہ اہل حق و باطل سب شریک جلسہ ہیں۔ نہایت ناگوار گذرا اگرچہ اس وقت وہاں سے نہ اٹھا اس خیال سے کہ اخیر تک کیفیت جلسہ سمجھ لوں۔ مگر پھر باوجودیکہ پانچ چار روز مقیم رہا شریک جلسہ نہ ہوا اور واسطے دریافت انتہائے نتیجہ ندوہ کے وہیں مقیم رہا اور میں ایک مولوی سے وجہ شرکت مبتدعان دریافت کی، تو انہوں نے ایسا عذر کیا کہ ہم منسوخی اس قانون حجاج کی چاہتے ہیں۔ اس طور سے کہ مسلمان کا ملت اسلامی میں سے خلاف نہ جاوے، کیوں کہ اگر خلاف گیا، تو نزدیک مجوزین قانون کے بہانہ ہو جاوے گا کہ فرق اسلام میں سے بعض فرقے اس سے راضی ہیں اور وہ سب ہی کو مسلمان یکساں سمجھتے ہیں۔ اس مصلحت سے شریک کیا ہے، ویسے نہیں کیا ہے۔ مجھے یہ مصلحت ان کی پسند نہ آئی۔

کیونکہ اس میں آئندہ بڑا مفسدہ نظر آیا کہ عوام کو حجت ہو جاوے گی کہ سب مذاہب حقہ ہیں، جو چاہو، سو اختیار کر لو۔ اس فتنہ کا کچھ اندیشہ نہ کیا، اثر بادشاہ کا رعیت

پر ضرور پڑتا ہے۔ عقلیں سب کی ماری گئی ہیں اور کیا لکھوں الا معدود چند کہ وہ تو اصل حقیقت پر قائم رہے۔ اللہ ان کو ہمیشہ قائم رکھے۔

فقط از بر ودہ۔ ابوالحسین۔ ۲۴؍ ذیقعدہ یوم الجمعہ ۱۳۱۳ھ

مولوی صاحب سلامت۔

بعد سلام واضح ہو کہ مجھ کو بارہا تحریر آئی کہ تو سفارش مولوی صاحب سے شرکت کی کر دے۔ میں نے لکھا کہ اگر موافق سنت کے جلسہ ہوگا، تو وہ بے سفارش چلے آئیں گے۔ ورنہ نہ میں لکھوں، نہ وہ آنے والے ہیں۔

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا ص: ۳)

(۲)

از مارہرہ مطہرہ

۲۲ محرم ۱۳۱۳ھ

چشم و چراغ خاندان برکاتیہ مارہرہ مولانا احمد رضا خاں صاحب دام عمرہم و علیہم، از ابوالحسین۔

بعد دعاء فقرہ مقبولیت محررہ القاب سطر بالا واضح ہو کہ یہ خطاب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھ کو دیا تھا، باوجودیکہ میں لائق اس کے نہ تھا، تحریر فرمایا کرتے تھے۔ چونکہ اب میں بظاہر اسباب، انواع امراض میں ایسا مبتلا ہوں کہ مصداق اس مصرع کا ہو گیا ہوں۔ ع اگر ماند، شبے ماند، شبے دیگر نمی ماند

اور مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اٹھ گئے اور جگہ خالی کر گئے، تو اب سوائے آپ کے حامی کار اس خاندان عالی شان کا خلفاء میں کوئی نہ رہا۔ لہذا میں نے یہ خطاب آپ کو بایماء غیبی پہنچا دیا۔ بطوع و رغبت آپ کو قبول کرنا ہوگا اور میں نے بطیب خاطر بلا جبر و اکراہ و رغبت قلب، یہ خطاب آپ کو دیا اور بخش دیا۔ یہی خط اس کی سند میں باضابطہ رہے۔ فقط ابوالحسین از مارہرہ ۲۲ محرم ۱۳ھ"

(حیات آل رسول احمدی مارہروی ۹۹۔۹۸
خانقاہ اشرفی رقاقتی، اسلام آباد، بھوانی پور، مظفر پور، بہار ۱۹۹۰ء)

حضرت سید شاہ اسماعیل حسن شاہ جی میاں، مارہرہ مطہرہ، ایٹہ یو، پی

(۱)

از ماہرہ مطہرہ

فخر الافاضل، صدر الاماثل، افضل العلماء، اجل الفضلاء دامت برکات افاداتہم علینا۔

پس از تسلیم مالوف بالوف تعظیم ملتمس ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ فقیر بخیر ہے اور خیر وعافیت مزاج مبارک کا مستدعی۔ فقیر کو اس حملہ نا مرضیہ کا جو بظاہر آپ پر اور اصل میں دین اسلام پر ہے، نہایت رنج ہے۔

افسوس صد افسوس کہ ابھی کچھ عرصہ نہیں گذرا ہے اور تقریباً ہزاروں آدمی اس وقت موجود ہیں، جنہوں نے حضرت استاذی مولانا مولوی عبد القادر صاحب قدس سرہ اور آپ کے مراسم اور محبت کے برتاؤ دیکھے ہیں یا اب یہ حال ہوا ہے کہ جس سے مسلمان دین داروں کو روحی صدمہ اور بد مذہبوں کو موقع شماتت اور خوشی کا مل گیا ہے۔ اگر چہ انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا کچھ نہیں۔ مگر معاندین اور مخالفین مذہب حق کو چند دنوں یہ خوشی کا موقع مل گیا۔

فقیر اگر چہ آپ کی کسی ظاہری اعانت کے لائق نہیں۔ مگر ہر وقت دل سے دعا کر رہا ہے کہ اس مخمصہ سے باحسن وجوہ آپ کو طمانیت حاصل ہو اور آپ کے دست وقلم سے دین حق کی ہر طرح سے اعانت ہوتی رہے اور مخالفین دین کو ذلت پہونچتی رہے۔

(سید اسماعیل حسن شاہ جی میاں عفی عنہ)

(مفاوضات طیبہ ۱۵۔۱۴ مطبع صبح صادق سیتاپور)

(۲)

از مارہرہ مطہرہ

۲۱ رشعبان المکرم یکشنبہ ۱۳۳۹ھ

صدر الاماثل و مجمع الفضائل والفواضل مدقق دقائق شریعت و محقق حقائق طریقت متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ ایانا و جمیع المسلمین ونفعنا اللہ تعالیٰ ایانا وجمیع المسلمین بافادہ وارشادہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم

پس از دعاہائے درویشانہ معمولہ خاندان معروض۔ کرامت نامہ جناب کا شرف صدور لایا تھا۔ میں نے اس کے ورود سے قبل ارادۂ مصمم شرکت جلسہ انجمن انصار الاسلام کرلیا تھا۔ مگر تین چار روز سے میری کمر میں درد ایسا ہوگیا ہے کہ نماز بھی بمشکل ادا کرتا ہوں اور شب سے تحریک نزلہ ہے اور بخار آگیا ہے۔ جس کے سبب سے سفر سے معذور ہوگیا۔ مگر دل وجان سے شریک اس انجمن مقدسہ کا ہوں اور اس کی اعانت مالی و جانی کرنے کو موجود ہوں۔ اس کے مقاصد حمایت سلطنت اسلام و حفاظت مقامات مقدسہ و اعانت مظلومین مسلمین بہ محفوظی و پابندی عقائد واحکام شریعت غرائے محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کرنے کو بہت مستحسن جانتا ہوں اور اجتناب و احتراز از اتحاد ومحبت ووداد مخالفان دین مبتدعین وکفار ومشرکین کو لازم وضروری جانتا ہوں۔

جیسا کہ یہی طریقہ مرضیہ ہمارے اجداد کرام حضرت سیدنا مرشدنا میر عبدالواحد صاحب بلگرامی اور حضرت جدی مرشدنا سید شاہ حمزہ صاحب وحضرت جدی شمس الدین ابوالفضل حضرت آل احمد اچھے میاں صاحب وحضرت جدی ومرشدی

حضرت سید شاہ آل رسول صاحب وحضرت اخی الاعظم سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہم کا رہا ہے۔

میرا یہ عریضہ جلسہ انجمن میں پڑھ کر سنا دیا جائے۔ اور اعلان کر دیا جائے کہ متوسلان خاندان برکاتی احمدی جن کا طرز عمل ہمارے اجداد واکابر قدس سرہم کے اس طریقہ مرضیہ کے خلاف ہو، ان سے ہم کو کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ان کو ہم سے تعلق ہے۔

فقط

۲۱/شعبان المکرّم یکشنبہ ۱۳۳۹ھ از مارہرہ خانقاہ برکاتیہ

فقیر اسماعیل حسن عفی عنہ قادری احمدی برکاتی

خادم آستانہ برکاتیہ احمدیہ

(مفاوضہ طیبہ ص ۴۹۔۴۸ مطبع صبح صادق پریس سیتاپور)

تاج العلماء سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں قادری۔ مارہرہ مطہرہ، ایٹہ یوپی

(۱)

از بدایوں مدرسہ قادریہ

۲۴ ؍ رجب المرجب روز جمعہ ۱۳۲۹ھ

حامی سنت، قامع بدعت، ماحی فتن، لازالت شمس افاداتہم طالعۃ۔

پس از براز مراسم سلام وتحیۃ مدعا نگار کہ اس مسئلہ کا جواب روانہ فرمایا جائے کہ بکر کا استاد خالد اب بدمذہب ہوگیا، تو آیا بکر کو اس کی تعظیم بحیثیت استادی کرنا چاہئے یا نہیں؟ اگر چہ بکر بحیثیت بدعقیدگی اس اپنے استاد سے قطعاً محبت نہیں رکھتا ہے، بلکہ برا سمجھتا ہے۔ صرف ظاہری مدارات اور تعظیم کرتا ہے، تو کچھ خرابی تو نہیں؟ اور اگر وہ ظاہری تعظیم بھی بدمذہب استاد کی نہ کرے، تو کچھ خرابی ہے یا نہیں؟ مدلل ارشاد ہو۔

بکر کہتا ہے کہ میرا دل بہ سبب بدمذہبی استاد اس کی ظاہری تعظیم کو بھی نہیں گوارا کرتا، تو زید جو بکر کا ہم مذہب ہے، کہتا ہے کہ نہیں ظاہری تعظیم کرلیا کرو۔ بحیثیت استادی۔ ہاں اس سے من حیث الاعتقاد نفرت رکھو۔ یہ قول زید کا کیسا ہے؟

زیادہ ادب فقط

سید اولادِ رسول محمد میاں عفی عنہ قادری برکاتی مارہری

۲۴ ؍ رجب المرجب روز جمعہ ۱۳۲۹ھ از بدایوں مدرسہ قادریہ

(احکام شریعت حصہ سوم ص ۵۔ ۴۔ ۳۔ طبع نعیمیہ مراد آباد سنبھل)

(۲)

از مارہرہ مطہرہ

۲۰/ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ

جامع کمالات، منبع برکات مولانا المعظم زادت برکاتہم۔

از سلام مسنون عارض ہوں، فساق کی امامت علی المذہب المفتی بہ مکروہ تحریمی قابل اعادہ یا مکروہ تنزیہی یا کچھ تفصیل۔ اگر فساق کی امامت سے صلحا بھی اور فساق دونوں نماز پڑھیں۔ بر تقدیر اعادہ صرف صلحا کیلئے نماز مکروہ تحریمی قابل اعادہ ہے یا صلحا و فساق دونوں کیلئے اور صلحا اگر مع فساق عن الامامۃ سے عاجز ہوں، تو صلوٰۃ خمسہ بے جماعت پڑھنا یا فساق کی امامت سے پڑھنا اولیٰ۔ درمختار میں ہے کہ فساق و اعمٰی وعبد وولد الزنا وغیرہ کی امامت تب مکروہ ہے۔ جب دوسرے ان سے اچھے موجود ہوں ورنہ نہیں۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ جو لوگ مکروہ کہتے ہیں، ان کے نزدیک بھی یہی حکم ہے یا کچھ اور؟

(سید اولادرسول محمد میاں عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ جلد ۶ ص ۶۳۲ طبع لاہور)

(۳)

از مارہرہ مطہرہ

۴ رر رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ

مولانا صاحب معظم ومکرم دام مجدہم

از اہدائے سلام مسنون۔ صورت یہ ہے کہ گھر کے چاہ میں ایک شخص نے بے احتیاطی سے ایسا گھڑا ڈالا، جو گوبر سے مخلوط تھا۔ مگر اس کا راوی کہ وہ ایسا گھڑا تھا، ایک مسلمان غیر عادل وثقہ ہے۔ بہر حال میں نے اس کا پانی ایک ایسے ڈول سے جو علی العموم اس چاہ میں نہیں پڑتا۔ بلکہ معمولی اس چاہ کے ڈول سے دوگنا بلکہ ڈھائی گنا تھا۔ جس میں ایک گھڑا بھر پانی کم از کم آجاتا ہے، نکلوایا اور جب ڈول نصف بلکہ نصف سے بھی کسی قدر کم آنے لگا، تو پانی نکلوانا موتوف کرادیا۔ ایک ہندو شخص نے پانی نکالا تھا اور نصف تک پانی ڈول میں آئے۔ میں نے خود دیکھا تھا اور ڈول کو چاہ میں نہ ڈوبتے بھی میں نے دیکھا تھا۔ مگر اس ڈول کا نصف سے کم بھرنا یہ اس ہندو کی روایت ہے۔ ندی کے قریب ہی چاہ ہے، اس وجہ سے پانی برابر آتا رہتا ہے۔ یہ ڈول اگر چہ اس خاص چاہ میں تو نہیں ڈالے جاتے، مگر اس کے برابر دوسرا چاہ جو باغ میں ہے۔ اس میں ڈالے جاتے ہیں۔ پھر اس اودیو سے تھوڑی دیر پہلے اور بھی سو پچاس ڈول نکالے جاچکے۔ مگر چونکہ درمیان میں وقفہ ہوگیا۔ پانی پھر بھر گیا۔ لہذا نئے سرے سے یہ بار دیگر اودیو کرایا، جس کا حال یہ ہوا۔ اب آیا وہ کنواں پاک ہوگیا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا، تو کس قدر پانی نکالنے سے پاک ہوگا اور کب پانی نکلوانا چھوڑا جائے اور کس ڈول کا اعتبار کیا جائے۔ چونکہ رمضان مبارک کے دن ہیں۔ دور سے پانی لانے میں

تکلیف ہے۔

لہٰذا جناب سے بہت قوی امید ہے کہ جواب سے مفصل جلد سے جلد مطلع فرمائیں گے۔ امید کہ فوراً جواب روانہ ہوگا۔ مختصر جواب کہ یہ چاہ پاک ہے یا نہیں۔ تو کس طرح پاک ہوگا، درکار ہے۔ مکرر یہ کہ اس قدر کم پانی اس چاہ میں ہو جاتے ہیں میں نے خود دیکھا تھا کہ ڈول کا پیندا تلی پر رکھا ہوتا تھا۔ پانی میں ڈوبتا نہیں تھا۔ ٹیڑھا کرنے سے پانی ڈول میں آتا تھا۔

والسلام خیر ختام

(سید اولادرسول محمد میاں عفی عنہ قادری برکاتی)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ج ۳/۲۸۴،۲۸۳)

(۴)

از مارہرہ مطہرہ

۲۴/ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ دوشنبہ

مولانا المعظم ذو المجد والکرم معظم و مکرم دام مجدہم۔

پس از سلام مسنون، عارض خدمت ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ جناب کی صحت وعافیت کا مستدعی بخیر ہوں۔

میں نے جناب سے سید ظہور حیدر صاحب مرحوم کیلئے جوان کے نام سے ایک عدد کم کر کے تاریخ وفات ان کی کر دینے کو کہہ آیا تھا اور جناب نے وعدہ فرمایا تھا۔ اب اگر ہوگئی ہو، تو روانہ فرمائیں۔ "تقریظات الحدوث والقدوم" اور "التناسخ"، بھی روانہ ہوں، جو بدایونی رسائل ہیں۔ اگر کوئی جدید رسالہ مبحث اذان میں شائع ہوا ہو، تو روانہ ہو۔ کنز الآخرہ جو چودھری صاحب سہاوری کی ہے۔ وہ جدید الطبع سنا ہے کہ جناب کی نظر و اصلاح سے بتمامہا گزری ہے۔ آیا یہ درست ہے؟ اور اس میں جو ص: ۲۷ پر امامت کے مسائل ہیں۔

قبروں پر چادریں چڑھانے کو بدعت سیئہ کے قسم اعتقادیہ اور باب زیارۃ القبور میں قبروں پر کچھ چڑھانے یا چومنے کو جو حرام اور بدعت لکھ دیا ہے۔ آیا یہ بھی جناب کے نزدیک صحیح ہے؟ اس سے مطلع فرمائیے۔   والسلام

(سید اولاد رسول محمد میاں عفی عنہ قادری برکاتی)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ج ۱۲/ ۱۴۳)

(۵)

از مارہرہ مطہرہ

یکشنبہ ۵ / جمادی الاولی ۱۳۳۳ھ

مولانا المعظم والمکرم دام مجدہم۔

پس از آداب سلام۔ نیاز معروض ایک عورت کے منھ سے یہ کلام نکلا کہ ''اللہ میاں کو خبر نہیں، فرشتہ آئے روح نکالنے کو'' وہ کہتی ہے: میں نے اس سے مراد یہ لیا تھا کہ: اللہ میاں نے حکم اور کی قبض روح کا دیا تھا یہ اور کی روح قبض کرنے کو غلطی سے آ گئے۔ یہ مراد نہیں لیا تھا کہ معاذ اللہ، اللہ میاں جاہل ہیں: اس کی نسبت شرعی حکم کیا ہے۔ آیا یہ کلمہ اس مراد پر کیسا ہے؟ بہر حال جو حکم ہو، اس سے فوراً مطلع فرمایا جاؤں۔ جلد ضرورت ہے۔ اس وجہ سے جوابی کارڈ روانہ ہے۔　　والسلام

(سید اولادِ رسول محمد میاں عفی عنہ عا قادری برکاتی)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۴ / ۶۰۲)

(۶)

ازمارہرہ مطہرہ

۷ارشوال المکرّم ۱۳۳۶ھ

حضرت مولانا صاحب معظم مکرم دامت برکاتہم العالیہ

پس از تسلیم مع التعظیم والتکریم معروض۔ کل جوفتویٰ جناب سے لایا تھا، اس کے متعلق بعض امور دریافت طلب رہے۔

(۱) جناب فرماتے ہیں کہ نفس طواف سے تعظیم امر تعبدی ہے۔ امر تعبدی سے یہاں کیا مراد ہے اور پھر اس تعظیم سے امر تعبدی ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

(۲) تعظیم سے مراد مطلق تعظیم ہے، تو تعظیم قبر کے امر تعبدی ہونے کا ثبوت درکار ہے اور تعظیم الٰہی مراد ہے، تو اس کے تعبدی ہونے سے تعظیم قبر کے لئے طواف کیسے ممنوع و بدعت ٹھہرے گا۔

امید کہ جواب باصواب سے ممتاز فرمائیں۔ والتسلیم مع التکریم زیادہ ادب

سید محمد میاں ۷ارشوال المکرّم ۳۶ھ

(فتاویٰ رضویہ جلد طبع ممبئی ۹/ ۳۴۸)

از مارہرہ مطہرہ (۷)

۲۰ رشوال ۱۳۳۶ھ

حضرت مولانا المعظم والمکرم دامت برکاتہم العالیہ

پس از سلام مسنونہ معروض دربارہ مسئلہ طواف تعظیمی قبر میں بعض اہل لاہور کہتے ہیں کہ جب تعظیم قبر ایک امر جائز کم از کم ہے، تو وہ ہیئت اور صورت کے لحاظ سے اپنے اطلاق پر رہنا چاہئے۔ جب تک کہ شرع سے کسی خاص میں کوئی تقیید نہ آئے اور صورت طواف میں بھی مسلک ومنسک کے مصنفین کے منع کرنے کو وہ کافی نہیں سمجھتے۔ اس کی کفایت یا اور کافی سند مذہب کی زیادت کی ضرورت ہے۔ جناب ارشاد فرمائیں۔

(فقیر محمد میاں قادری) از مارہرہ ۲۰ رشوال ۳۶ھ

(فتاویٰ رضویہ، طبع بمبئی ۹/ ۳۴۸)

از سیتا پور (۸)

۹؍ جمادی الآخریٰ ۱۳۳۷ھ

حضرت مولانا المعظم والمکرم دامت برکاتہم العالیہ

پس از آداب وتسلیمات۔ معروض کہ تحریر حامد علی کا جواب ابھی کچھ دینے کا ارادہ نہیں۔ مگر اس میں جو من مات الخ، و لو کنت الخ ، ولو کان سالم الخ، و من اتاکم الخ مذکور ہیں۔ ان کی نسبت اسی قدر دریافت طلب ہے کہ یہ احادیث ہیں اور ہیں تو کیسی؟ جواب سے جلد معزز ہوں۔

(سید اولاد رسول محمد میاں عفی عنہ قادری برکاتی)

(فتاویٰ رضویہ، ۱۲؍۲۵۷ طبع بمبئی)

(۹)

از سیتا پور

۱۷ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

حضرت مولانا المعظم والمکرم دامت برکاتہم العالیہ

پس از آداب وتسلیمات۔ معروض، حدیث اول الرسل الخ کس کتاب احادیث میں مروی ہے اور حکیم ترمذی نے اسے اپنی کس کتاب میں روایت کیا ہے۔

(سید اولادرسول محمد میاں عفی عنہ قادری برکاتی احمدی)

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی ج ۲۶۳/۱۲)

ازمارہرہ مطہرہ　　(۱۰)

۳۰؍رجب المرجب ۱۳۳۹ھ

حضرت مولانا المعظم والمکرم دامت برکاتہم العالیہ

پس از آداب وتسلیمات۔ معروض خدمت جناب مولوی حسن رضا خان صاحب مرحوم کے نگارستان لطافت میں ان کی ایک غزل میں ان کا ایک شعر یہ ہے۔:

شب اسریٰ کے دولھا پر نچھاور ہونے والی تھی
نہیں تو کیا غرض تھی اتنی جانوں کے بنانے سے

یہ شعر ان کے دیوان "ذوق لغت" میں بھی موجود ہے۔ جس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ اتنی جانوں کے بنانے سے غرض یہ تھی کہ شب اسریٰ کے دولھا پر ان کی جان نچھاور کی جائے۔ حالانکہ افعال مولیٰ عزوجل معلل بالاغراض نہیں ہوا کرتے۔ اس کا حل مجھے مطلوب ہے۔

(سید اولاد رسول محمد میاں عفی عنہ قادری برکاتی)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ج ۱۵/۳۰۸)

از مارہرہ مقدسہ　　(۱۱)

۲۷/مئی ۱۹۱۴ء

اللہ لاسواہ　　مدظلہ العالی

باادب آداب گزار ہو کہ عارض ہوں، مولوی محبّ احمد کا خط شاہ میاں صاحب کے پاس آیا تھا، میرے پاس نہیں آیا تھا۔ میرے پاس تو ایسا نجس خط بھیجنے کی مجال کیا ہوسکتی تھی۔ بحمد اللہ یہاں سب احمد رضا کو ہی سچے دین کا سچا مانے ہوئے ہیں۔ سوائے بعض منافقین کے ان کی کیا مجال جو وہ کچھ خباثت پھیلاسکیں۔

فقیر مارہرہ (سید اولادرسول محمد میاں عفی عنہ)

(دبدبہ سکندری، رامپور ۲۰/جولائی ۱۹۱۴ء ص:۳)

(۱۲)

از مارہرہ مقدسہ

۲؍رجون ۱۹۱۴ء اللہ لاسواہ !

الشکر للہ کہ حق نے باطل کو مغلوب کیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ حق وحق کے طرف دار ناحق وناحق کوشوں پر غالب ومنصور رہیں گے۔

وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

مدظلہ العالی !

پیک ملا۔ جس میں گرامی نامہ ملفوف تھا۔ بدریافت حال فتح شرعیہ وہی مسرت ہوئی، جو ایک پختہ سنی شیدائے دین حق وفدائے حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونی چاہئے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا ولاتعداد شکر بالائے شکر ہے کہ جس نے بطفیل اپنے برگزیدہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عین فتح عظیم عطا فرمائی۔ صحیفہ پانے کے بعد حضور سیدنا اچھے میاں واپنے جد امجد وحضرت سیدنا سید نوری میاں کا فاتحہ کرایا۔ تفکرات عرس کی کوفت میں واللہ گونہ تسکین ہوئی۔

یہ شخصی فتح نہ تھی بلکہ مذہب حق کی جمہوری فتح ہے۔ پرچہ جات تقسیم

کرادیئے۔ اگر فقیر سے زیادہ نہیں، تو کم بھی نہیں۔ شاہ میاں صاحب کو مسرت ہوئی۔ ان حضرت کے خبث باطنی پر ضرور اس فتح کی چمکدار بجلی کڑک کر گری ہوگی اور ان حضرات کے خرمن باطلہ نفسانیت کو پھونک دیا ہوگا۔

(سید اولادرسول محمد میاں عفی عنہ)

(دبدبہ سکندری، رامپوری ۲۰ر جولائی ۱۹۱۴ء ص:۵)

(۱۳)

از بریلی

یہ ارشاد فرمائیں کہ قرآن کریم کی اس قدر تجوید کہ ہر حرف اپنے غیر سے ممتاز رہے، فرض عین ہے۔ کتب فقہ میں مذکور ہے۔ اگر ہے، تو کس کتاب میں کس جگہ؟ جناب کی نظر میں اس بارہ میں صریح تصریح کس کتاب کی ہے؟ اور اگر کوئی حدیث اس بارہ میں اس وقت پیش نظر ہو، تو اس کا ارشاد ہو۔

(محمد میاں قادری)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۳۳۹/۶)

از مارہرہ مطہرہ　　　　(۱۴)

والا نامہ میں متعلق تجوید ارشاد جناب ہے۔ دو ایک حرف کہ دوسرے سے تبدیل اگر عجزاً ہو تو مذہب صحیح و معتمد میں مفسد نماز ہے۔ جب کہ مفسد معنی ہو یا امام ابی یوسف کے الخ۔

مجھے اس میں یہ تامل ہے کہ الثغ کی نماز صحیح ہے۔ جب کہ وہ اپنی سعی و کوشش اور صحیح حروف نکالنے میں کوتاہی نہ کرتا ہو، اس کوشش کے بعد کوئی تقیید مفسد معنیٰ یا غیر مفسد معنیٰ کی خود جناب نے بھی اپنے اصلاح رسالہ مباحث امامت میں نہیں زائد فرمائی۔

(سید محمد میاں قادری)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۶/۳۴۰)

ازلکھنو　　(۱۵)

(ابتدائیہ وتاریخ درج نہیں)

وہ اب یہ بیان کرتے ہیں کہ میں کوٹہ میں مولانا کا فتویٰ دیکھ آیا۔ اس کی رو سے مجھ پر ان اقوال کی وجہ سے معاذ اللہ کفر عائد نہیں ہوتا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ اقوال صرف آریہ کا بھید لینے کو کہے تھے۔ الحرب خدعۃ[1] اور یہ ایک ایسے مضمون کے ساتھ ملحق تھے، جس میں آریوں اور ان کے مذہب پر حملہ تھا۔ جس کی وجہ سے معلوم ہوسکتا تھا کہ یہ میں نے رضامندی سے نہیں کہے۔ ان وجہوں کی بنا پر آیا ان سے کفر ثابت ہوگا یا نہیں؟ اور بہر تقدیر نکاح کے بارہ میں کیا حکم ہے۔ اگر تجدید نہ کی جائے، تو بھی نکاح سابق کسی صورت میں بحال ہے یا نہیں؟

میں امید کرتا ہوں کہ ان مسائل کے جواب اور اس فتویٰ کی نقل سے جو کوٹہ روانہ کیا، جناب مجھ کو مطلع کریں گے۔　　زیادہ ادب

محمد میاں قادری برکاتی عفی عنہ از لکھنو

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۴/۵۹۷)

(نوٹ: سوال کا ابتدائی حصہ دستیاب نہ ہوا)

---

[1] صحیح البخاری، باب الحرب خدعۃ، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۱/۴۲۵

حضرت سید شاہ احمد اشرف میاں صاحب اشرف الجیلانی کچھوچھہ مقدسہ، یوپی

(۱)

از حیدر آباد

۲۴ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ

حضرت مولانا مولوی احمد رضا صاحب۔ مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا خیال ہے کہ جب اس جلسہ کے تمام ارکان اہلسنت ہوجائیں گے اوران کے سوا کوئی نہ ہوگا۔ پھر اختلاف کی ضرورت نہ ہوگی۔ ہاں! اگر ارکان ندوہ جو اہلسنت سے ہیں۔ وہ حضور کی رائے کے خلاف ہوں، تو البتہ یہ کوشش مفید ہوگی۔ کیا آپ کی رائے اقدس کی مخالفت جناب مولوی محمد علی صاحب یا اور کسی نے کی ہے۔ یہاں یہ بات کسی کو نہیں معلوم۔

(سید احمد اشرف الجیلانی)

۲۴ رمضان ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، ص:۵)

حضرت سید شاہ محمد ابراہیم قادری برکاتی معینی، مارہرہ مطہرہ، ایٹہ یوپی،

(۱)

از مارہرہ مطہرہ

بملاحظہ عالیہ جناب مولوی احمد رضا خان صاحب خصصہم اللہ تعالٰی بالواہب

تسلیم عرض۔ رسائل مجموعہ فضائل، ردندوۃ العلماء پہونچے۔

ع   شکر احسانہائے تو چند ایک احسانہائے نو

محمد ابراہیم قادری عفی عنہ مارہروی

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، ص ۳/۴، طبع اہلسنت بریلی)

شیخ الاسلام حضرت مولانا انوار اللہ خاں بانی جامعہ نظامیہ حیدر آباد، دکن

(۱)

از حیدر آباد

مولانا المعظم ذو المجد والکرم دام فضلکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کرمنامہ پہونچا۔ کیفیت معلوم ہوئی۔ مولوی محمد معین الدین صاحب صدر مدرس مدرسہ معینہ عثمانیہ اجمیر شریف نے ایک رسالہ لکھ کر بغرض طبع میرے پاس پیش کیا۔ چونکہ تعامل اہل حرمین شریفین اور جمیع بلاد اسلامیہ کی اس میں تائید تھی اور کوئی ایسی نئی بات اس میں نہیں تھی کہ جس سے مسلمانوں کی حالت موجودہ میں تفرقہ واقع ہو۔ اس لئے اس کے طبع کرنے کی اجازت دی گئی۔

مولانا! آپ کی طبع وقاد اور ذہن نکتہ رس سے توقع ہے کہ اس معاملہ میں آپ نے غور سے کام لیا ہوگا۔ مگر مسلمانوں کی حالت موجودہ پر روشنی نہیں ڈالی گئی۔ کیونکہ اس زمانے میں ادنی ادنی بات پر ایک فرقہ بن کر باہمی جنگ وجدال شروع ہو جاتا ہے۔ جس سے دوسرے اقوام کی نظروں میں فریقین ذلیل وخوار دکھائی دیتے ہیں اور ان کو تضحیک کا موقع ملتا ہے۔ غیر مقلد وقادیانی وغیرہ، احداث مسائل کیلئے کافی تھے۔ اگر آپ جیسے حضرات بھی اس قسم کی رفتار اختیار فرمائیں، تو مصلحت سے بالکل بعید ہے۔ آپ سماعت فرما چکے ہوں گے کہ اس مسئلہ کے احداث کے بعد اکثر علماء جو آپ کی ہر بات میں ہم خیال وہم زبان تھے، وہ بھی مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں اور اکثر مقامات کے مسلمانوں میں تفرقہ پڑ گیا ہے۔ بلکہ جنگ وجدال کی نوبت بھی

پہونچ گئی ہے۔

آپ غور فرمائیے کہ یہ امر کس قدر بدنما اور مضرت بخش ہے۔ یہ مسئلہ کوئی ضروریات دین میں سے نہیں سمجھا جاسکتا، بلکہ اگر خارق اجماع کہا جائے، تو بے موقع نہ ہوگا۔ پھر ایسے مسئلہ کی اثبات کی جانب توجہ کو مبذول فرمانا جس سے ضروری مسائل دین کی اشاعت اور فرق باطلہ کی تردید کا سد باب ہوجاتا ہے کس قدر خلاف مصلحت ہوگا۔ میری رائے میں اب اس مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے زور دینا اور اوقات عزیز کو اس میں صرف کرنا بے ضرورت معلوم ہوتا ہے۔

(محمد انوار اللہ عفی عنہ)

(اجلی انوار الرضا ص ۷۔۶ طبع اہلسنت بریلی)

حضرت شاہ مفتی احمد بخش صادق سجادہ نشین تونسہ شریف،

ڈیرہ غازی خان بہاولپور

(۱)

از تونسہ شریف

۲۴/ذیقعدہ ۱۳۳۶ھ

سیدی سندی اعتھادی وعلیہ اعتمادی البحر الحبر، العلامۃ الفہامۃ الالمعی اللوذعی حضرت مجدد المأۃ الحاضرہ ادام اللہ برکاتہم والقابہم الی یوم الدین۔

آداب عجز و نیاز بے انداز بجالا کر عرض کرتا ہوں کہ خاکسار کو ہر لحظہ عافیت مزاج شریف وقضائے حاجات، ذات مجمع الصفات اہم مآرب واعظم مطالب ہے۔

ان ایام میں ایک واقعہ پیش آیا جس میں بعض ابناء الزمان مخالف ہیں اور مفصل طور پر میری اس تحریر ناقص سے جو بغرض استصواب ابلاغ خدمت اقدس ہے۔ واضح ہوگا چونکہ جناب کے بغیر خاکسار کا کوئی محل اعتماد نہیں۔ اس لئے تکلیف دی گئی ہے کہ براہ بندہ نوازی جواب باصواب سے جو مدلل ومفصل ہو خاکسار کو معزز وممتاز فرمائیں۔ عین عنایت ہوگی اور اس تقریر کے اخیر میں اپنی رائے صائب سے آگاہ فرما کر بدستخط خاص مزین فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یارب بک الاعتصام و منک التوفیق

ویا شفیق یا رفیق نجنی من کل ضیق

اگر مؤتم سے سہو ہو، تو اعادۂ صلوٰۃ اس پر واجب نہیں۔ کیوں کہ جمیع فقہائے نے متون اور شروح میں تصریح فرمائی ہے کہ مؤتم پر اپنے سہو سے سجدۂ سہو لازم

نہیں۔ کیونکہ اگر وہ اکیلا سجدہ سہوادا کرے، تو مخالفت امام لازم ہے اور اگر امام بھی اس کے ساتھ سجدہ کرے، تو معاملہ برعکس ہو جاتا ہے، یعنی اصل تابع اور تابع اصل بن جاتا ہے۔ اس بیان سے یہ مستفاد کیا جائے کہ گویا مقتدی کی نماز میں کوئی ایسا نقص واقع نہیں ہوا یا کراہت جس کے جبر کیلئے سجدۂ سہو واجب ہو۔ پس اس بنا پر اعادہ لازم نہیں۔ کیونکہ اعادہ وجود کراہت پر متفرع ہے۔ و اذلیس فلیس۔

سوال: علامہ شامی نے نہر فائق سے نقل کیا ہے کہ ثم مقتضی کلامهم انه یعبدها بثبوت الکراهة مع تعذر الجابر " انتهی [1]۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عدم لزوم سجدہ سہو اس امر پر مبنی ہے کہ اس کا ادا کرنا ناممکن ہے۔ نہ یہ کہ اس کی نماز میں کوئی نقص یا کراہت واقع نہیں، بلکہ نماز مکروہ ہے اور حسب کلیہ مسلمہ فقہا کہ: ''جو نماز کراہت سے ادا ہو، اس کا اعادہ لازم ہے'' اعادہ لازم ہے۔

جواب: اگر ایسا ہو، تو لازم آتا ہے کہ فقہاء نے احادیث ذیل کی مخالفت کی، جس سے یہ مفہوم ہے کہ امام مقتدی سے سجدہ سہو کو اٹھالیتا ہے، جیسا کہ قرأت کو۔

حدیث اول: مشکوٰۃ شریف میں ہے: عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الامام ضا من [2] (الحدیث)

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام مقتدی کی نماز کا متکفل ہے۔ اگر مخالف سجود سہو کو اس کفالت سے خارج ہونے کا دعویٰ کرے، تو اس کیلئے مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول اپنی شرح مرقاۃ میں: ای متکفل لصلوٰة المؤتمین بالاتمام [3]۔ ا ورنا قلا عن ابن حجر رضی الله تعالیٰ عنه و انضمانة اما لحملهم نحو

---

(۱) ردالمحتار، باب السجود، کراچی ۸۲/۲، (۲) مشکوٰۃ المصابیح فصل الاذان واحادیث المؤذن فصل ثانی، دہلی، بھارت ۶۵ (۳) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ " " " ملتان ۱۶۵/۲

القرأة عن المسبوق او السهو عن الساهي [۱]۔ اور علامہ عینی کا قول شرح صحیح بخاری میں یعنی: ان صلاتهم في ضمن صلوٰة الامام صحة و فساداً [۲]۔ ونیز ان کا قول: و نستدل بما في صحيح ابن حبان الامام ضامن بمعنى يضمنها صحة و فساداً [۳]۔ اور نیز ان کا قول و قال ابن الملك لانهم المتكفلون اي الائمه لهم صحة صلوتهم و فساد هاو كمالها ونقصانها بحكم المتبوعية والتابعية [۴]۔ کفایت نہ کریں، تو گوسر وخشت۔

حدیث دوم:- مراقی الفلاح میں ہے۔ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الامام لكم ضامن يرفع عنكم سهو كم و قراء تكم [۵]۔ اسی حدیث کے مطابق حضرت ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث اول کی تفسیر فرمائی، جو پہلے ذکر ہو چکی ہے اور جس کا ترجمہ کب سے نام حق میں ''سہو اور امام بر گیرد'' سے کیا گیا ونیز اس حدیث کے متعلق حضرت امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رفع سہو کے ساتھ رفع قرأت کے ذکر کرنے سے یہ اشارہ ہے کہ جیسا کہ مقتدی پر ترک قرأت سے کوئی گناہ نہیں۔ اسی طرح سہو کے ترک کرنے سے بھی کوئی گناہ نہیں اس کے بعد نہر فائق کی عبارت متقدمۃ الذکر نقل کر کے فرماتے ہیں: ''وقد علمت مفاد الحديث افادهٗ بعض الافاضل [۶]۔ یعنی کہ مفاد حدیث کے مخالف ہے جو نہر سے منقول ہوا۔

---

(۱) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ فصل الاذان واحادیث المؤذن فصل ثانی، ملتان ۱۶۵/۲

(۲) عمدۃ القاری شرح بخاری باب اذا لم یتم الامام و من اخلفہ، بیروت ۲۲۹/۵

(۳) عمدۃ القاری شرح بخاری اذا طول الامام وکان للرجل حاجۃ الخ، بیروت ۲۳۹/۵

(۴) عمدۃ القاری (۵) مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب سجود السہو، کراچی ۲۵۲

(۶) حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب سجود السہو، کراچی ۲۵۲

حدیث سوم:- علامہ شامی نے معراج لدرایہ سے نقل کیا ہے کہ عدم لزوم سجدہ سہو کے ثابت کرنے کے لئے بہتر یہ ہے کہ اس حدیث سے استدلال کیا جائے، جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی: لیس علی من خلف الا مام سهو [1]۔

حدیث چہارم:- حضرت قطب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشف الغمہ میں یہ صفحہ ع وع فرماتے ہیں۔ وكانوا لا يسجدون لسهوهم خلف الامام و يقولون الامام يحمل اوهام من خلفه من المامو مين و كذالك كان يقول ﷺ من سها خلف الامام فليس عليه سهو و امامهٔ كافية فان سها الامام فعليه و على من خلفهٔ السهو انتهى [2]۔ جس سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک، وامامہٗ کافیہ اور پھر اسی پر عمل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مخالف کے برخلاف کافی حجۃ ہے۔ اگر مخالف ان احادیث متذکرہ بالا کے متعلق کہے کہ سوائے حدیث اول کے باقی احادیث کسی کتاب حدیث سے منقول نہیں اور نہ کوئی سند ذکر کی گئی ہے۔ اور ان کے ناقلین حضرت قطب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طحاوی اور صاحب مراقی الفلاح اور صاحب معراج الدرایہ نقاد حدیث میں سے نہیں۔ لہٰذا یہ احادیث قابل اعتبار نہیں، تو اس کے جواب میں مجھے مختصر طور پر یہ کہنا ضروری ہے۔ کہ حدیث اول کے متعلق مولانا علی قاری اور ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال اگر اتمام حجت کیلئے کافی سمجھے گئے، تو دوسروں

(۱) ردالمختار باب سجود السہو، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی ۸۲/۲
(۲) کشف الغمہ باب سجود السہو، مطبوعہ دارالفکر، بیروت۔ ۱۵۹/۱

کے مناقب بیان کرنے اور حفظ مراتب کیلئے موعظ سے چنداں کوئی حاصل نظر نہیں آتا۔

دوسرے یہ کشف الغمہ کے متعلق اس قسم کا خیال اس کتاب کے مقدمہ سے ناواقف ہونے کی دلیل ہے جس میں فرماتے ہیں کہ کتب صحاح فلاں وفلاں سے یہ سب احادیث ماخوذ ومنقول ہیں۔

تیسرے یہ کہ ایسے عذارت اہل تحقیق کے نزدیک قابل وقعت نہیں۔ قال بعض الاذکیا فالمختار عندی جواز نقل الحدیث من الکتب الصحاح والحسان بلا شرط و من غیرھا بشرط التنقیح علی اھل العلم و مو لفا تھم و فی الا شباہ من الفقہ الحنفی نقل السیوطی عن ابی اسحاق الاسفرائی الا جماع علی جواز النقل من الکتب المعتمدة و لا یشترط اتصال السند الی مصنفیھا انتھی[1]۔ الغرض ان احادیث کے ہوتے ہی فقہا کے اس قول سے کہ سجدۂ سہو لازم نہیں، ایسے معنیٰ کا ارادہ کرنا جو احادیث کے برخلاف ہو تمام فقہا پر حملہ کرنے کے علاوہ عمداً ترک عمل بالحدیث نہیں تو اور کیا ہے۔ پس بہتر ہے کہ فقہاء کے کلام سے بھی وہی مراد ہو، جو احادیث سے ثابت ہو۔

سوال:- صاحب النہر الفائق ثقات حنفیہ سے پس یہ کس طرح گوارا ہوسکتا ہے کہ اس کی رائے کے برخلاف حکم کیا جائے کہ کلام فقہا کا مقتضی نہ کراہت ہے اور نہ اعادہ۔

جواب:- من ابتلیٰ ببلیتین فلیختر ا ھو نھما، صرف صاحب نہر

(۱) الاشباہ والنظائر احکام الکتابۃ، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی ۱۹۸/۲

فائق کا خلاف بمقابلہ اس کے کہ سب فقہا کے کلام احادیث کے برخلاف ہو اور احادیث نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل نہ ہو، نہایت ہی آسان ہے۔ و لعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً اس کے بعد میں ان چند مسائل اور روایت فقہا کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ مقتدی پر سجدہ سہو کے نہ کرنے کی وجہ سے اعادہ لازم نہیں۔

(۱)   سجود تلاوت کے باب میں فقہا فرماتے ہیں کہ اگر موتم نے آیت سجدہ تلاوت کی تو سجدۂ تلاوت لازم نہیں نہ موتم پر اور نہ امام پر اور نہ کسی دوسرے مقتدی پر اور اس کی دلیل صاحب شرح منیہ وغیرہ نے بعینہ وہی لکھی ہے جو سجود سہو کے لازم ہونے کی ہے۔ یعنی: ان سجد الا مام یلزم انقلاب المتبوع تابعاً و الا لزم المخالفة لہ انتہیٰ[۱]۔ اگر اس دلیل کا مقتضیٰ ثبوت کراہت اور اعادہ صلوٰۃ ہو، تو لازم آتا ہے کہ سجود تلاوت کے متعلق بھی ایسا حکم ہو حالانکہ یہاں نہ اعادہ سجدۂ تلاوت ہے اور نہ اعادہ صلوٰۃ۔

(۲)   فتاویٰ قائدی کی روایت مندرجہ ذیل سے مدعا ثابت ہے اور وہ یہ ہے "اذاسہا المقتدی لا یلزمه سجود السھو انما یجب بالسھو والسبب انمایعمل عمله اذا امکن اعتباره فی حق الحکم فاما اذالم یمکن اعتباره فی حق الحکم کان ملحقاًبالعدم کما قال ابو حنیفة و ابو یوسف فی تلاوۃ المقتدی و کما فی بیع المحجور و شرائه و ھھنا لا یمکن اعتبار سھو المقتدی فی حق الحکم وھو وجوب سجدۃ السھو انتہیٰ[۲]۔

(۱) ردالمحتار بحوالہ شرح منیہ،   باب سجود التلاوہ،   مصر ۱/۵۶۶   (۲) فتاویٰ قائدی

(۳) علامہ شامی ۴۹۶ میں فرماتے ہیں اس مسئلہ کے متعلق کہ جہاں سجود ساقط ہوجائے، اعادہ لازم ہوتا ہے، یا نہیں، والذی ینبغی انہ ان سقط بصنعہٖ کحدث عمد مثلا یلزم و الا فلاتامل انتہی [۱]۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ مانحن فیہ میں اس لئے کہ سقوط سجدہ سہو مقتدی کے اپنے فعل اختیاری سے نہیں ہوا، بلکہ اس لئے کہ امام کے پیچھے وہ ادا نہیں کرسکتا، نہ قبل سلام نہ بعد سلام اعادہ واجب نہیں۔

(۴) علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ، ص:۳۰۶ پر فرماتے ہیں: و ینبغی تقیید وجوب الاعادۃ بما اذالم یکن الترک لعذر کالا می او من اسلم فی اخر الوقت فصلی قبل ان یتعلم الفاتحۃ فلا تلزم الاعادۃ انتہیٰ [۲]۔ جس سے عیاں ہے، ما نحن فیہ میں بوجہ اس کے کہ ترک سجود بوجہ تعذر ہوا، کل صرح بہ الفقہا اعادہ لازم نہیں۔

(۵) فی الدر المختار یجب علی منفرد و مقتد بسھو امامہٖ ان سجد امام لوجوب المتابعۃ انتہیٰ [۳]، فی رد المحتار، قولہٗ ان سجد امامہٗ اما لوسقط عن الامام بسبب من الاسباب بان تکلم او احدث متعمداً اوخرج من المسجد فانہ یسقط عن المقتدی بحر و الظاھر ان المقتدی تجب علیہ الا عادۃ کالا مام ان کان السقوط بفعلہٖ العمد لتقرر النقصان بلا جابر من غیر عذر تامل انتہی [۴]۔ مانحن فیہ میں اگرچہ مقتدی کا اپنا سہو ہے، نہ سہو امام، لیکن جب کہ سجدہ سہو کے

---

(۱) ردالمحتار   باب سجود السہو،   کراچی   ۷۹/۲
(۲) درمختار   باب صفۃ الصلوٰۃ   کراچی   ۴۵۶/۱
(۳) درمختار   باب سجود السہو   دہلی بھارت   ۱۰۲/۱
(۴) ردالمحتار   ″   ″   کراچی   ۸۲/۲

ساقط ہونے میں عمد کو دخل نہیں، لہٰذا اعادہ بھی واجب نہیں۔

(۶) آج تک اعادہ صلوٰۃ کا عمل نا مسموع ہے۔ اگر وجوب اعادہ سے حکم کیا جائے، تو کل نمازیوں کی نمازیں ناجائز وتباہ ہو جاتی ہیں اور نمازی تارک صلوٰۃ اور آثم ٹھہرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الدین یسر[۱۹] و نیز فرماتے ہیں۔ **یسروا لاتعسروا و بشروا و لا تنفروا**[۲۰] یہاں تک کہ فقہا کے نزدیک مختار یہ ہے کہ صلاۃ عید و جمعہ میں سجود سہو ادا نہ کئے جائیں۔ **دفعا للفتنة**۔

وانا العبد العاصی المدعو باحمد بخش عفی عنه

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۸/۲۰۳ تا ۱۹۶)

---

(۱) صحیح بخاری باب الدین یسیر کراچی ۱/۱۰

(۲) 〃 باب کان النبی یتخولہم بالموعظۃ الخ 〃 ۱/۱۶

(۲)

از ڈیرہ غازی خاں

۸/ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ

حضرت ملک العلماء شمس الفضلاء، مقتدائے اہل ایمان، پیشوائے اہل ایقان ادام اللہ تعالیٰ افضلہم ومجدہم الیٰ یوم الدین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نیاز مند مشتاق زیارت محتاج دعا ہزار ہزار نیاز کے بعد عرض کرتا ہے کہ ان ایام میں ایک مسجد جدید تیار کرائی جاتی ہے۔ جس کے متعلق یہ ارادہ ہے کہ سقف پر عورتوں کے نماز پڑھنے کی جگہ تیار ہو۔ اس حالت میں جماعت کی وضع و صورت یہ ہوگی کہ بعض صفوف رجال جو نیچے زمین پر ہوں گی۔ عورتوں کی صفوں سے مقدم اور بعض محاذی زیر و بالا اور بعض موخر بیرونی صحن میں پس کیا ایسی جماعت اس لئے کہ عورتوں کے صفوف بعض صفوف رجال کے اوپر اور بعض صفوف رجال سے جو بیرونی صحن میں ہوں گی، مقدم ہیں، مکروہ یا ناجائز ہوگی، اس لئے کہ عورتوں کے صفوف اور صفوف رجال کے درمیان دیواریں اور پردے حائل ہوں گے یا کوئی کراہت نہیں۔

(احمد بخش عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۷/ ۲۳۱)

(۳)

از ڈیرہ غازی خاں

۲۱/ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

حضرت ملک العلماء، الفضلاء ثقتی ورجائی ادام اللہ تعالیٰ ظلہ علی رؤس المستفیضین

نیاز بے انداز وشوق زیارت کے بعد جن کا کوئی حد اندازہ نہیں۔ گزارش اس پہاڑی علاقہ میں بعض واقعات ایسے ہوتے ہیں کہ زانی ومزنیہ کو زنا کی حالت میں قتل کر ڈالتے ہیں اور بعض واقعات یہ ہیں کہ جب ان کے نزدیک عورت کا کسی بیگانہ کے پاس بیٹھتا ہوا یا آتا جاتا ہوا دیکھتے ہیں تو پہلے چند مرتبہ اسے منع کرتے ہیں اور اس کے باز نہ رہنے کے بعد اس عورت کو قتل کر دیتے ہیں اور اگر کر سکتے ہیں، تو اس شخص بیگانہ کو بھی نہیں چھوڑتے۔ بموجب شرع شریف ان دونوں صورتوں میں قاتل گنہگار ہے یا نہیں۔

(احمد بخش عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۶۲۹/۱۳)

(۴)

از ڈیرہ غازی خاں

۲۱/ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

حضرت ملک العلماء الفضلاء، ثقتی رجائی ادام اللہ تعالیٰ ظلہ علی روس المستفیضین

نیاز بے انداز وشوق زیارت کے بعد جن کا کوئی حد اندازہ نہیں۔ گزارش میں دیوبندیوں کو امکان کذب باری کے متعلق سخت مبغوض اور ملحد جانتا تھا۔ ان ایام میں جو جہد المقل مؤلفہ محمود حسن دیوبندی کا اتفاق مطالعہ ہوا، تو عقلی دلائل کی پرواہ نہ کر کے کتب معتبرہ کی نقول وروایات جو اس میں موجود ہیں۔ سخت مخالفت عقیدہ خود ثابت ہوئی ہے۔ سو اس کے کوئی چارہ نہ ملا کہ حضور کی خدمت میں دریافت کرنے سے یہ مشکل حل ہو۔ اگر کوئی ''جہد المقل'' کا جواب مفصل یا کوئی اور تسلی بخش رسالہ یا کتاب چھپی ہو، تو کسی خادم کے نام حکم فرما کر کہ وی پی بھیج دیں۔ ممنون فرمائیں۔ ورنہ مجھے مطمئن فرمادیں کہ شرح مقاصد وشرح مواقف وشرح طوالع ومسائرہ وغیرہ کتب کثیرہ کی عبارات کا کیا جواب ہے۔ جن میں صاف طور پر موجود ہے کہ خدائے پاک جل شانہ سے صدور قبائح ممکن ہے۔

فقط

(احمد بخش عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۱/۱۲۳)

صدر الشریعہ حضرت مولانا مفتی حکیم ابو العلا امجد علی رضوی، گھوسی، مئو، یو پی

(۱)

از گھوسی

۸ر رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ

حضور والا برکت دامت برکاتہم

بعد سلام و نیاز غلامانہ۔ معروض حافظ نے تراویح میں فاتحہ اور سورہ توبہ کے درمیان اعوذ باللہ من النار ومن شر الکفار الخ بالجہر قصداً پڑھا۔ اب دریافت طلب امر ہے کہ نماز ہوئی یا نہیں اور ہوئی، تو کیسی۔ اگر نماز واجب الاعادہ ہو تو ان دونوں رکعتوں میں جو قرآن پڑھا گیا ختم کے پورا ہونے میں اس کا اعادہ بھی ضروری ہے کیا؟

(محمد امجد علی رضوی اعظمی)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۲۸۱/۷)

(۲)

از مکہ مکرمہ

ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضور پر نور دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور کا خادم مع الخیر ہے۔ البتہ جدہ میں طبیعت خراب ہوگئی تھی اور بہت زیادہ خراب تھی۔ مگر بہت جلد افاقہ بھی ہوگیا۔ بعض ضرورت کی چیزیں بھی جدہ میں گم ہوگئیں۔ مکہ معظمہ میں ایک سال سے بالکل بارش نہیں ہوئی تھی، جس کی وجہ سے گرمی کی نہایت شدت تھی، مگر اس ہفتہ میں ایک دن خوب بارش ہوئی۔ جس کی وجہ سے اب گرمی کم ہوگئی، بلکہ قبل حج اس قدر سخت گرمی پڑی کہ پچھلا قافلہ جو جدہ سے چلا۔ اس میں تقریباً دو سو حجاج کا راستہ میں انتقال ہوگیا۔ غالباً کل پرسوں تک مدینہ طیبہ کا قافلہ روانہ ہوگا۔ کرایہ بہت زیادہ ہوگیا، یعنی اٹھارہ گنی۔

یہاں کے علماء کی خدمت میں حاضر ہوا، سب حضرات نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ جس نے سنا کہ یہ حضور کا کفش بردار ہے۔ اس نے نہایت عزت کی اور سب کو حضور کے دیدار کا نہایت مشتاق پایا خصوصاً قاضی القضاۃ و شیخ علی مالکی و شیخ مرزوقی۔ قاضی القضاۃ کی خدمت میں چند بار دارالحکومت میں حاضر ہوا نہایت خلیق اور ذی علم شخص ہیں۔ جب میں حاضر ہوتا کھڑے ہوجاتے اور اعزاز کے ساتھ

بیٹھاتے اور حضور کا تذکرہ کرتے اور شوق زیارت ظاہر فرماتے پہلی ہی بار کی حاضری میں تو خادم سے فرمادیا کہ جب یہ شخص آئے مجھے فوراً اطلاع دو۔ خلیل احمد یہاں اب تک ہے مگر نہایت گمنامی کی حالت میں نہ کچھ خباثت اس نے ظاہر کی نہ ظاہر کرسکتا ہے یہاں کے اکابر علما سے ایسا ہی سنا۔ **والعلم عند الله** ۔ رسالہ مبارکہ **الدولة المکیہ** علماء کی خدمت پیش کردیا قاضی القضاۃ نے ایک نسخہ اور طلب فرمایا تھا کہ شعر بھیجنے کا انہوں نے ارادہ ظاہر فرمایا کل وہ دوسرا نسخہ بھی دے آیا۔ کل براہین قاطعہ طلب فرمایا تھا مگر وہابیہ کی تمام کتابیں جدہ میں رہ گئیں اس واسطے کہ سامان کیلئے میں نے الگ اونٹ کیا تھا مگر آتے وقت سامان کے لئے اونٹ نہ ملا مجبوراً تمام سامان جدہ میں چھوڑنا پڑا۔ رسالہ مبارکہ **شمائم العنبر** پر بفضلہ تعالیٰ پندرہ علمائے کرام نے مہر فرمادی۔ مفتی شافعیہ جنہوں نے سالگزشتہ میں خلاف کیا تھا انہوں نے بھی مہر کردی۔ آج تک برابر اسی کوشش میں رہا اور تمام علما کے پاس جاتا رہا بلکہ اس کام کو عمرہ پر میں نے مقدم سمجھا کہ اس درمیان مین صرف چار عمرے کیے اور صبح سے شام تک دوڑتا پھرتا رہا یہاں تک کہ اب کافی ووافی تصدیقات حاصل ہوگئیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب بخریت ہیں۔ اور سلام عرض کرتے ہیں اور طالب دعا ہیں۔ ان کی وجہ سے فقیر کو بہت آرام ملا کسی بات میں انہوں نے تکلیف نہ ہونے دی، ورنہ دیکھا جاتا ہے کہ اس سفر میں کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہوتا مولے تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(امجد علی عفی عنہ، نزیل مکہ مکرمہ)

(ماہنامہ ''الرضا'' بریلی ۱۳۳۸ھ)

حضرت مولانا شاہ احمد میاں جانشین مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی

مرادآباد، یوپی

(۱)

از مرادآباد

رفیع المکان حاجی مولوی احمد رضا خاں صاحب زاد اللہ قدرہٗ۔

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی تحریر درباب ندوہ بنام حکیم عظمت حسین صاحب پہونچی۔ حکیم صاحب آپ کی لیاقت وذہانت کے قائل ہوئے اور آپ کی مدح کی عجب نہیں کہ حکیم صاحب خود بھی کوئی خط آپ کی خدمت میں لکھیں۔ آپ کی قابلیت تو مجھے پہلے سے معلوم ہے۔ حکیم صاحب کو اب معلوم ہوئی اور آپ کی ارسال تحریر سے بہت محظوظ ہوئے۔

والسلام

رقیمہ احمد میاں ۱۲ر شوال از مرادآباد

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا ص:۲)

سیدزادہ حضرت مولانا شاہ احمد میاں۔ بلاسپور دروازہ، رام پور

(۱)

از رام پور

۱۵ شوال ۱۳۳۷ھ

بملاحظہ گرامی حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم

بعد ہدیہ سلام مسنون۔ مدعا نگار ہوں۔ یہ خط میرے ملنے والے نے اس غرض سے بھیجا ہے کہ میں اس کے استفتاء کا جواب جو خط کے آخر میں ہے۔ جناب کے دار الافتاء سے منگادوں۔ بنظر سہولت میں بجنسہ وہ خط روانہ خدمت عالی کر کے مستدعی ہوں کہ جواب باصواب بحوالہ کتاب مرحمت ہو۔ میں بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہوں اور امید کہ حضرت کا مزاج بھی قرین صحت ہوگا۔

(سیدزادہ احمد میاں)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۰/۳۶)

حضرت مولانا قاضی سید احمد میاں صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ پواڑ راجپوتانہ اودے پور، راجستھان

(۱)

از اودے پور

۱۵/ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ

قدوۃ العلماء زبدۃ الفقہا حضرت مولانا صاحب دام فیوضہم

بعد سلام مسنون نیاز مشحون معروض خدمت بندگان والا ہوں۔ آپ کا مکرمت نامہ جس روز پہونچا، اس روز مولوی ظہیر حسن صاحب بھی پہونچے اور بخیریت ہیں۔ کار درس وتدریس انجام دے رہے ہیں۔ حضور نے یاد آوری بزرگانہ سے مشکور فرمایا۔ کار خدمت سے یاد فرمائیں۔

دیگر مکلف ہوں کہ مولوی عبدالرحیم صاحب احمد آبادی مع مولوی علاء الدین صاحب سندھی، سادات عظام وفقراء ذوالاحترام کے پیچھے بلا وجہ پڑ رہے ہیں اور طرح طرح کے الزام ان کے ذمہ لگا کر تکفیر کے فتویٰ منگا لیے ہیں۔ اسی طرح سے فقراء سے۔ غرضیکہ ایسی فضول باتیں کر کے بزرگان دین کا دل دکھاتے ہیں۔ وجہ خاص اس کی یہ ہے کہ ان کو احمد آباد کے لوگ پہلے نہیں مانتے تھے۔ سادات اور فقراء کی حقارت کرنے میں اب پہونچ گئے۔ اس بارہ میں حضور کو اشارہ کافی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایسے معاملہ میں جب تک فریقین کی جانب سے تحقیق نہ ہو، تکفیر وغیرہ کا حکم نہ بخشا جائے اور بلا وجہ سادات وفقراء کے پیچھے پڑنا اور جڑ بنیاد حقارت کے واسطے اکھیڑنا

شرعاً جائز ہے۔

چنانچہ حضرت فرید میاں صاحب سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں اور اس طرف سے قاضی احمد میاں، قادر میاں صاحب قادری کی نسبت سادات نہ ہونے کی وعظ وغیرہ کہہ کر دل دکھاتے ہیں۔ سو اب بطور فتویٰ ارقام فرمائیں کہ حضرت شاہ فرید میاں صاحب اور قادر میاں صاحب اور احمد میاں صاحب سادات کا دل دکھانا اور کسر شان سادات وفقراء کی کرنا اور ان سے سند طلب کرنا اور نہ ملنے پر برا کہنا کہاں تک جائز ہے اور ایسا کہنے والے کی نسبت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ سو برائے کرم اس کا فتویٰ صاف تحریر فرمائیں۔

زیادہ حد ادب۔ فقیر کو بھی بوجہ غلامان سادات ہونے کے سخت رنج ہے۔

(قاضی سید احمد عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع ممبئی ۱۲/۱۲۴)

حضرت حکیم سید محمد اسماعیل صاحب کیس اسٹریٹ صاحب بگانی، کلکتہ، بنگال

(۱)

از کیس اسٹریٹ کلکتہ

۲۸ر جمادی الآخری ۱۳۳۷ھ

حضور مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب قبلہ مدظلہ العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور کو ایک امر کی تکلیف دی جاتی ہے اور چونکہ یہ خدا کا کام ہے اور حضور ہم لوگوں کے آقا ہیں۔ حضور سے دریافت کرنا میرا فرض منصبی ہے۔ ایک مسجد بنانے کی خواہش صرف حضور سے اجازت اس امر کی لینی ہے۔

یہاں اکثر پرانی اینٹ ملتی ہے اور وہ اینٹ پاک عمدہ ملتی ہے، تو اس اینٹ سے مسجد بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ حضور کی جیسی رائے عالی ہو۔ اس سے بہت جلد واپسی ڈاک مطلع فرمائیں۔ خداوند کریم حضور کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

(سید محمد اسماعیل عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۸/۸۰/۸۹)

حضرت مولانا ابوالحسن صاحب فضل رحمانی، میرٹھ، یوپی

(۱)

از میرٹھ

مولانا المعظم جناب مولوی محمد احمد رضا خان صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قریب بیس بائیس علمائے دیوبند اور چند علمائے امروہا بغرض امتحان مدرسہ اسلامیہ عربیہ مدعو تھے۔ ندوہ کا ذکر ہوا سب نے اس کے مقاصد سے اختلاف کیا۔ مولوی احمد حسین صاحب امروہوی کا وعظ مدرسہ میں تھا۔ مولوی صاحب نے معنیً خوب ہی رد کیا۔ فقیر اور مولوی عظمت الہٰی صاحب کہ یہ بھی مخالفت ندوہ ہیں ان کی خدمت میں حاضر ہوا، چند حضرات علماء ومشاہیر شہر دو ایک سوداگر بھی موجود تھے۔ فقیر نے ندوہ میں شامل ہونے کی رائے لی۔

فرمایا ندوہ میں بد دین ولا مذہب لوگ شریک ہیں۔ میں نہ اس سے اتفاق کرتا ہوں، نہ اب تک شریک ہوا۔ حالانکہ کئی مرتبہ دعوت ہوئی اور فرمایا کہ یہ سعی سید احمد خان کے دوسرے پیرایہ میں ہے۔ ''تہذیب الاخلاق'' میں سرسید نے صاف لکھ دیا ہے کہ علمائے اسلام نے جس کام کی وجہ سے مجھ پر کفر کے فتوے دیئے تھے۔ شکر ہے کہ اب خود ہی کام کرنے لگے۔ یہ اشارہ ہے، ندوہ اور اصل ندوہ کی طرف۔

فقیر ابوالحسن قادری فضل رحمانی

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا ص ۴)

از میرٹھ (۲)

مولانا محمد حسین صاحب الہ ابادی شاہ صوفی جان صاحب کے یہاں فروکش ہوئے۔ ندوہ کی مخالفت ظاہر ہوئی۔ شاہ سلیمان صاحب تائید وتحریک ندوہ میں ایک وعظ فرما گئے تھے۔ دوسرے جمعہ کو اشتہار وعظ دیگر نہ آئے لوگ کبیدہ ہوئے۔ پھر جمعہ کو جامع میں وعظ کہا: ان کے مقابل مولوی لطف اللہ صاحب پشاوری نے مخالفت ندوہ میں وعظ فرمایا۔

ابوالحسن قادری

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا ص:۴)

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب نگرام لکھنو

(۱)

از نگرام

۱۵ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

جامع الفضائل حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بریلی سے جب سے واپس آیا ہوں۔ خیریت مزاج نا معلوم ہونے سے گونہ تعلق ہے، ابتداء سے اس وقت تک جس قدر رسائل واشتہارات آپ نے لکھے یا آپ کی طرف سے شائع ہوئے وہ متعدد جلدیں جلد ارسال فرمائے، بہت لوگ خواہش مند ہیں۔

(محمد ادریس عفی عنہ)

(مکتوبات علماء کلام اہل صفاص: ۶)

(۲)

ازنگرام

۲۹ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

فخر العلماء صدر الحکماء نیرِ اوجِ فضائل مولانا الحاج مولوی احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ برکاتکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رسائل مرسلہ کے وصول سے اعجاز وابتہاج ہوا۔ افسوس کہ "سد اللصوص، نذیر الندوہ، سطوۃ، اشتہار پازدہ رکنی وغیرہ دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا۔ امید ہے کہ اس باب خاص میں بقیہ رسائل واشتہارات بھی مرحمت فرمائے اور نیز تالیفات مفیدہ بشرط لطباع ایک ایک جلد مجھ خاکسار کیلئے عطا ہوں۔ علاوہ فائدہ حاصل کرنے کے از حد ممنون ہوں گا۔

آپ کا خادم سچا خیر طلب

محمد ادریس عفی اللہ عنہ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا ص: ۶/۷)

حضرت مولانا شاہ سید امیر علی مشہدی قادری احمد آباد گجرات

از احمد آباد　　　　(۱)

مخدوم نیاز مندان اللہ الواہب

تسلیم بالتکریم۔ جناب مولانا مولوی محمد یقین الدین صاحب سلمہ اللہ الغالب ''مصنف عزوہ لہدم سماک الندوہ'' کو یہ عریضہ ضرور پیش کریں اور نیز مولوی عبد الحی صاحب و مولانا مولوی محمد حسین صاحب رقاہما اللہ الی منتہی اما رب مولفان سرگزشت وماجرائے ندوہ'' کی خدمت عالیہ میں بھی سلام سنت الاسلام عرض کریں۔ ان حضرات کی مساعی جمیلہ وتحریرات کا وہ درجہ ہے جسکی قدر دانی اہلسنت کو فرض ہے۔

کاش مولوی لطف اللہ صاحب و مولوی محمد علی صاحب و مولوی عبد الحق صاحب ہمراہیان گمراہیان کا ساتھ چھوڑ دیں اور رشتۂ اختلاط کو توڑ دیں اور یہ حضرات اور آپ صاحبان بابرکات مل کر اس مجمع مقدس کو متبدو منضبط فرمائیں اور اہل اسلام ہند کو کفر وجہل اور ہوائے بدعت ورسومات سے بچائیں۔

راقم بھی شامل ندوہ ہے۔ اگر چہ فیس سال یہ سبب کشاکشی ادا نہیں کی گئی۔ مولوی محمد علی صاحب سے بھی خط وکتابت جاری تھی۔ شوال سے موقوف ہے۔ اب تک ندوہ کا حال معلوم نہیں ہوا کہ آپ کے مقابلہ حقانہ کا کیا اثر پڑا۔ غالباً وہ جلد داغ بدنامی کو دامن ندوہ سے مٹادیں گے اور معدود چند کا ساتھ چھوڑ کر چھ کرور امت کا لحاظ فرمائیں گے۔ اس میں کسی کو کلام نہ ہوگا کہ ان حضرات نے اجتماع ندوہ میں احتیاط کے ہر پہلو پر نظر تعمق نہیں ڈالی اگر ڈالتے تو چند ہزار شیعہ وغیر مقلد کے مقابلہ میں کرور ہا سنی حضرات کی استمداد کو یہ فروگذاشت نہ کرتے۔ (رقیمہ فقیر امیر علی مشہدی)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، ص: ۱۴)

۲

از احمد آباد

۱۳۱۴ھ

نمیقۂ انیقہ، و پلندۂ رسائل وصول ہو کر موجب ممنونیت ہوئے۔ دیگر رسائل بھی ارسال کریں اور نیاز مند کو حلقہ مخلصانِ خاص میں محسوب کریں اور رسائل مشتہر ہوں تو نیاز مند کو مرسل ہوا کریں۔ سنت کی نصرت اور بدعت کی نفرت جس قدر مجھے ہے بوجوہ مشتہر نہیں کر سکتا۔ بندہ کو بھی رکن مجلس اہلسنت میں شمار کیجئے۔ چندہ بعد کو ارسال کیا جائے گا۔ (سید امیر علی مشہدی)

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا ص ۱۵ مطبع بریلی)

مولانا ابوالکلام آزاد دہلی

(۱)

از بریلی

۱۳؍رجب ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت جناب مولانا احمد رضا خان صاحب بریلی دام مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ تحفظ و صیانت خلافت اسلامیہ، ترک موالات، واعانت اعدائے محاربین اسلام وغیرہ مسائل حاضرہ کی نسبت جناب کے اختلافات مشہور ہیں۔ چونکہ جمعیۃ العلماء کا جلسہ یہاں منعقد ہو رہا ہے اور یہی مسائل اس میں زیر نظر و بیان ہیں۔ اس لئے جناب کو توجہ دلاتا ہوں کہ رفع اختلاف اور مذاکرہ ونظر کا یہ مناسب و بہتر موقع پیدا ہو گیا ہے۔ جناب جلسہ میں تشریف لائیں اور ان مسائل کی نسبت بطریقہ اصحاب علم وفن گفتگو فرمائیں۔ میں ہر طرح عرض وگذارش کیلئے آمادہ ومستعد ہوں۔

فقیر ابوالکلام احمد کان اللہ لہ

از ابوسلمان شاہ شاہجہاں پوری

(مکاتب ابوالکلام آزاد ص ۱۶۳ طبع کراچی ۱۹۶۸)

حضرت مولانا محمد احمد حسین صاحب رامپوری برام پور یوپی

(۱)

از اجمیر شریف

مولانا المکرّم دام مجدکم

بعد سلام مسنون معلوم ہو کہ بندہ بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہے۔ جنگ بلقان کی وجہ سے قاری غلام نبی احمد صاحب امام مسجد صندل خانہ درگاہ شریف نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا شروع کیا تھا، ایک مولوی جن کا نام معین الدین ہے انہوں نے فتویٰ لکھ دیا کہ یہ قنوت مشروع نہیں ہے۔ اس پر میں نے درمختار اور کبیری کی عبارت ان کو لکھ کر دی اس کا جواب انہوں نے کتاب طحاوی سے پیش کیا ہے۔

لہذا اس مسئلہ کا جواب شافی تحریر کر کے بھیجئے کہ مسلمانوں کو اس مسئلہ سے آگاہی ہو۔

راقم احمد حسین رامپوری

(دبدبہ سکندری رامپور ۲۸/اپریل ۱۹۱۳ء ص:۵)

حضرت مولانا محمد الہ یار خان صاحب کھنڈوا، مہاراشٹر

(۱)

از کھنڈوا

۴ ربیع الاول ۱۳۰۸ھ

جناب فیض ماب، حاوی معقول ومنقول کاشف دقائق فروع و اصول جناب مولوی محمد احمد خاں صاحب۔ ادام اللہ فیضہم وظلہم وبرکاتہم۔

بعرض مستفیدان حضور ایک عبارت دریافت معنی کیلئے حاضر کی جاتی ہے۔

ان باعه بمثل القيمة اويغبن يسير لا يجوز له التيمم و ان باع بغبن فاحش تيمم و الغبن الفاحش مالا يدخل تحت تقويم المقومين وقال بعضهم تضعيف الثمن [۱] ایک ولایتی صاحب مدمقابل ہیں جو معنی مجھے ازراہ درس معلوم ہیں۔ بیان کرتا ہوں، قبول نہیں کرتے۔

لہٰذا استفتا کرتا ہے کہ مثل قیمت وغبن یسیر وغبن وفاحش وتقدیم مقومین کے معنی اردو ارشاد فرمائیں کہ بے علم بھی مستفیض ہوں۔ والتسلیم محمد الہ یار خان عفی عنہ

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۳/۲۹۸)

---

[۱] منیۃ المصلی، فصل فی التیمم مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ، لاہور، ص ۵۰

از کھنڈوا

(۲)

باحسن آداب زانوے ادب تہ کردہ بعرض مستفیضان باریان حضور فیض معموری رساند درین والاضرورتے در مسئلہ کتاب منیۃ المصلی واقع است۔ لہذا بخدمت فیض درجت عالی منقبت محی مراسم شریعت، ماحی لوازم بدعت مظہر حسنات ملت بیضا مصدر برکات شریعت غرا جناب مولوی محمد احمد رضا خان صاحب ادام اللہ فیضہم وظلہم وبرکاتہم۔ استفتاء عبارت: ویکرہ دخول المخرج م فی اصبعہ خاتم فیہ شیء من القرآن لما فیہ من ترک التعظیم [۱] ارسال نمایند معنی دخول مخرج بہ تصریح ترجمہ اردو ارشاد فرمایند کہ چہ مراد مولف است ومعنی لغوی واصطلاحی صیغہ مخرج دریجا چیست۔

(محمد الہ یار خان عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۵۸۰/۴ ، ۸۱)

---

[۱] منیۃ المصلی، قبیل فصل فی التیمم، مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ، لاہور، ص ۴۵

حضرت مولانا محمد امام علی شاہ، سرکار پاک پٹن شریف ضلع منٹگمری

(۱)

از سرکار پاک پٹن شریف

۷؍ربیع الآخری شریف ۱۳۳۱ھ

حق، حق، حق۔ جناب مولانا!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکلّف ہوں کہ اس مسئلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ کسی بزرگ کے آستانہ پاک میں اسی بزرگ صاحب مزار کے روضہ منورہ کے دروازے کو بند کر کے روضہ کے آگے ہی اگر نماز پڑھ لی جائے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ اخبار دبدبہ سکندری میں لکھ دیا جائے۔ تاکہ سب لوگ دیکھ لیں۔

زیادہ نیاز المکلف

فقیر محمد امام علی شاہ پاک پٹن شریف منٹگمری۔

(الف، فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۷؍۳۰۱)

(ب، دبدبہ سکندری، رامپور ۳۱ مارچ ۱۹۱۳ء)

علامۃ الدہر حضرت مولانا احمد حسن، مدرس اعلیٰ مدرسہ فیض عام، کانپور، یوپی

(۱)

از کان پور

اواخر رمضان المبارک ۱۳۱۴ھ

علم الھدیٰ، سمی المصطفیٰ باسمہ الذی بشر بہ عیسیٰ، بزیادۃ لفظ معناہ المرتضیٰ دامت عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وبعد ازیں آنکہ دریں وقت ایک استفتا از پنجاب آمدہ است، و نہایت غور طلب است۔ اکثر علمائے پنجاب دریں امر کوشیدہ اند لکن بمنزل مقصود نہ رسیدہ اند، وجواب استفتا یک شخصے کہ مایہ علم اتم دارد نوشتہ، لکن چونکہ جواب مخالف معمول ست قبول نمی کنند، اکنوں جواب را نقل کردہ بخدمت سامی ارسال است، ہرچہ تحقیق جناب ست ارسال فرمایند، اگر مخالف رائے جناب باشد امید کہ بوجہ احسن روشن کنند، واگر موافق باشد نیز بزیادۃ ادلہ ثبت فرمایند۔

ماقول العلماء المحمدیة الحنفیة علیه افضل الصلوة واکمل التحیات، فی حیوان ذات صوف ولا الیة له، ویقال فی اللغة الملتانیة، اثناه بھیونڈ ولذ گرگھٹ، آتجوز به التضحیة ام لا؟

احمد حسن عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۳۸۱/۸۲/۲۰)

ترجمہ:- پنجاب سے ایک سوال آیا ہے ۔جس کے جواب کیلئے بہت سے علما سر گرداں ہیں ۔لیکن منزل مقصود مفقود ہے ۔ایک پر مغز عالم نے ایک جواب تحریر کیا۔ وہ معمول قدیم کے خلاف ہے اس لیے عوام اور علماء کوئی قبول نہیں کرتا میں سوال جواب دونوں ہی خدمت میں ارسال کرر ہا ہوں ۔

جواب اگر صحیح نہ ہوتو وجہ غلط بتائیں اور صحیح ہوتو تائید سے مزین فرمائیں۔

سوال:- علمائے اسلام بالخصوص اعلام احناف بھیڑ اور بھڑ یے (نر و مادہ) کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ان کی قربانی جائز ہے یانہیں؟

جناب سید محمد انوار حسین صاحب۔ متوطن کندرکی، ریاست رام پور، یوپی

(۱)

از ریاست رام پور

۲۵ر جمادی الاولیٰ ۱۳۲۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحضرت اقدس علامہ محقق وفہامہ، مدقق فاضل بریلی دام فیوضہم العالی علی کافۃ المسلمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بصد ادب حضور والا میں عرض پرداز ہوں کہ۔ حضور نے تین فتوے متعلق استغراق جائداد عطا فرمائے تھے جو عدالت دیوانی ریاست رام پور میں پیش کیے گئے۔ جن کی بنیاد پر جناب مفتی صاحب عدالت دیوانی ریاست رام پور نے بحوالہ فتووں حضور کے ڈگری بحق مدعا علیہ کے صادر فرمائی اور یہ تجویز فرمایا: ''یہ مقدمہ بربنائے کفالت مستاجری دائر ہے کہ مدعی نے مدعا علیہ کی مستاجری میں اپنی جائداد مکفول کی تھی۔ لہذا سب سے پہلے اس امر کا انفصال ضروری ہے۔ مدعا علیہ نے جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے چند فتوے پیش کئے ہیں۔ فاضل بریلوی نے اس امر کو ثابت کیا ہے کہ ایسی کفالت بالمال جو اس مقدمہ میں زیر بحث ہے شرعاً ناجائز ہے۔ منجانب مدعی ان کی تردید میں کوئی شرعی استدلال یا حکم ریاست پیش نہیں کیا۔ عدالت نے مسائل شرعیہ پر غور کیا تو فتوی پیش کردہ مدعا علیہ صحیح ولائق

پابندی ہیں۔ پس ایسی حالت میں جب کہ کفالت مذکورہ بھی جائز نہیں، تو مدعی نے جو روپیہ بوجہ کفالت مذکور داخل سرکار کیا ہے۔ اس کا دین دار مدعا علیہ شرعاً نہیں ہوسکتا اور دفعہ ۱۷۱، ۹۷ قانون حامد یہ مفید مدعی نہیں ہے۔ بلکہ صورت مقدمہ سے غیر متعلق ہے۔''

لچھمی نرائن مدعی ناکامیاب نے بناراضی تجویز مفتی صاحب دیوانی اپیل دائر کیا اور عدالت اپیل میں ایک فتویٰ حضور والا کا اس تائید میں پیش کیا کہ ایسی کفالت شرعاً جائز ہے اور اپنے سوال میں چند واقعات غیر صحیح تحریر کر کے جناب والا سے فتویٰ حاصل کیا سوال مذکور میں جو امور خلاف واقعہ درج کئے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱)...... دفعہ ۹۷ آئین حامد یہ کا یہ مضمون تحریر کیا ہے کہ صیغہ مال میں جو شخص مطالبہ سرکاری کی ضمانت کر کے روپیہ سرکار میں داخل کرے اس کو اصل مستاجر پر دعویٰ رجوع کر کے زر مدخلہ اپنا وصول کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ یہ مضمون دفعہ ۹۷ آئین حامد یہ کا ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ دفعہ مذکور تابع دفعہ ۷۸، ۷۷ کے ہے۔ دفعہ ۷۷ کا منشا یہ ہے کہ جب کوئی جائداد مستاجر مکفول کرے، تو مالک جائداد کو حق عذر داری کا مابین میعاد پندرہ روز حاصل ہے اور جب استغراق منظور ہو جائے تو حسب منشا دفعہ ۹۷ بعد منظوری ضمانت کے استغراق کی نسبت کسی شخص کی عذر داری بارجاع نالش کسی عدالت میں قابل سماعت نہ ہوگی۔ البتہ بمقابلہ مال گذاری کے عذر دار مجاز دعویٰ ہرجہ کا عدالت دیوانی میں حسب ضابطہ ہوسکتا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مستاجر کسی شخص کی جائداد بلا اس کی

مرضی کے خود مکفول کردے تو مالک جائداد بعد منظوری واگذاشت کی نالش نہیں کرسکتا۔ بلکہ ہرجہ کی نالش کرسکتا ہے۔ یہاں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ مالک جائداد نے خود اپنی جائداد مکفول کرائی ہے۔ جیسا کہ مفتی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ دفعہ ۷۹ آئین حامد یہ متعلق نہیں۔

(۲)...... سائل نے اپنے سوال میں یہ بھی تحریر کیا ہے کہ عمرو نے ضمانت اپنی جائداد سے کی جس کا مفہوم ہوتا ہے کہ عمرو نے ضمانت کی۔ حالانکہ عمر نے ضمانت نہیں کی ہے۔ بلکہ اپنی جائداد کو مکفول کرایا ہے۔ کفالت نامہ کی نقل شامل غرضداشت ہذا ہے۔ اسکے ملاحظہ سے واضح ہے کہ عمرو نے ضمانت نہیں کی ہے۔ بلکہ جائداد کو مکفول کرایا ہے۔

(۳)...... تیسرا مضمون سوال میں یہ غلط ظاہر کیا ہے کہ زید کا یہ عذر ہے کہ کفالت بالمال شرعاً ناجائز ہے۔ مجھ مدعا علیہ کا ہرگز عذر نہیں ہے، بلکہ میرا عذر یہ ہے کہ کسی مطالبہ کی بابت جائداد کو مکفول کرانا شرعاناجائز ہے، یعنی ضمانت میں جائداد کا استغراق کرانا شرعاناجائز ہے۔

(۴)...... چوتھا مضمون سوال میں یہ بھی خلاف درج کیا ہے کہ زید کی درخواست پر عمرو نے اس کی ضمانت مستاجری اپنی جائداد سے کی۔ یہ واقعہ بالکل غلط ہے۔ مفتی صاحب نے اس واقعہ کو ثابت شدہ نہیں قرار دیا ہے، اس غلط اور غیر مطابق سوال کی بنیاد پر حضور نے یہ تجویز فرمایا ہے کہ کفالت بالمال شرعاً ناجائز ہے۔ لہٰذا حضور والا میں نقول ہرسہ فتاویٰ حضور جو سادہ کاغذ پر ہے اور نقل فیصلہ جناب مفتی صاحب دیوانی اور نقل فتویٰ آخر جو باضابطہ عدالت سے

حاصل کیا گیا ہے۔ اور نقل اقرار نامہ کفالت اور قانون آئین حامدیہ معطوفہ عرضداشت ہذا درگاہ والا میں پیش کر کے امیدوار ہوں کہ حضور ہر سہ فتوی سابق وفتوی مابعد پر نظر ثانی فرما کر اور فیصلہ مفتی صاحب دیوانی ونقل اقرار نامہ کفالت ودفعہ ۷۷ لغایت ۷۹ قانون مذکور ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمائیں کہ ہر سہ فتاوی سابق پیش کردہ انوار حسین مدعا علیہ مطابق تالش مدعی ہیں یا فتوی آخر پیش کردہ کچھی نرائن مدعی متعلق مقدمہ ہے اور عذر مدعا علیہ کا شرعاً قابل منظوری ہے یا عذر مدعی کا؟۔

زیادہ حد ادب

(محمد انوار حسین عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۷/۹۹/۶۹۷)

حضرت مولانا مولوی محمد اسرار الحق صاحب دہلوی، بڑودہ گجرات

(۱)

از بڑودہ گجرات

۷؍رجب المرجب ۱۳۱۷ھ

افضل العلماء، واکمل الکملاء، آیۃ من آیات اللہ برکۃ من برکات اللہ، مجدد دین، نائب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولانا صاحب بریلوی، معظمنا ومکرمنا ادامہ اللہ المنان علی رؤس الایمان، من الانس والجان بطول حیاتہٖ من بعد۔ آداب تسلیمات خادمانہ۔

دست بستہ معروض خدمت فیصد رجت بوجہ تکلیف دہی جناب قبلہ وکعبہ یہی ہے کہ یہاں ایک بہت بڑا فساد ایک امر میں پھیلا ہوا ہے اور فیصلہ اس کا یہاں علماء و جہلاء نے آن قبلہ کی تحریر مبارک پر رکھا ہے۔ لہذا جناب تکلیف فرما کر اس کا جواب مع دلائل روانہ فرمائیں۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم : کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ ایک شخص واعظ ہے اور اس کے درمیان میں اشعار مدحیہ نبوت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خوش الحانی کے ساتھ پڑھتا ہے یا وعظ میں حدیثوں کا ترجمہ لحن کے ساتھ نظم میں پڑھتا ہے اور درمیان میں قرآن شریف کی آیات کو لحن عرب میں پڑھتا ہے آیا اس طرح کا پڑھنے والا گنہگار تو نہ ہوگا اور اگر کوئی شخص قرآن شریف کو ذرا بھی لحن کے ساتھ پڑھے گا یا قصائد حسنہ وترجمہ حدیث نظم کو جیسے کہ اکثر اطفال و جوان و پیر قصائد وغیرہ زور سے پڑھتے ہیں، تو اس کے سننے والے اگر اس پر تعریف کریں یا واہ واہ یا سبحان اللہ کہیں گے، تو کافر ہوجائیں گے اور ان کی عورتیں نکاح سے باہر ہوجائیں گی یا نہیں یہ بات صحیح ہے یا غلط۔

(محمد اسرار الحق دہلوی)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۹/۱۶۹)

حضرت مولانا محمد اکبر علی قادری، لعل باغ، مراد آباد، یوپی

(۱)

از مراد آباد

۱۹/ رجب المرجب ۱۳۲۹ھ

بخدمت اقدس واعلیٰ جناب مولانا مخدومنا زید مجدکم

بعد تبلیغ نیاز وشوق ملازمت از حد افزوں طرح طرح کے شکوک مستولی ہوئے ہیں۔ امید کہ جواب سے ممتاز فرمایا جاؤں۔

(۱)...... جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے شکل مبارک میں شیطان متمثل نہیں ہوتا۔ نفس بھی متمثل ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو شناخت کیا ہے؟

(۲)...... آپ نے ایک کتاب میں فرمایا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ ولی اللہ صاحب کو وہ چیز عنایت فرمائی۔ جس سے وہ مقام قدس تک پہونچ گئے۔ یہ شاہ صاحب نے قلمی کتاب میں تحریر فرمایا ہے۔ یا مطبوعہ میں؟

میں خود شرف ملازمت حاصل کرتا، مگر سخت بیمار ہوں۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ صحت عطا کرے، تو شرف ملازمت حاصل کر کے اور چند شکوک عرض کروں۔

(محمد اکبر علی عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۱/۱۷)

حضرت سید سعید احمد صاحب، متصل نورمحل، بھوپال

(۱)

از بھوپال

مکرم و معظم!

بعد آداب نیاز کے گذارش ہے کہ اگر برائے مہربانی ان واقعات کے جن کے بنا پر حضرت منصور کے بارے میں فتویٰ دیا گیا تھا، مطلع فرمائیں تو بہت ممنون ہوں۔ اگر فتویٰ میں کسی آیت شریف کا حوالہ دیا گیا ہو تو اس کو بھی لکھ دیجئے گا۔ اس تکلیف دہی کو معاف فرمائے گا ایک معاملہ میں اس کی بہت ضرورت ہے۔

(سید سعید احمد عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی ۲۱/۱۲)

حضرت سید اشرف علی صاحب، محلّہ ذخیرہ، بریلی شریف، یوپی

از بریلی (۱)

بخدمت شریف جناب اعلیٰ حضرت صاحب قبلہ سلامت!

عرض یہ ہے کہ سورۂ ناس میں ''خَنَّاسِ . اَلَّذِی'' ہے یا خَنَّاسِ . اَلَّذِی کس طرح پڑھنا چاہئے۔ حضور دیگر عرض یہ ہے۔ خناس الذی میں الف آگیا ہے یا نہیں؟

(سید اشرف علی عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۲/۱۱۳)

حضرت مولانا محمد اکبر حسین صاحب رامپوری، مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف، یوپی

(۱)

۲۸ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ

بعالی خدمت اعلی حضرت مدظلہ العالی عرض ہے کہ ایک شعر کے معنی میں نہایت فکر کرتا ہوں لیکن، سمجھ میں نہیں آتا۔ امید کہ میں حضور کی ذات اقدس سے کامیاب ہونگا۔ شعر یہ ہے۔

میری تعمیر میں مضمر ہے ایک صورت خرابی کی
ہیولی برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا

(اکبر حسین رامپوری)

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی ۱۲/۱۸۷)

(۲)

۱۶ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

کمترین خدمت خدامان حضرت میں عارض ہے کہ انگریزوں کے یہاں بدلائل عقلیہ ثابت ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں اور یہ جو نیلگوں شئے محسوس ہوتی ہے، وہ فضا ہے اور اختلاف لیل ونہار سب حرکت ارض ہے اور نہ ستاروں کی حرکت ہے، ہر ستارہ کی کشش دوسرے کو روکے ہوئے ہے۔جس طرح مقناطیس امید کہ کوئی قوی دلیل عقلی ونقلی وجود آسمان پر افادہ فرمائی جائے۔

(اکبر حسین عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۱/۵۰)

حضرت سید احمد صاحب بن حاجی سید امام حکیم صاحب، اکوٹ،
ضلع اکولہ، مہاراشٹر

(۱)

از اکوٹ

یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

جناب حضرت حاجی سنّت ماحی بدعت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام فضلکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی سے عرض ہے کہ یہاں برار میں دو برس سے مجلس کانفرنس کی ہونا شروع ہوئی ہے اور میرے کو بھی نامہ آیا ہے۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ ہر مذہب کا شخص ممبر ہوسکتا ہے کر کے تحریر ہے۔ اب اس مجلس میں جانا ثواب ہے یا کہ حرام ہے۔ چند کلمہ مشعر حالات سے سرور فرمایئے زیادہ چہ مزید توجہ۔

(سید احمد بن حاجی امام)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۳۵۲/۹)

حضرت سید شاہ احمد علوی الوجیہی، محلّہ خاں پور، متصل درگاہ، احمد آباد گجرات

(۱)

از احمد آباد

۱۹ رجمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ

مجمع البرکات، حامی شرع مبین مولانا واولنا جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد تبلیغ مراسم نیاز عرض خدمت فیض درجت میں یہ ہے کہ جناب عالی بندہ نے "مستشار العلماء" لاہور آپ کی خدمت میں روانہ کیا ہے کہ اس اشتہار کو ملاحظہ فرمائیں۔ اس کا بانی کار محمد دین ایک پنجابی ہے۔ پہلے ہندو تھا پھر مسلمان ہوا اور دیوبند و گنگوہ میں جا کر کچھ پڑھا فی الحال بھڑوچ میں رہتا ہے اور سلسلہ پیری مریدی کا ضلع بھڑوچ کے گاؤں میں جاری کیا ہے۔ قبلہ عالم نفس تثویب کا یہ شخص منکر ہے کہ تثویب کا ثبوت کسی کتاب حنفیہ سے نہیں، یہ بدعت مذمومہ ہے۔ آپ نے تثویب کو اسی "مستشار العلماء" میں بہت اچھی طرح سے ثابت کردیا ہے۔ بندہ جب یہ پیش کرتا ہے کہ دیکھو اسی اشتہار میں مولوی صاحب نے تثویب کو بحمد للہ کتاب حنفیہ سے ثابت کیا ہے اور تم لوگ نفس تثویب کے منکر ہو اور جو شخص پکارتا ہے اس کو بدعتی کہتے ہو، تو وہ اور اس کے لواحق جواب دیتے ہیں کہ ایک شخص کے فتوے پر عمل چاہئے یا دس کے ایسے جواب دیتے ہیں۔ یہ "مستشار العلماء" اس نے چھپوا کر تمام گاؤں میں بانٹ دیئے ہیں۔ تحریرات سے بہت جلد مشرف فرمانا کہ جو کدورتیں ان کے دلوں میں جم گئی ہیں۔ آپ کی تحریر کی برکت سے اللہ پاک دور فرمائے۔ آمین۔

(رقیمہ نیاز سید احمد علوی الوجیہی)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۵/۹۱-۳۹۰)

حضرت مولانا محمد احسان الحق صاحب

(۱)

اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ الحاضرۃ دام ظلکم العالی

وقت قدم بوسی خادم نے مسئلہ پوچھا تھا کہ قمر علی نے زوجہ لطیفن بیگم اور حقیقی بہن فاطمہ بیگم اور حقیقی بھتیجا اسد علی اور مکان وزیور واثاث البیت مجموع تین ہزار روپئے کا اور اکیس ہزار کے نوٹ چھوڑ کر انتقال کیا۔ زوجہ نے مہر معاف کر دیا تھا اور وہ برضائے فاطمہ بیگم واسد علی اپنے حصہ ترکہ کے عوض مکان وزیور واثاث البیت پر قابض ہیں اور باہم وارثان میں اقرار نامہ لکھ گیا کہ فاطمہ بیگم واسد علی کا ان اشیاء میں اور لطیفن بیگم کا زر نقد مذکور میں کوئی حصہ باقی نہ رہا۔ اب وہ نوٹ فاطمہ بیگم واسد علی میں کس حساب سے تقسیم ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ چودہ ہزار کے نوٹ فاطمہ بیگم اور سات ہزار کے نوٹ اسد علی کو ملیں۔ چنانچہ خادم نے اس کے مطابق تقسیم کرادیئے۔ دوسرے روز اسد علی آئے اور کہا میرا حق زیادہ چاہئے۔ مجھے اس میں ساڑھے تین ہزار روپئے کا نقصان ہے اور فتاویٰ مولوی عبدالحی صاحب جلد اول مطبع علوی ص ۱۰۔۱۱ پیش کی کہ اس کی رو سے روپیہ مجھ میں اور فاطمہ بیگم میں نصفاً نصف تقسیم ہونا چاہئے۔ اس کا خلاصہ عبارت ملاحظہ اقدس کیلئے حاضر کرتا ہوں۔

''چہ میفر مایند علماء دین اندریں صورت کہ زید انتقال کرد ورثہ گذاشت یکے

ہمشیرہ عینیہ مسمی بہ رابعہ وسہ برادر زادیان مسمی فاطمہ وزینب وکلثوم ویک برادر زادہ حقیقی مسمی بکر ویک زوجہ مسماۃ خدیجہ کہ جملہ ورثہ مذکور صلبی اورا حصہ ہشتم دادہ راضی کردہ اند۔ پس بقیہ متروکہ زید کہ چگونہ تقسیم باید"

"ہوالصواب، بعد تقدیم ماتقدم علی الارث ورفع موانع بقیہ ترکہ زید تقسیم بدو سہم شدہ یک سہم ازاں ہمشیرہ حقیقی ویک سہم بہ برادر زادہ خواہد شد باقی ورثہ محجوب خواہند شد۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب کتبہ: ابوالحسنات محمد عبدالحی عفا عنہ القوی۔"

جواب کی پوری عبارت عرض کی ہے۔ یہ صورت بعینہٖ وہی صورت واقعہ ہے۔ حضرت نے اگرچہ حکم زبانی فوراً ارشاد فرمایا تھا۔ مگر کتاب کا حوالہ مولوی عبدالحی صاحب نے بھی نہیں دیا ہے۔ لہٰذا امیدوار ہوں کہ اس مسئلہ کی مفصل حقیقت نہایت عام فہم ارشاد ہو۔ ظلکم ممدود باد۔

بندہ محمد احسان الحق عفی عنہ ۱۴ محرم شریف ۱۳۲۱ھ

(الف، تحفہ حنفیہ پٹنہ شمارہ صفر المظفر ۱۳۲۲ھ)

(ب، فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۰/۲۱۴)

جناب محمد اسماعیل صاحب، ہنگن گھاٹ، محلّہ نشان پورہ، ضلع وردھا، مہاراشٹر

(۱)

از وردھا

۲۵/ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

جناب مولانا صاحب مدظلہ، السلام علیکم

مندرجہ ذیل میں شرع شریف کا کیا حکم ہے۔ تحریر فرمائیں۔ اللہ آپ کو اجر نیک عطا کرے۔ زید نے عمرو کی لڑکی سے نکاح کیا۔ نکاح کے وقت کسی قسم کی شرط وغیرہ نہ تھی، لڑکی رخصت ہوکر گھر آئی۔ چند روز کے بعد لڑکی کا والد لڑکی کو اپنے مکان میں لے گیا اور اب زید سے اس بات کا طالب ہے کہ وہ ایک اسٹامپ اس مضمون کا تحریر کردے کہ میں لڑکی کو اپنے وطن میں نہ لیجاؤں گا۔ یہیں اس کے والدین کے پاس اس شہر میں رکھونگا اور اگر زید اسٹامپ نہ لکھے گا، تو لڑکی کی طرف سے میرا جواب ہے کہ اب میں لڑکی کو رخصت نہ کرونگا۔ دریافت طلب امور یہ ہیں کہ کیا عمرو کا یعنی لڑکی کے باپ کا یہ عذر معقول ہے اور وہ ایسی حالت میں لڑکی کو روک سکتا ہے؟۔

(محمد اسماعیل عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۲۹۹/۱۱)

جناب اللہ دیا صاحب، محلّہ بندوقچیاں، دھام پور، بجنور، یوپی

(۱)

از دھام پور

۸/ذی قعدہ ۱۳۳۱ھ

جناب فیض انتساب فضائل مآب جناب مولانا صاحب زاد فضلکم

بعد آداب گذارش ہے کہ شخص جو صوم وصلوٰ کا پابند ہے۔ مگر تراویح قصداً چھوڑ دیتا ہے۔ اس کے واسطے وعید ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی تحریر کریں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیوں نہیں پڑھیں۔ ان پر وعید ہے یا نہیں؟

(اللہ دیا عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ تخریج وترجمہ طبع لاہور ۷/۷۱/۷۴۲)

جناب محمد اسحاق صاحب برمکان قادر بخش

محلّہ شاگرد پیشہ، ریاست جاورہ، ملک مالوہ

(۱)

از مالوہ

۲۹ ؍شوال المکرّم ۱۳۳۴ھ

مخدوم ومکرم جناب مولانا مولوی مفتی احمد رضا خاں صاحب دام مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

التماس ہے کہ میں حضور عالی کو امور ذیل کیلئے تکلیف دیتا ہوں۔ امید ہے کہ معاف فرمادیں گے۔

مسماۃ ہندہ کا نکاح بعمر گیارہ سال سوتیلے والد کی اجازت سے زید کے ہمراہ ہوا۔ بعد نکاح ہندہ چندیوم زید کے گھر رہ کر والدین کے گھر چلی آئی اور وہاں سے بغیر اجازت زید ہندہ والدین کے ہمراہ چالیس کوس دور جاکر سکونت اختیار کی اور قریبا ایک سال ہندہ کو اپنے والدین کے گھر رہتے ہوئے ہوگیا۔ زید نے اب آن کر رخصت زوجہ کا دعویٰ کیا۔ چونکہ اب ہندہ تیرہویں سال میں ہے اور اپنا بالغہ ہونا کہتی ہے اور بوقت نکاح نابالغہ تھی نکاح فسخ کرنا چاہتی ہے کہ میں نابالغہ تھی اور میرا نکاح سوتیلے والد کی اجازت سے ہوا، میں فسخ کراؤں گی۔ ایسی صورت میں شرع شریف کیا حکم دیتی ہے؟

(محمد اسحاق عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۱/ ۲۸۵)

جناب منشی محمد اسحاق صاحب، مکان منشی رحیم بخش،
محلہ بیجناتھ پارہ، رائے پور، چھتیس گڑھ

(۱)

از چھتیس گڑھ

۱۰ رجب المرجب ۱۳۱۲ھ

بخدمت سراپا برکت، جناب فیض ماب، منبع علوم سبحانی، و معدن فیوض یزدانی، جامع فروع و اصول مولانا صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بعد از آداب کے بندہ محمد اسحاق عرض رساں ہے کہ حضور پرنور کا فتوی پہونچا۔ کمال درجہ کی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم بھجوائے۔ "خیر الناس من ینفع الناس" عطا فرمائے گا۔ التماس خدمت بابرکت میں یہ ہے کہ طالعور خان اقرار کرتا ہے، ایک مرتبہ نہیں، ہزار مرتبہ اقرار کر چکا ہے۔ فقط اس کا مقولہ یہ ہے کہ بے شک یہ خط تو میں نے تحریر کیا ہے۔ اب اس کے موافق مجھے شرع سے کیا حکم ہوتا ہے اور جب یہ خط آیا، تو سرمست خاں صاحب نے طالعور خان کی زوجہ عمدہ اور اس کے والد نجم خاں کو حرف بحرف پڑھ کر سنا بھی دیا۔ اس صورت میں یہ معلوم کرنا منظور ہے کہ از روئے شرع عمدہ کے حق میں کیا حکم ہے۔ طالعور خاں اس پر اپنے ساتھ نکاح کر لینے کا جبر کر سکتا ہے یا نہیں اور عمدہ بوجہ اس کے کہ عدت گزر چکی۔ جس سے چاہے نکاح کر لینے کا اختیار ہے یا نہیں اور حکم وقوع طلاق میں کیا صرف پہلے خط کو دخل ہے یا اوروں کو بھی۔

(محمد اسحاق عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۲/ ۴۹، ۴۴۸)

جناب مرزا محمد اسماعیل بیگ، گول بازار، رائے پور، چھتیس گڑھ

(۱)

از رائے پور

۲۴؍شعبان ۱۳۲۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سر آمد علمائے متکلمین، سر خیل کملاء دین، جنید عصر، شبلی دہر حامی شریعت، ماحی بدعت، مجدد مائۃ حاضرہ، موید ملت طاہرہ حضرت مولنا صاحب قبلہ مدظلکم اللہ تعالیٰ علی المفارقین المتقدمین۔

پس از سلام سنت اسلام آنکہ عرصہ دراز سے کوئی عریضہ ارسال خدمت اقدس نہیں کیا۔ مگر اکثر اوقات حضور کی صحتوری اور مزاج کی کیفیت کا جبل پور اور دیگر مقامات کے کاٹھیاواری احباب سے جویاں رہا۔ موجودہ شورش نان کوآپریشن و ہندو مسلم اتحاد پر مقررین کی تقریریں سنیں اور حضور کے سکوت پر ہمیشہ یہی خیال کرتا رہا کہ دیوبندی اور دیگر فرق ضالہ کی شرکت کی وجہ سے حضور اس روش سے کنارہ کش ہیں اور بحمد اللہ کہ یہ میرا خیال صحیح ہوا۔

چند رسالے جبل پور سے آئے اور تحقیقات قادریہ آیۃ: انما ینھکم اللہ[۱] جو تحقیق حضور نے فرمائی۔ وو حاکم علی صاحب بی، اے، ولائل پور والے ماسٹر صاحب کو ترک موالات کے متعلق جو مفصل و مدلل فتویٰ ارسال فرمایا۔ من وعن میری نظر سے گزرا۔ میں ایک جاہل شخص ہوں۔ لیکن اب تک الحمد للہ عقیدہ اہلسنت و جماعت پر

---

[۱] القرآن الکریم ۷/۹

قائم ہوں اور رہوں گا۔ انشاء اللہ! ان تمام رسائل اور اشتہارات کے دیکھنے کے بعد میں نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ حضور کی تحقیق اور حضور کی وسعت نظر کا مخالفین کو بھی ضرور اعتراف ہوگا۔ گو بظاہر وہ حضور کا خلاف کرتے ہیں۔ لیکن اب تک ایک خلش میرے دل میں اور باقی رہی، جس کی وجہ سے یہ عریضہ بصورت استفتا بغرض طلب ہدایت ارسال خدمت ہے۔

(۱) ان تمام رسائل اور اشتہارات سے یہ تو ثابت ہو چکا کہ موالات ہر کافر و مشرک سے قطعاً حرام ہے۔ خواہ وہ ہند، چین، جاپان غرض کہ دنیا کے کسی حصہ کا کیوں نہ ہو۔ لیکن اعزاز و اقتدار خلافت قائم رکھنے کے لئے مسلمانان ہند کو خصوصاً اور مسلمانان دنیا کو عموماً کون سا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے۔ جو حدود شرعیہ کے اندر ہو اور اس سے تجاوز نہ کرتا ہو۔

(۲) خلافت یا سلطنت اسلام کی بقا اور تحفظ کا کیا ذریعہ ہے۔

(۳) الائمة من القریش[۱] کی حدیث پر حضور اپنی تحقیق سے مطلع فرمائیں۔

(۴) اخبار و اشتہار و چشم دید واقعات سے یہ ظاہر ہے کہ شریف مکہ نے حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا و تعظیما کی بے حرمتی کی یا کرائی۔ جزیرۃ العرب میں کفار و مشرکین کا داخلہ قبول کرلیا۔ اس صورت میں شریف مکہ کے ساتھ کیا سلوک مسلمانوں کو کرنا چاہئے اور شریعت مطہرہ کا ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟

---

[۱] مسند امام احمد بن حنبل: حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، دار الفکر بیروت ۳/۱۲۹

(۵) مقامات مقدسہ کفار کے قبضہ میں بالواسطہ یا بلاواسطہ ہیں، ان کفار کے اخراج کے لئے کیا طریقہ عمل ہونا چاہئے۔ ان چند امور پر حضور کی اجمالی یا تفصیلی تحقیق مجھے مطلوب ہے اور دیگر علماء سے مجھے کوئی اتنا زیادہ سروکار نہیں ہے۔ جتنا حضور سے۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا حضور ہی کو اپنا راہ بر راہ حق سمجھتا رہا، نہ صرف یہی بلکہ میرے والد بزرگوار جناب مرزا فطرت بیگ صاحب مرحوم انسپکٹر پولیس حضور ہی کی ہدایت پر ندوہ کی ممبری سے علیحدہ ہوئے، جو اس خط سے واضح ہے۔ جو ''مکتوبات علماء وکلام اہل صفا'' میں بنام حافظ یقین الدین صاحب مرحوم شائع کر دیا گیا ہے۔ اس لئے مجھے فخر ہے کہ میں اس سے ہدایت یافتہ ہوں۔ جو میرے والد مرحوم کے رہبر ہیں۔ انجمن رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام سے بے حد خوشی حاصل ہوئی۔ اس شہر میں اس کی اشاعت کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ لیکن ایک دیوبندی محمد یسین کی وجہ سے اس میں کچھ رکاوٹ ہوگی۔ یہ وہی شخص ہے جس کے مدرسہ کے مقابل یہاں کے اہلسنت نے ایک مدرسہ قائم کر کے حضور کے توسط سے مولوی سید مصباح القیوم صاحب زیدی الواسطی کو بلایا ہے۔ مولوی صاحب نہایت نیک آدمی ہیں اور ان کی تحقیق مندرجہ بالا امور میں محدود ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ ان پانچ سوالات کے جوابات حضور کے پاس سے آنے پر انشاء اللہ تعالیٰ میں حتی الامکان کوشش کروں گا کہ انجمن مذکور کی ترویج یہاں بھی ہو۔ بس عرض ہے کہ جواب باصواب سے جلد تر سرفراز فرمائیں۔

(محمد اسماعیل بیگ عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۴/۱۵/۴۱۴)

جناب منشی ابراہیم صاحب، قصبہ گودھرہ، ضلع پنچ محل مدرسہ فیض عام، گودھرہ

(۱)

از گودھرہ

۱۶ر جمادی الآخرہ ۱۳۳۵ھ

حضرت مولانا و مقتدانا مولوی احمد رضا خاں صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک فتویٰ تصحیح کیلئے دو سوال جواب کیلئے خدمت والا میں بھیجے تھے۔ ان کا جواب نہیں ملا۔ معلوم نہیں کہ یہ مرسلہ خطوط جناب تک پہنچے یا نہیں، صاحب تفسیر بیان القرآن نے والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا[1] کے تحت میں مسئلہ کر کے یہ لکھا کہ بعض علماء نے کہا جو فخر وریا سے مسجد بنائی جائے، اس مسجد کو مسجد کہنا نہ چاہئے۔ ان بعض علماء پر مجھ کو کلام ہے، بعض علما سے مراد کشاف و مدارک واحمدی وغیرہ ہیں اور اسی بنا پر یہ جواب لکھا گیا ہے۔ جو مرسلہ خدمت والا ہے۔ صاحب بیان کا اعتراض درست ہے یا نہیں؟ کیا صاحب کشاف وغیرہ کے قول پر ان کے قول کو ترجیح دی جائے گی؟ جواب کا منتظر ہوں۔ مرسلہ سوال و جواب میں حضور کی کیا رائے ہے۔ تحریر فرمائیں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک محلّہ کی مسجد میں عرصہ پندرہ بیس سال سے ایک امام مقرر تھا۔ بعض لوگوں نے بعض وجوہ سے اس کو برطرف کیا۔ بعض لوگوں کو امام قدیم کو برطرف کرنا، ناگوار معلوم ہوا،

---

[1] القرآن الکریم ۹/۱۰۷

ہر چند اس فریق نے یہ چاہا کہ امام قدیم کو قائم رکھا جائے لیکن فریق اول نے جھگڑے کے اندیشہ کی وجہ سے مسجد کے دروازہ پر پولیس کولا کے بیٹھادیا تا کہ کسی قسم کا فتنہ نہ ہونے پائے۔ فریق ثانی نے پولیس کے خوف کے مارے اس وقت نماز وہاں نہ پڑھی۔ دیگر مساجد میں پڑھی اور بعد میں بھی وہ کچھ عرصہ تک دیگر مساجد میں پڑھتے رہے۔ اس لئے کہ یہ فریق جدید امام کے پیچھے نماز پڑھنا نہیں چاہتے تھے۔ آخر کار ایک قدیم مسجد جو کہ ویران پڑی ہوئی تھی (اس میں کبھی کبھی نماز باجماعت ہوتی ہے) اور یہ مسجد اتنی بڑی تھی کہ جس میں سوسوا سو آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں ۔ غرضیکہ مسجد مذکور کو آباد کیا اور کچھ دنوں کے بعد اس مسجد کی قدیم بناء کو گرا کر اور کچھ زمین گرد سے لیکر کچھ وسعت کے ساتھ تیار کی، اب اول فریق یہ کہتا ہے کہ مسجد مذکور ملک غیر میں بنی ہے اور حسد سے بنی ہے۔ اس وجہ سے یہ مسجد ضرار ہے اور فریق ثانی یہ کہتا ہے کہ یہ مسجد وقف ہے۔ پس کیا یہ مسجد ضرار ہو سکتی ہے؟ اور اس کی بناء کو کھود کر پھینک دیا جائے؟

(محمد ابراہیم عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۴۴۵/۴۶/۱۶)

جناب محمد الٰہی بخش صاحب موضع بشکٹالی، ملک بنگالہ

(۱)

از ملک بنگالہ

۲۴ر شوال ۱۳۱۴ھ

قبلۂ شفقت و مرحمت و کعبۂ عاطفت و رافت واسطہ حصول عزت دو جہان وسیلۂ وصول سعادت جاودانی، ابداللہ فضالہم ونوالہم دامت شموس عنایاتہم، بازغۃ ناصیہ فدویت وارادت رابفازہ مفاخرت وسعادت، مانند گل رنگین ساختہ، بگزارش مدعا پرداختہ۔

کہ این احقر ارابرائے چند مسائل بغایت ضرورت افتاد ولہذا بسیار حیران و سر گرداں است ونیز کسے راچنداں غربا نوازنمی بیند کہ بخوب تریں جواب از کتب معتبرہ ارزانی داشتہ، خاطر ایں فدوی راتسکین دہد ہم تشفی خاطر باشد۔ لہذا بجاؤ شان کیواں ایواں معروض میدارد کہ از روئے بندہ نوازی جواب مسائل ذیل را بطریق فتاوی عطا فرمایند۔ شخصے اکثر اوقات رقص طائف می بیند ودر مجلس ایشاں نشیند ونیز در لہولعب غیر مشروعہ کہ در مذہب حنفیہ حرمتش ثابت شدہ مستغرقست مرتکب این محرمات فاسق ست یانہ فاسقیت راخوب ترین دلائل ثابت فرمایند ونیز آں شخص تنباک کش می کند و کراہت تنباک کشش ثابت کردہ باشند ودر صلوۃ اقتداء بایں شخص کراہت است یانہ۔

زیادہ آفتاب بندہ نوازی ازحق مرحمت گستری درخشاں باد

فدوی محمد الٰہی بخش عفی عنہ

موضع بیشکٹالی، ڈاکخانہ فرید گنج ضلع کمرلا، ملک بنگالہ

(فتاویٰ رضویہ، طبع بمبئی ۱۰۸/۹)

حافظ محمد ابراہیم خان صاحب پیشی ڈائرکٹر کرنیل میجر ریاست گوالیار
سوکھا تال، نینی تال

(۱)

از نینی تال

۱۴/ ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ

حضرت مخدومی ! دامت برکاتہم

آداب خادمانہ التماس خدمت اطہر کہ مسئلہ مندرجہ ذیل سے جلد غلام کو سرفراز فرمائیں۔ عیسائی کے ہاتھ کی چھوئی ہوئی، شیرینی قابل استعمال ہے یا نہیں مثلاً زید عیسائی ہے اور بکر مسلمان ہے، زید نے بازار سے مٹھائی لی اور بکر کو قبل اپنے کھانے کے احتیاط کے ساتھ دے دی، تو بکر استعمال کرسکتا ہے یا نہیں۔ بکر مسلمان اپنے یہاں سے کتھا چونہ زید کو دے دیتا ہے اور جب ضرورت ہوتی ہے تو بکر اپنے یہاں سے پانی وغیرہ اس کتھے چونے میں ڈال دیتا ہے اور اپنے ہی یہاں کے پانی سے بکر پان وغیرہ بھگو دیتا ہے بلکہ زید خود احتیاط رکھتا ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے تو پانی بکر کے یہاں سے اس میں استعمال کے واسطے منگوالیتا ہے۔ اس حالت میں پان زید کے ہاتھ کا استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

(محمد ابراہیم خان عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور، ۵۵۳/۴)

جناب امیر الدین شاہ، محلّہ موتی محال، بر دوکان محمد خاں بادل خاں سوداگران کانپور، یوپی

(۱)

از کانپور

۲۴ رصفر المظفر ۱۳۳۸ھ

جناب پیر مرشد، روشن ضمیر مولوی احمد رضا خاں صاحب! سلام علیکم

بعد آداب گزارش خدمت شریف میں یہ ہے کہ میں نے آپ کا نام سنا ہے۔ اور لوگوں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بہت بڑے بزرگ ہیں۔ مگر جب میرا کام آپ سے ہوجائے، تو میں سمجھوں۔ پیر وہی ہے، جو پیر ہرے میرا پردہ آپ اٹھا سکتے ہیں، یا نہیں؟ عمل بات کا جھگڑا ہے اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے در کا خادم ہوں۔ صرف بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔ جن اور ملائکہ سے، پھر میں آپ کا بیعت بھی ہوجاؤں گا۔

(امیر الدین شاہ عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۹/۵۱۸)

جناب امیر اللہ صاحب، محلّہ ملوک پور، ضلع بریلی، یوپی

از بریلی (۱)

۱۸ر صفر المظفر ۱۳۳۹ھ

حضور والا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

انجمن خدام المسلمین کو مولوی قطب الدین صاحب نے بغرض استقبال مولانا مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی کے بلوایا تھا۔ ممبران انجمن نے ان کا استقبال بریلی جنکشن پر کیا اور وہاں سے ان کی سواری کو اپنے ہاتھوں سے کھینچ کر حضور کے در دولت تک لا پہنچایا۔ پھر حضور کے در دولت سے مولوی قطب الدین کے مکان تک اسی شان وشوکت سے پہنچایا۔ مسلمانوں کو ایک عالم دین کے استقبال وخدمت کرنے سے کیا شرع مطہر روکتا ہے اور یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ حضور کو سخت صدمہ پہنچا اور حضور کی شان گھٹائی۔ مفصل طور پر جواب سے مطلع فرمائیں۔

(امیر اللہ عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ، طبع بمبئی ۵۴۵/۹)

اہلیہ کلاں حکیم اکرام الدین صاحب مرحوم معرفت عبداللہ ملازم
محلہ کٹرہ، شہر بریلی، یوپی

(۱)

از بریلی

۲۶/ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ

حضرت مولوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی!

بعد سلام مسنون کے یہ عرض ہے کہ جناب والا سے مجھے ایک سوال کا جواب حاصل کرنا مقصود ہے۔ یہ کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو کسی ضرورت کے پورا کرنے کو بطریق قرض کچھ زیور دیا اور یہ کہا کہ یہ زیور رہن کر کے اپنا کام انجام دے لو۔ بعد کو واگذاشت کرا کے دے دینا۔ کچھ عرصہ کے بعد یعنی واگذشت زیور سے قبل دائن یعنی مالک زیور کا انتقال ہو گیا۔ مدیون کو ایک ثالث شخص کی زبانی یہ دریافت ہوا ہے کہ دائن نے قبل انتقال کے یہ وصیت کی ہے کہ اگر میرا انتقال ہو جائے، تو زیور واگذاشت کرنے کے بعد یہ زیور مجھ دائن کے بیٹے کو نہ دیا جائے۔ بلکہ میرے پوتے کو دیا جائے۔

اطلاعاً یہ بھی عرض ہے کہ دائن کی وصیت بیان کرنے والے ایک معمولی شخص ہیں۔ کچھ مقدس یا ابرار برگزیدہ شخص نہیں، پھر بھی ممکن ہے کہ دائن نے بعالم بدحواسی وہ وصیت کر دی ہو، مریض کے مرض کی شدت میں یا مرنے سے کچھ وقت پہلے حواس

درست نہیں رہتے ہیں۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے۔ یہ بھی اطلاع کرنے کی ضرورت ہے کہ دائن کا پسر جو ہے، وہ شراب خوار نہیں ہے، قمار باز نہیں ہے۔ کسی طرح کی بدچلنی یا آوارگی کی بھی بالکل شہرت نہیں ہے۔ بجائے اس کے بہت غریب اور تنگدست آدمی ہے۔ مرحوم کا پوتا جو ہے، وہ بعمر پانزدہ سالہ ہے اور سعادتمند نیک چلن نہیں ہے۔ اس کی آوارگی سے یہ ضرور اندیشہ ہے کہ اگر یہ زیور دائن کے پوتے کو دیا جائے گا، تو ضرور ضائع کر دے گا۔ زیور قیمتی کم وبیش پانچ سو روپے کا ہے۔ اس ہفتہ میں زیور واگزاشت ہوگیا ہے۔ اب یہ زیور دائن کے پسر کو دینا چاہئے یا پوتے کو۔ جواب مناسب مع دستخط و مہر مرحمت فرمایا جائے۔

فقط

(اہلیہ اکرام الدین مرحوم)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۲۶۳/۱۰)

جناب حکیم محمد ابراہیم صاحب بریلوی محلّہ باغ قاضی، مکان داروغہ منشی مظفر علی لکھنو

از لکھنو (۱)

رجب المرجب ۱۳۲۱ھ

بعد آرزوئے قدم بوسی معروض خدمت! یہاں دربارہ ترکہ جھگڑا ہے۔ فرنگی محل کے علماء نے ترکہ زوجہ اور ہمشیرہ اور چچازاد بھائی کے لڑکوں پر تقسیم کیا ہے اور سگی بھتیجی اور چچازاد بھائی کی لڑکی کو مجوب کیا ہے۔ مقصود صرف اس قدر ہے کہ ان بھتیجیوں کو کسی وجہ سے ترکہ پہنچتا ہے، جب کہ متوفی کے روبروان کے والد فوت ہو چکے ہیں۔

فقط

محمد ابراہیم بریلوی ثم لکھنوی

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۰/۴۳۹)

جناب صوفی احمد الدین صاحب مسجد بیگم شاہی اندرون دروازہ مستی، لاہور، پاکستان

(۱)

از لاہور

۲۶ رصفر ۱۳۳۸ھ

حضرت ہادی ورہنمائے سالکان، قبلۂ دو جہاں دام فیضہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مسائل ذیل میں حضرت کیا فرماتے ہیں:

(۱) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک روز سخت خفا ہوئے اور روافض کہتے ہیں، یہی وجہ ہے باغی ہونے کی پھر ایک کتاب مولانا حاجی صاحب کی تصنیف ''اعتقاد نامہ'' ہے، جو بچوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ اس میں یہ شعر بھی درج ہے:

حق درآنجا بدست حیدر بود جنگ با او خطا و منکر بود

(۲) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی تھی، واسطے دفعہ جنگ کے۔

(احمد الدین عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ، طبع بمبئی ۱۱/۱۰۴)

جناب احمد حسین صاحب موضع پچھی پور، ڈاکخانہ سگرام پورہ، تحصیل بسولی، ضلع بدایوں، یوپی

(۱)

از بدایوں

۱۵/ذوالحجہ ۱۳۳۲ھ

جناب فیض مآب، فیض بخش، فیاض زماں مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام افضالہ، بعد سلام علیک دست بستہ کے عرض خدمت میں یہ ہے:

(۱)　کہ جیسا اور خاندانوں میں سلسلہ پیری مریدی جاری ہے، اسی طرح سے جناب حضرت ''شاہ مدار'' صاحب کا ہے یا نہیں؟

(۲)　خدام زیارت مکن پوری اپنے تین خاندان خلفاء وجدی ''شاہ مدار'' صاحب سے بتلاتے ہیں۔ لہذا ان سے بیعت ہونا جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ فی زمانہ چار ہی خاندان کی بیعت سنی اور خاندان کی نہیں سنی اور نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ مرید حضرت شاہ مدار صاحب مرید حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم سے زیادہ ہیں۔ یہ امر تصدیق طلب ہے۔ لہذا تصدیعہ دے کر براہ غرباء پروری اور بندہ نوازی حکم سے اطلاع بخشی جائے۔

(احمد حسین عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ، طبع بمبئی ۱۲/۱۵۴)

جناب حاجی سیٹھ محمد اعظم صاحب مہتمم مدرسہ برباولی، متصل سورت، راندیر

(۱)

از راندیر

۱۶؍ شعبا المعظم ۱۳۳۴ھ

جناب مولانا صاحب! آپ نے جو جواب روانہ فرمایا، بندہ کو بتاریخ ۲۵؍ مئی بروز جمعرات کو ملا۔ بہت خوب ہے۔ مگر دریافت طلب یہ ہے کہ مسجد کی آمد سے جو ملکیت خرید کی گئی ہو، وہ بھی وقف کی جائے کہ نہیں اور جب وہ وقف کی جائے، اس کے بیع کرنے کو حاکم کی منظوری کی ضرورت ہے کہ نہیں؟ کیونکہ جو خریدنے والا ہو، وہ کیا جانتا ہے کہ یہ وقف شدہ ملکیت کی آمد سے خرید کر کے وقف کی ہوئی ہے۔ لہذا جو حاکم کی منظوری ہو، تو کسی طور کا خوف نہ رہے نہ خریدنے والے کو، نہ بیچنے والے کو اور نہ غبن وتلف کا کوئی اندیشہ باقی رہے اور بعد میں کوئی مہتمم کو کسی طرح کا کوئی الزام نہ دے سکے اور نہ کوئی رائے لے تو بالکل خراب ہوتا ہے۔ وہ تو مسجد کے روپیوں سے مدرسہ کھولنا جواز بتاتے ہیں اور دبانے کے خیال سے ان کو یعنی اہل دول کے رائے بموجب فتوی دیتے ہیں۔

(محمد اعظم عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور، ۱۶/۱۱۷)

جناب محمد ایوب ابن حاجی صدیق میمن، چھاچھ محلّہ ممبئی ۳

از بمبئی

(۱)

۳ر شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ

یہاں کے باشندے حضرت مولانا ممدوح کے بہت ہی معتقد ہیں اور ان کے فرمان کو بہت ہی عزت اور قدر کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کے زور قلم کا ہر شخص لوہا مانے ہوئے ہے۔ مولانا کی تحریر پر گویا سارا دارو مدار ہے۔ مولانا صاحب میں خدا کی عنایت سے علاوہ عالم ہونے کے یہ بھی بڑا کمال ہے کہ آپ فن شعر اور نکات شاعری سے بخوبی واقف ہیں اور ماہر ہیں۔ یہ بات دوسرے عالم میں نہیں پائی جاتی۔ آپ ہی سے فیصلہ اس کا اچھی طرح ہوسکتا ہے۔ ثم التسلیم بالتکریم۔

خیر طلب ہیچ مداں حیدر علی خاں عفی عنہ حیدر فرخ آبادی

جواب فوراً مع فتوی دستخطی و مہری حضرت مولانا و مرشدنا آنا چاہئے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خالد سنی المذہب نے مندرجہ ذیل شعر میں کلمہ شہادت کا ابتدائی ٹکڑا نظم کیا ہے، جس سے پورا کلمہ شہادت مراد ہے، لیکن زید جو مذہباً شیعہ ہے، اس سے پورا کلمہ شہادت مراد نہیں لیتا ہے۔ بلکہ صرف اشھد ان لا الہ کے معنی سے خالد کو ملحد قرار دیتا ہے۔

اشہدان لا الہ نقش ہے اس لوح پر   تیر توحید کب عاشق کی پیشانی نہ تھی

مندرجہ بالا شعر کی نسبت زید نے ذیل کے الفاظ لکھے ہیں۔ شعر کا پہلا مصرعہ الحاد کا سائن بورڈ ہے کیونکہ اشہد ان لاالہ کے تو یہ معنی ہوئے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی خدا، پھر جس پیشانی پر یہ کفر کا کلمہ لکھا ہوا ہے ہم الحاد کا سائن بورڈ نہ کہیں، تو کیا کہیں؟ اسی طرح زید نے بکر سنی المذہب کے اس نعتیہ شعر کی نسبت:

پھر روضہ حضرت زیارت کو چل اخلاص

پھر چھوڑ دے تو بہر خدا حبِ وطن کو

مندرجہ ذیل الفاظ تحریر کئے ہیں: اخلاؔص صاحب! کبھی کبھی تو ہوش کی باتیں کیا کیجئے۔ آپ نے حب الوطن من الایمان [1] (وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے) والی حدیث پڑھی نہیں، تو کیا سنی بھی نہیں، فلہذا زید کا خالد کو ملحد اور بکر کو بے ایمان قرار دینا جائز اور مندرجہ بالا الفاظ زبان سے کہنا جائز یا قلم سے لکھنا درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے، تو علمائے کرام وفضلائے عظام زید اور زید کے ان موید ین کی نسبت جو باجود سنی ہونے کے زید کی تائید وتصدیق کر رہے ہیں۔ ازروئے شرع شریف کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔

(محمد ایوب)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۲۹۱/۱۵)

---

[1] الدررالمنتشرہ فی الاحادیث المشتہرہ، حدیث: ۱۸۹، حرف الحاء، المکتب الاسلامی، بیروت ص ۱۰۰

جناب مرزا احسان بیگ زمیندار، موضع چاند پور، ڈاکخانہ بمنوئی، تحصیل سکندرہ راؤ ضلع علیگڑھ

(۱)

از علیگڑھ

۱۷؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

بعد سلام مسنون معروض خدمت ہوں کہ نماز غفیرا کی بابت میں ''ذکر الشہادتین'' دیکھا ہے کہ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو واسطے مغفرت کے بتائی تھی۔ مجھے اس نماز کی تلاش ہے۔ میں پڑھنا چاہتا ہوں۔ براہ مہربانی اس مسئلہ پر التفات مبذول فرما کر ترتیب نماز سے اطلاع دیجئے۔

(مرزا احسان بیگ عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۲؍۲۹۰)

جناب محمد ابراہیم صاحب، کافی شاپ سید وزیر علی صاحب قلابہ ممبئی

از ممبئی (۱)

۵؍ جمادی الآخری ۱۳۳۹ھ

بحضور فیض گنجور پیر روشن ضمیر جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی

بعد آداب خادمانہ کے عرض پرداز ہوں کہ۔ یہاں پر عیسائیوں کا (عیسائی) بہت زور وشور ہے اور ہر وقت یہ لوگ پریشان کرتے ہیں۔ فی الحال ان کے دو سوال جن کے حل کرنے کے واسطے عرض کی جاتی ہے۔ ہم لوگ حضور کے خادم اور نام لینے والے حضور کو ہی ہماری لاج ہے۔ کلمہ شریف (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) یہ قرآن میں کس جگہ لکھا ہے اگر نہیں، تو وہ اس کی تشریح مانگتے ہیں۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں کہ وہ شافع محشر کس طرح سے اس کا ثبوت دو کہ قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے۔ حضور اس کو نہایت ضروری تصور فرما کر جلدی جواب سے سرفراز فرمائیں۔

(محمد ابراہیم عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ، طبع بمبئی ۱۲/۳۰۰)

جناب نواب امیر احمد خاں صاحب

۵ / ربیع الآخر شریف ۱۳۳۶ھ

(۱)

حضور عالی! جدول تحویل تاریخ عیسوی بہ ہجری میں میرے پاس مقابل چھ سو سال کے اہانب لہ ہے۔ حضور نے اہانب لی لکھا ہے۔ کیا اس جدول میں تبدیلی کی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو مجھ کو ازسرنو نقل لینی ہوگی۔

(محمد امیر احمد خاں عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۲ / ۲۱۷)

جناب محمد احمد صاحب، قصبہ گونتی، تحصیل کنڈہ، ضلع پرتا بگڑھ، یوپی

از قصبہ گونتی

(۱)

پیر دستگیر روشن ضمیر دامت فیوضہم!

بعد سلام مسنون احقر پر، تقصیر عرض پرداز ہے کہ میں حضور کی خدمت بابرکت سے فیض آباد آیا۔ اشتہار جو اذان کے مسئلہ میں حضور نے شائع کرائے تھے۔ وہ مسجدوں میں چسپاں کردیئے۔ فیض آباد میں نوکری پر چند ہی روز رہا۔ وہاں سے گھر آتے وقت ایک مسجد میں کہ میں نے اشتہار لگایا تھا۔ آیا تو معلوم ہوا کہ اس اشتہار کے حکم کے مطابق اذان کہی جاتی ہے۔

والسلام

معروضہ محمد احمد خاں

(دبدبہ سکندری، رامپور، ۲۰ر جولائی ۱۹۱۴ ص: ۵)

جناب امجد علی خاں وتلن خاں، شہر کنبہ، بریلی، یوپی

(۱)

از بریلی

۳ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

جناب مولوی صاحب دام ظلہٗ

بعد سلام نیاز کے عرض ہے کہ اسی مضمون کا ایک سوال کل آپ کے پاس آیا تھا۔ لیکن اس کے لکھنے میں کچھ فروگذاشت ہو گیا تھا اور مفتی سے جو سوال کیا جاتا ہے اس کا جواب دیتا ہے۔ لہٰذا ہو بہو جو حال تھا اس میں لکھ دیا۔ اس کو ملاحظہ کر کے لکھ دیجئے۔ ایک چو بچہ زیر غسل خانہ سوا گز طول، بارہ گرہ چوڑا، بارہ گرہ عمیق ہے۔ اور آٹھ گرہ اونچائی پر اس میں سوراخ لوٹے کی ٹونٹی کے برابر ہے اور جو بچہ میں پانی جنابت اور غیر جنابت غسل کا اور وضو کا، اور کنوئیں پر جو بہشتی بھرتے ہیں۔ ان کا گرا ہوا اور سقاوے میں برائے وضو جو لوٹوں میں بھرتے وقت تھوڑا سا گرتا ہے اور استنجا چھوٹا اور بڑا اور ایسے جب جن کے نجاست لگی ہو ان کے غسل کا یہ سب پانی چو بچہ میں آتا ہے۔ اور جب آٹھ گرہ سے زیادہ اونچا پانی اس میں ہو جاتا ہے، تو نکلنا شروع ہوتا ہے۔ ورنہ اس میں ٹھہرا رہتا ہے اور رنگ بو پانی کا تبدیل نہیں ہوا ہے۔ لیکن اس چو بچہ کے پانی میں بو بھی آتی ہے اور مزہ کسی نے چکھا نہیں ہے۔ تو ان صورتوں میں اس چو بچہ کا پانی پاک ہے یا ناپاک اور پاک ہے تو کس قسم کا اور ایک پیچک اسی چو بچہ میں ڈال کر کنوئیں میں ڈالی تھی، تو کنواں پاک رہا یا ناپاک اور اگر ناپاک ہوا تو کس قدر ڈول نکلیں گے۔

(محمد امجد علی خان عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور، ۴۷۲/۳)

جناب احمد حسین عرف منجھلا صاحب (پتہ درج نہیں)

۹ر ربیع الاول ۱۳۱۴ھ   (۱)

جناب مولانا صاحب دام برکاتہ،   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آداب غلامان بجالا کر ملتمس ہوں چھت پر گوبری کی گئی اور پہلی مرتبہ کی بارش میں وہ چھت ٹپکی اس ٹپکے ہوئے پانی پر ناپاکی کا حکم ہے یا نہیں؟

زیادہ حد ادب کمترین احمد حسین عرف منجھلا عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۴/۴۷۱)

جناب شیخ احمد بخش صاحب کارندہ جناب شیخ امیر احمد صاحب رئیس

(۱)

۲۵/ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ

جناب مولوی صاحب نوازش فرمایئے۔ بندہ مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب دام افضالہ،

بعد آداب تسلیمات گذارش ہے۔ حضور نے دربارہ ندوہ جو فہرست چھپوانا شروع کی ہے، اس میں نام شیخ امیر احمد صاحب کا اور نیز بندہ کا تحریر فرمایئے اور کتابیں اور اشتہار مرحمت فرمایئے۔

(شیخ احمد بخش عفی عنہ) ۲۵/ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، ص: ۵)

جناب منشی احمد حسین صاحب، آتر شبنہ بڑودہ، گجرات

(۱)

از آتر شبنہ

۸/محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

جامع معقول ومنقول، واقف فروع واصول، قامع اہل فضول جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب سلمہ الرحمٰن۔

بعد ہدیہ سلام مسنون الاسلام! واضح ہو کہ جناب کے مرسلہ پانچ رسالے نذیر الندوہ، فتویٰ علمائے اہلسنت، مراسلت سنت وندوہ، فتاویٰ القدوہ لکشف دفین الندوہ، سطوہ لرد ہفوات ارباب دارالندوہ اور دو اشتہار ملے۔ بندہ ان کے مطالعہ سے بہت ہی خوش ہوا۔ دینداری کی یہی بات ہے۔ لکل فرعون موسیٰ خداوند کریم آپ صاحبوں کو ہم کم علموں کے سر پر قائم رکھے اور ردوقدح بد دینوں میں بہت ترقی عنایت کرکے لوگ بد دینوں کی جعلسازی سے محفوظ رہیں۔

(احمد حسین عفی عنہ) ۸/محرم ۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا ص: ۵)

جناب منشی محمد احمد صاحب سابق دوست دار ندوہ، جالندھر

از جالندھر (۱)

مخدومی مکرمی مولانا مولوی احمد رضا صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

حضور کے رسائل دیکھ کر بندہ اس ندوہ العلماء کی محبت سے پہلے اس کو اچھا جانتا تھا، پورا پورا حال معلوم نہ تھا کہ یہ نیچریوں وغیرہ کی ندوۃ العلماء ہے۔ آپ کا ممنون احسان ہوں۔

(محمد احمد عفی عنہ)

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، ص: ۵/۴)

جناب امام علی شاہ صاحب، صدر بازار کیمپ، بریلی یوپی

(۱)

از بریلی شریف

۲؍ربیع الاول شریف ۱۳۳۱ھ

بخدمت شریف جناب مخدوم ومکرم بندہ مولوی صاحب مدظلہ العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد ادائے آداب وتسلیمات کے عرض رسا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ ایک جگہ ایسا جھگڑا آپڑا ہے۔ وہ یہ ہے کہ خاندان غوثیہ والے ایک صاحب یعنی خاندان محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحب نے مداریہ خاندان والوں سے کہا کہ ہمارا خاندان بڑا ہے۔ تم لوگ ہمارے یہاں بیعت ہو۔ انہوں نے کہا یعنی مداریہ والوں نے جواب دیا کہ ہمارا خاندان تمہارے خاندان سے اچھا نہیں ہے اور اچھا بھی ہے تو خدا کے یہاں خاندان نہ پوچھا جائے گا بلکہ عمل پوچھا جائے گا۔ خاندان غوثیہ والوں نے ثبوت پیش کیا کہ حضرت غوث پاک کے بارے میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم کل اولیائے اللہ کی گردن پر ہوگا۔ مداریوں نے دریافت کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گردن پر بھی اور حضرت حسین علیہ السلام خواجہ حسن کی گردن پر بھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و حضرت خواجہ حبیب عجمی اور مدار صاحب کی گردن پر تھا یا نہیں؟ خاندان غوثیہ والوں

نے جواب دیا کہ مدار صاحب کی گردن پر قدم تھا اور جو صاحبان پہلے گزر چکے ہیں، ان پر نہیں۔ خاندان مداریہ والوں نے جواب دیا۔ ہمارا خانوادہ طیفوریہ دوئم اور تمہارا خانوادہ طوسیہ ہفتم ہے۔ ہمارے خاندان سے تمہارا خاندان بعد میں ہوا اور مداریہ کہتے ہیں کہ مدار کا رتبہ غوث سے اعلیٰ ہے۔ جناب کو تکلیف دے کر عرض ہے کہ مدار کے کیا معنی ہیں؟ اور جو درجہ مداریہ ہے اس کی کیا تشریح ہے؟ اور ان دونوں خاندان والے صاحبان میں کون حق پر ہیں اور کون سے نہیں؟ سوا آپ کے اور کوئی عالم صاحب اس مرحلہ کو طئے نہیں کر سکتے۔ بلکہ یہاں تک نوبت ہوگئی، ہر دو جانب سے آمادہ فساد پر ہو جائیں، تو عجب نہیں۔ ماشاء اللہ آپ عالم باعمل ہیں اور جملہ خاندان عالیہ سے سند یافتہ ہیں۔ اہل علم میں فساد ہونا موجب سبکی ہے اور دونوں خاندان والے جناب کے قول کو صادق ہونے پر مضبوط ہیں اور کہتے ہیں کہ جو مولوی صاحب فرمائیں گے، وہ ہم دونوں صاحبان کو منظور ہے۔ اللہ پاک جناب کو ہم سیہ کاروں پر ہمیشہ ہمیشہ سلامت اور قائم رکھے۔ حضور کے ہونے سے جملہ صاحبان اہل آلام کو ہر طرح کی تقویت حاصل ہے۔ زیادہ حد ادب

(محمد امام علی شاہ عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ، طبع بمبئی ۱۲/۱۵۰)

جناب ملک محمد امین چوک حضرت امام ناصر الدین صاحب، جالندھر

(۱)

از جالندھر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجموعہ فتاویٰ عبد الحی صاحب، اہلسنت والجماعت کے مطابق ہے یا کچھ گڑ بڑ ہے۔ اطلاع بخشی جائے۔

من جانب احقر العباد

ملک محمد امین، جالندھر شہر

(فتاویٰ رضویہ، طبع بمبئی ۲۱۵/۱۲)

جناب اللہ دیا، چندومنہار، سوروں، ضلع ایٹہ

(۱)

از ایٹہ

۱۳؍ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

رہنمائے دین متین، مرشد راہ یقین بندہ دام فیضہ،

بعد اظہار لوازم کے یہ عاصی پُر معاصی بندہ خاکسار حضور کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ آج کل مجھ کو اتنی فرصت نہیں ملتی کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اور حضور مجھ کو ذکر قلبی بتلا دیجئے۔ آپ حضور لکھ دیں فوراً خدمت میں حاضر ہوں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا اسم شریف کیا ہے۔ وہ مجھ کو تحریر کریئے گا اور ایک حافظ آئے تھے۔ ''سرائے ترین'' سوداگر کنگھی والے، وہ مجھ کو ایک حاضرات بتلا گئے ہیں۔ حضور اجازت دیں تو عمل میں لاؤں۔ سورہ رحمٰن کے دوسرے رکوع میں ہے۔ یا معشر الجن۔ حضور اس کا جواب بہت جلد دیجئے گا اور خان حمید الدین شاہ صاحب مجھ کو ایک عمل ہمزاد تجربہ کار دے گئے ہیں۔ وہ اب تک اجازت حضور کے نہیں کیا۔

(محمد اللہ دیا عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ، طبع بمبئی ۱۲؍۱۵۷)

جناب محمد ادریس صاحب پرتاب گڈھی، جامع مسجد، کانپور یوپی

(۱)

از کان پور

۲۹/ ذیقعدہ ۱۳۳۶ھ

پس از سلام مسنون حضرت سید ولد آدم وسید الانس والجان روحی فداہ معروض خدمت والا ہے کہ خادم کو چند مسائل کے متعلق جناب سے استفسار مقصود ہے۔ زید نے اپنے مکان کو عمرو سے بیع کیا اور قیمت کے متعلق یہ قرار دیا کہ جو بکر قرار دے، وہی قیمت ہے۔ یعنی بیع تو اس وقت کی اور قیمت کی تقدیر وتعیین بکر کی رائے پر موقوف کردی۔ یہ بیع صحیح ہوئی، یا فاسد۔ پھر جب کہ بکر نے تخمینا تین ماہ کے بعد قیمت معین کی تو بصورت فساد وہ فساد اٹھ گیا یا نہیں اور کونسا فساد بعد رفع علت فساد اٹھ جاتا ہے اور فساد کے صلب عقد میں ہونے کا کیا معنی ہے اور تقرر بیع کی کیا صورتیں ہیں۔ امید کہ حضرت والا ان امور سے ضرور بالتفصیل مع حوالہ کتاب آگاہ فرمائیں گے۔

(محمد ادریس پرتاب گڈھی عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۷۷/۱۷)

جناب ڈاکٹر اشتیاق علی، کاشی پور، ضلع نینی تال

(۱)

از نینی تال

۱۸ ر صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

مخدومی مکرمی جناب مولانا صاحب دام اقبالہ

آداب کے معلوم ہو کہ میں خیریت سے ہوں اور آپ کی خیر و عافیت کا خواہاں۔

باعث تکلیف یہ ہے کہ برائے نوازش ذیل کے سوالوں کا جواب بھیج دیں گے تو بندہ بہت مشکور ہوگا۔

(۱) اہل کتاب کے ساتھ کھانا کھانا ہے یا نہیں؟ اہل کتاب عیسائی ہو یا انگریز ان کا باورچی مسلمان ہو یا عیسائی، یہ بات تو ضرور ہے کہ یہ لوگ شراب پیتے ہیں اور بد جناور (جانور) کھاتے ہیں۔

(۲) اہل ہنود کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) بعض لوگ اپنے نام کے آگے صدیقی اور رضوی لکھا کرتے ہیں۔ جیسے سعید اللہ صدیقی و اشتیاق علی رضوی تو یہ لکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر لکھا جائے، تو کچھ گناہ ہے۔

فقط

(محمد اشتیاق علی عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی ۲۷۹/۹)

از نینی تال　　　　　　(۲)

متعلق زکوٰۃ پارسال میرے پاس ایک سو پچاس روپے رمضان میں جمع تھے اور زکوٰۃ میں نے ایک سو پچاس روپے پر دی تھی۔ دو ماہ بعد دو سو ہو گئے۔ اور ۶ ماہ بعد ۲۵۰ر ہو گئے اور اب رمضان میں پورے تین سو ہو گئے اور میں ہر سال رمضان میں زکوٰۃ نکالا کرتا ہوں تو اب مجھ کو تین سو روپے دینا ہو گی یا صرف ۱۵۰ر پر کیونکہ ۱۵۰ر کے بعد جو روپے بڑھے ہیں، ان کو پورا ایک سال نہیں گزرا ہے۔

(محمد اشتیاق علی عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۱۰/۱۴۳)

حضرت مولانا اکرام الدین بخاری، امام وخطیب مسجد وزیر خاں، لاہور

(۱)

از لاہور

۲۳؍جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ

جناب مستطاب، محمدت مآب، قدرۃ الابرار واسوۃ الاخیار، زین الصالحین وزبدۃ العارفین علامۃ العصر وفرید الدہر، عالم اہل السنۃ، مجدد مأئۃ حاضرہ، استاذ زمان ومقتدائے جہان، لازوال نتیجہ خاطرہ، درۃ تاج الفیضان وثمرۃ شجرۃ ضمیرۃ باکورۃ بستان العرفان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نورانی اور روشن تسلیمات کے تحائف جن کا رخ زیبا لباس الفاظ کے تکلف کا محتاج نہیں، سلطنت عرفان کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرنے کے بعد مخلصانہ التجا ہے کہ مکتوب ہذا کے ساتھ ایک فتویٰ ارسال خدمت ہے۔ اپنی رائے عالی کے موافق چند سطریں تحریر فرما کر اس نیاز مند کے نام روانہ فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔

والسلام کتبہ المسکین محمد اکرام الدین بخاری عفی عنہ

کیا فرماتے ہیں: علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی حقیقی بہن کا دودھ پیا ہے۔ اس شخص اور اس کی بہن سے اولاد پیدا ہوئی ہے۔ یہ بھائی بہن اپنی اولاد کا آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی اولاد کا نکاح شرعاً آپس میں درست ہے یا نہیں؟۔

محمد اکرام الدین بخاری عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۱/۴۸۸)

حضرت سید ابراہیم میاں صاحب محلہ میدان پورہ، ہردوئی، بلگرام

(۱)

از بلگرام

۱۴ ؍ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ

شب سہ شنبہ ۱۲؍ رمضان المبارک کو ہم لوگوں کی آنکھ قریب ساڑھے چار بجے کھلی۔ جلد جلد ہم لوگوں نے کھانا یعنی سحری کھا کر حقہ پی رہے تھے کہ یکا یک اذان ہوگئی۔ فوراً کلی کر کے اور کاموں میں مصروف ہو گئے۔ صبح کو ایک بزرگ سے سب حال کہا گیا، انہوں نے اس قسم سے کلمات کہے۔ جس سے ابطال صیام معلوم ہوا نہایت تشویش ہوئی۔ جب ہم لوگوں نے جان لیا کہ روزہ یقیناً نہیں ہے تب ہم چند آدمیوں نے دن کو یعنی ۱۲؍ بجے اسی ماہ کھانا کھالیا اور یہ امر تخمیناً دس آدمیوں سے واقع ہوا۔ یعنی روزہ کھول لینا، بعد کو اور لوگوں سے ذکر ہوا تو ان لوگوں نے تنبیہ کی اور کہا کہ کھانا کھانا مناسب نہ تھا۔ استطاعت کفارہ نہیں حتی کہ دو ماہ متواتر روزے رکھنے کی بھی بظاہر قدرت نہیں۔ اب جیسی رائے ہو مطلع فرمایا جائے۔

(سید ابراہیم میاں عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۵۱۶/۱۰)

حضرت مولانا محمد امانت الرسول صاحب

محلّہ پیلا تالاب، رام پور

(۱)

از رامپور

سوتیلی ماں کو اگر باپ تین طلاقیں دے دے۔ لڑکا اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ مدلل تحریر ہو۔

(محمد امانت الرسول عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۱/۴۳۹)

اہلیہ شاہ ابوالحسین مرحوم محلّہ مولوی مکان عطا احمد

بدایوں، یوپی

(۱)

از بدایوں

۷؍ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ

حضرت جناب مولانا صاحب!

بعد سلام سنت واضح ہو مجھ کو سخت ضرورت و انتشار برائے دریافت ایک امر واقع ہوگیا، وہ یہ ہے کہ میں اس سال جو حج بیت اللہ کو جاتی ہوں، تو بارادۂ حج بدل اپنے پیرو مرشد جناب نانا صاحب حضرت شاہ آل رسول صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاتی ہوں۔ مارہرہ آکر ایک امر جدید دریافت ہوا کہ جس سے آج تک اور اب تک بے خبر محض تھی۔ وہ امر یہ کہ جناب مرحومہ مغفورہ والدہ صاحبہ جو بیت اللہ تشریف لے گئی تھیں۔ وہاں جا کر ان کو مرض الموت پیدا ہوا اور بتاریخ آٹھویں ذی الحجہ مقام منٰی پہونچ کر انتقال ہوگیا اور حج نہیں ہوا، تو مجھ پر اب حج والدہ مغفورہ لازمی ہوگیا۔ چونکہ میں اپنے ہمراہ بوجہ محرمیت برادر زادہ کو لیے جاتی ہوں۔ جس کی عمر ۱۹ سال کی ہے اور اول مرتبہ یہ برادر زادہ بیت اللہ جاتا ہے، تو دریافت طلب آپ سے یہ امر ہے کہ میں اس بچہ سے حج والدہ مغفورہ کرادوں اور خود بعوض پیرو مرشد کروں اور میں سابق میں اپنے شوہر اور اپنے والد مغفور کا حج کر کے آئی ہوں اور میرا ذاتی حج عرصہ اٹھارہ سال ہوا کہ ہو چکا تھا۔ اگر برادر زادہ سے حج والدہ مرحومہ نہ ہوسکتا ہو تو میں خود قیام کر کے ایک سال تک دونوں حج مرشد و والدہ ادا کروں۔ ان امور کا جواب جلد مرحمت ہو۔

(اہلیہ شاہ ابوالحسین)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۱۰/۶۵۸)

جناب قاضی اشفاق حسین صاحب لمکن، ضلع بریلی، یوپی

(۱)

از ممکن بریلی

۲۲/صفر المظفر ۱۳۱۶ھ

فتوائے شخصے مجہول غیر مقلد کہ تین طلاقیں ایک جلسہ میں ایک ہی طلاق ہے۔ حضرت ارشاد فرمائیں کہ یہ فتویٰ صحیح ہے یا نہیں اور اس پر عمل جائز ہے یا نہیں؟ فقط حضرت پر اطمینان ہے جو حکم ہو اس پر عمل کریں۔

والسلام

(قاضی اشفاق حسین عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۳۹۵/۱۲)

جناب امام الدین، ڈاکخانہ رام نگر، ضلع بنارس۔ یوپی

(۱)

از بنارس

مورخہ ۱۶ / جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں: علمائے دین اس بارے میں کہ:

الف: ایک شخص سے اثنائے گفتگو میں اس کمترین نے یہ کہہ دیا کہ حقیقی تعلیم اسلامی پر عمل پیرا ہو کر آدمی حضرت پیران پیر دستگیر سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہمسر ہو سکتا ہے۔

ب: اس بات کے کہنے کی جرأت کمترین کو اس خیال نے دلائی کہ چونکہ تعلیم ربانی قرآن مجید اور جو تعلیم نبوی حدیث شریف حضرت ممدوح علیہ الرحمہ کیلئے تھی، وہی اب تک محفوظ و موضوع تمام مسلمانوں کیلئے عام ہے۔

ج: کمترین نے حصہ الف میں جس امر کا اظہار کیا ہے وہ نہ پہلے اس کا عقیدہ تھا، نہ اب ہے۔ یہ محض اس خیالات پر مبنی ہے، جس کا ذکر حصہ (ب) میں ہے۔

د: کمترین نے گذشتہ جمعۃ المبارکہ کو اپنے یہاں کی جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ اسے اپنی صریح غلطی تسلیم کر لی اور جیسا کہ حصہ (ج) میں ظاہر کر چکا ہے کہ کمترین کا ہرگز یہ عقیدہ پہلے کبھی تھا نہ ہے۔ یہ محض کمترین کے علم و عقل کا نتیجہ تھا جسے کمترین اپنی غلطی تسلیم کرتا ہے۔ مگر اب تک کمترین کے یہاں کے مسلمان اس کو وہابی اور دیگر نہایت ہی دل خراش طعن و تشنیع کر رہے ہیں۔ کمترین کو کیا کرنا چاہیے۔

(محمد امام الدین عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ، طبع بمبئی ۱۱/۳۱)

(۲)

از بنارس

۵؍رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

جب احقر کا حافظہ ہو گیا، تو لوگوں نے اسی سے پڑھوایا۔ مسجد کے پیش امام صاحب نے بخوشی ۵؍روپے احقر کو عنایت کئے۔ جسے احقر نے اسی وقت اپنے استاد مکرم کی نذر کر دی۔ میرے ایک مکتبی بھائی کی خواہش تھی کہ ان پانچ میں سے چندۂ تبرک میں کچھ دوں۔ مگر حضرت استاذی کی حالت بمقابلہ تبرک قابل ترجیح معلوم ہوئی لہٰذا میں نے چندۂ تبرک میں اس میں سے کچھ نہ دیا۔ دوسرے سال معلوم ہوا کہ اب کے سال امام صاحب ۷؍دیں گے۔ پھر سنا گیا کہ ۵؍ ہی دیں گے۔ اس پر قوی خیال کی بنا پر سمجھا گیا کہ انہیں مکتبی بھائی صاحب کی بدولت پانچ کر دیا گیا ہے۔ جن کی غرض کے مطابق چندۂ تبرک میں نے نہیں دیا تھا۔ اسلئے میں نے ان سے شکایت کی کہ استاذ میرے بھی ہیں اور آپ کے بھی۔ پھر آپ ان کی بھلائی کے بجائے ان کی نقصان رسانی کے درپے کیوں ہیں؟ اس پر بات بڑھی اور امام صاحب مسجد کے کانوں تک پہنچی۔ اس کے بعد مجھے روپئے کی گفتگو پر سخت افسوس ہوا اور دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں میرا ثواب نہ زائل ہو جائے۔

اس لئے میں نے باعلان کہا کہ صاحبو! میں کوئی اجرت نہیں مقرر کرتا، یہ جس قدر باتیں ہوئی ہیں بھائی صاحب سے بات بڑھانے کے سبب ہوئی پھر ختم کے دن امام صاحب نے سات ہی روپے دیئے۔ جنہیں لیتے وقت احقر کے دل کی عجب حالت تھی۔ مگر بخیال نفع استاد مکرم کیلئے اور اسی وقت ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تاہم مجھے ہر وقت اس کا خطرہ رہتا ہے کہ گو ہم اپنے لئے نہیں لیتے، پھر بھی لیتے ہیں لیکن اس خیال سے کہ اب استاذ مکرم کو بھروسہ رہتا ہوگا کہ اسے سات روپے ملیں گے اور یہ مجھے دے گا اور پھر اس سے میرا فلاں فلاں کام چلے گا۔ لینے سے انکار کرتے بھی نہیں بنتا۔ شبینہ کیسا ہے؟ جو ایک دن میں چند حفاظ مل کر ختم کرتے ہیں۔

(محمد امام الدین عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۷/۴۷۱)

جناب حافظ محمد ایاز صاحب، قصبہ نجیب آباد، ضلع بجنور، یوپی

(۱)

از نجیب آباد

۲۰ رصفر المظفر ۱۳۳۲ھ

حضور میں نے پہلے استفتاء میں بابت حج بیت اللہ شریف یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جس کے پاس مال رشوت وغیرہ کا شامل ہے اس کو چاہئے قرض لے کر حج ادا کرے۔ انتہی۔

اب آئندہ یہ ارشاد فرمائیے کہ وہ قرضہ کہاں سے ادا کرے؟ معترض کہتا ہے کہ اول تو جب رشوت وغیرہ کا روپیہ اس کی ملک نہیں ہے، تو اس کے پاس اور کچھ نہیں اور قرض لے کر حج فرض ادا کرنے کی ممانعت ہے اور بالفرض اگر قرض لے کر حج کے واسطے رکھا اور اپنے روپئے سے جو رشوت وغیرہ کا اس کے پاس ہے اس سے قرض ادا کردیا تو وہ کیا ہوا اسی اپنے روپئے کی وجہ سے تو اس نے قرض لیا تھا۔ لہٰذا یہ روپیہ بھی بعینہٖ اپنے ہی روپئے کی مثل ہوا، تو اس کے واسطے دلیل وثبوت کافی ارشاد ہو کہ تسکین ہو جائے۔ یہ شخص حج کے واسطے جانے کا بہت ہی مشتاق ہے۔

(محمد ایاز عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۰/ ۷۰۹)

جناب امداد علی صاحب رجمنٹ، اکس فورڈر جمنٹ، کوہ سبھاتھو

(۱)

ازکوہ سباتھو

۱۸؍ربیع الاول ۱۳۲۲ھ

عالم علوم ظاہری و باطنی دام فیوضکم۔ تسلیم بعد تعظیم۔

جناب عالی یہاں ایک امر میں دو فریق بر سر جنگ ہیں وہ یہ کہ وقت نکاح زید کو خوشبو لگانا، پھولوں کا گلے میں ڈالنا مسنون ہے یا ممنوع؟ یہاں ایک مولوی کشمیری پھولوں کا گلے میں ڈالنا ناجائز فرماتے ہیں اور بہت زور دیتے ہیں لہٰذا امیدوار کہ جناب از راہِ شفقتِ بزرگانہ جو بات حق ہو جواب سے مشرف فرمایئے گا۔

(محمد امداد علی عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ، طبع ممبئی ۹/۲۲۵)

جناب محمد اکرم حسین، ہردوئی، یوپی

(۱)

از ہردوئی

۲۵؍جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ

ایک صاحب نے روبرو یہ مسئلہ بیان کیا کہ اگر کسی شخص کی عورت یا عورت کے شوہر کا انتقال ہوجائے تو شوہر عورت کو اور عورت شوہر کو غسل نہیں دے سکتی ہیں۔ غسل کیا معنی، بلکہ چھو نہیں سکتے ہیں۔ خواہ غسل دینے والے موجود ہوں یا نہ ہوں کیونکہ نکاح دنیا تک ہے۔ جب دو میں سے کسی کا انتقال ہوگیا نکاح فسخ ہوگیا۔ جب نکاح فسخ ہوگیا تو عورت مرد کو اور مرد عورت کو چھو نہیں سکتا ہے۔ اس پر چھونا حرام ہوگیا۔ آیا ایسا ہوسکتا ہے؟ مکلّف ہوں کہ بہت جلد جواب سے سرفراز فرمایا جاؤں۔

(محمد اکرم حسین عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۹/۹۵)

جناب احمد سوداگر، پارچہ بنارسی، محلّہ مداردروازہ، علی گڑھ۔ یوپی

(۱)

ازعلیگڑھ

۴ر ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

مردہ کو جو پڑھ کر کلام مجید یا درود شریف یا کھانا مساکین کو کھلائیں یا کپڑا خیرات کریں تو اس کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے یا نہیں؟ اور وہ کس صورت میں مردہ کو پہنچتا ہے اور مردہ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس کے فلاں شخص یا عزیز نے بھیجا ہے یا نہیں معلوم ہوتا ہے اگر معلو ہوتا ہے، تو کس طریقہ سے۔

فقط

(احمد سوداگر عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۹/ ۶۰۰)

(۲)

از علی گڑھ

۴؍ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

زید تین مرتبہ یٰسین شریف اور ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ، تین مرتبہ سورہ اخلاص، اور ایک سو مرتبہ درود شریف اور اس کے علاوہ جو کچھ ہو سکتا ہے پڑھ کر بخشتا ہے اور دعا اس کے واسطے مغفرت کے کرتا ہے وہ اس کو پہنچتا ہے یا نہیں؟ اور یہ دعا اور اس کا پڑھنا اس کی مغفرت کو کافی ہے یا نہیں؟ اگر کافی نہیں ہے تو موافق شرع شریف کے کوئی عمل یا دعا، تحریر فرمایئے تاکہ اس کے پڑھنے سے ہندہ کی مغفرت کو کافی ہو۔

فقط (احمد سوداگر عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۶۰۰/۹)

جناب الٰہی بخش صاحب۔ محلّہ لارڈ پورہ۔ کوٹہ، راجستھان

(۱)

از شہر کوٹہ

۱۸؍ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

حضرت مولانا صاحب! واقعات کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) مسجد کے پیش امام کو محلّہ میں ایک جگہ پر فاتحہ و ایصال ثواب کیلئے بلائے گئے۔ چند عورتیں تھیں۔ گھر کا دروازہ بند کر کے کہا بیوی صاحبہ کی فاتحہ پڑھ دو۔ ملاجی نے کہا کہ پردہ کر کے یا کپڑے سے بند کر کے دلانا، یہ عورتوں کا مسئلہ ہے۔ شریعت میں ایسا نہیں ہے۔ خیر کپڑہ ڈال دو مگر کھانا تو سامنے رکھو۔ خیر بند کر کے بھی کھانا سامنے نہیں رکھا گیا۔ تھوڑا سا دروازہ کھولا گیا، پردہ کر دیا گیا۔ ملاجی نے فاتحہ پڑھ دی عورتیں کہنے لگیں، یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ اب بیوی کی پڑھو اور اسی طرح سے علی کی پڑھ دینا۔

ملاجی ناراض ہو کر بولے کہ تم خلاف قاعدہ اور خلاف اصول شرع فاتحہ دلاتی ہو۔ اس طرح سے میں نہیں دے سکتا۔ میرے عقیدے میں خلل ہوتا ہے۔ میں اپنا اسلام نہیں بیچ سکتا ہوں۔ یہ کہہ کر مکان پر چلے آئے۔ بعد میں ایک عورت نے ملاجی کو بہت سخت و سست کہا اور لعن وطعن کی، انہوں نے صبر کیا۔ دلی مطلب ملاجی کا یہ تھا کہ سلف سے جو طریقہ فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب کا چلا آتا ہے اور تمام بزرگان

دین ایصال ثواب کرتے چلے آئے ہیں۔ وہ بات ہونا چاہئے۔ نئے نئے طریقے کیوں نکالتی ہو؟ جس پر اس عورت کے بعض عزیز بھی ملاجی پر ناراض ہوئے۔

یہ واقعات ہیں:-

(۲) یہ عورتیں حضرت بی بی فاطمہ خاتون جنت کی فاتحہ پر پردہ ڈال کر یا کپڑا ڈال کر امہات المومنین، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور جملہ پیغمبروں کی بیویوں سے علیحدہ دلاتی ہیں اور چند قیدیں لگاتی ہیں کہ سوائے شوہر والی کے بیوہ یا عقد ثانی والی یا مرد یہ کھانا نہ کھائیں۔ آیا اس کا ثبوت کہیں شریعت سے بھی ہے، یا نہیں؟ جیسا ہو ویسا بحوالہ کتاب تحریر فرمائیں۔

(۳) حضورت کی نیاز یا صحابہ کی نیاز بھی پردہ کر کے یا کپڑا ڈال کر دلانے کا کہیں حکم ہے۔ یا ویسے ہی لغو ہے اور جو لوگ امام مسجد یا کوئی دوسرا شخص کسی کے کہنے سے اس کام کو نہ کرے تو کیا وہ مستحق لعن ہے؟ جیسا ہو، ویسا حوالہ کتاب تحریر فرمائیں۔

(۴) یہاں پر اکثر شب برات یا عید بقرہ یا عید الفطر یا شادی بیاہ دیگر خوشی کے وقت دودھ روٹی یا تھوڑا تھوڑا کھانا الگ الگ رکھ کر فاتحہ دلاتی ہیں اور کہتی ہیں اس پر میرے دادا کی، باپ کی، یا فلاح کی دیدو۔ شرع شریف میں یہ بات جائز ہے یا ناجائز؟

(الٰہی بخش عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۹/۱۱، ۶۱۰)

جناب الٰہی بخش، کاریگر، ستار گنج، ڈاکخانہ خاص، نینی تال، یو پی

از نینی تال   (۱)

ہادی دین شرع متین جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام مجدہم

بعد سلام علیکم دست بستہ کہ التماس ہے۔ آپ کی ذات مجمع کمالات ہم عاصیوں کیلئے باعث افتخار ہے اور ہر مشکل مسئلہ میں آپ سے عقدہ کشائی ہوکر کار ثواب میں داخل ہوکر کار نیک کے پابند ہوسکتے ہیں۔

(۱) ایک عورت بیوہ نے اپنی لڑکی نابالغ کو لڑکے کی زوجیت میں دیا۔ بعد تھوڑی مدت میں وہ لڑکی نابالغ مرگئی۔ بعد تھوڑی مدت کے اس عورت نے جو بیوہ پہلے سے تھی۔ اب اس نے اپنے داماد سے نکاح کرلیا ہے اور اس نکاح سے اب ایک بچہ موجود ہے۔ آیا یہ نکاح درست ہے یا حرام ہے؟

(۲) ایک شخص نے ایک عورت بیوہ سے نکاح کرلیا۔ اس عورت بیوہ کا جو پہلا خاوند تھا۔ اس سے ایک لڑکا تھا۔ جواب عورت کے دوسرے نکاح کرنے پر ہمراہ آیا تھا۔ وہ لڑکا جوان ہوکر مرگیا اور اس کی ماں بھی مرگئی۔ اب ان جوان لڑکے کی بیوی بیوہ ہے اور اب اس لڑکے کا باپ یعنی اب سوتیلا ہے اور یہ سوتیلا باپ اس سوتیلے لڑکے کی بیوہ بیوی کو یعنی اب اپنی سوتیلی بہو کو یعنی اب سوتیلے بیٹے کی بیوی بیوہ کو نکاح میں لانا چاہتا ہے اور حرام بھی کیا ہے اور اس وجہ

سے وہ بیوہ بہو حاملہ ہے اور اس کا حمل قریباً چار ماہ کا ہے اور اسی قدر عرصہ اس کے خاوند کو مرے ہوئے گزرا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعد مرا اپنے سوتیلے بیٹے کے وہ شخص اپنی سوتیلی بہو کے ساتھ فعل کرتا رہا ہے۔ اب یہ نہیں معلوم کہ حمل بیٹے کا ہے یا باپ کا۔

البتہ قرین قیاس یہ ہے کہ سوتیلے بیٹے کا یعنی اس کے شوہر کا ہے۔ کیونکہ اس کے شوہر کو مرے ہوئے بھی عرصہ چار ماہ کا گزرا ہے آیا بعد وضع حمل کے نکاح ہونا یعنی سوتیلے بیٹے کی بیوہ بیوی سے خسر سوتیلے کا جائز ہے یا نہیں؟ والسلام

دوسرے مسئلہ کا اصل قصہ مختصر یہ ہے کہ سوتیلے بیٹے کی بیوہ بیوی کو سوتیلا خسر اپنے نکاح میں لاسکتا ہے یا نہیں؟

(محمد الٰہی بخش عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۱/۴۳۸)

جناب اللہ یار خان وخداداد خاں صاحب

مکان احسان اللہ وکیل ڈاکٹر اللہ یار خان، متصل گرجا گر، نئی سڑک، کانپور

(۱)

از کانپور

۱۱ر ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

جناب مولانا صاحب زیدت معالیکم فی الدارین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے تعجب ہے کہ آج کل ندوہ کی ایسی خراب حالت کیوں ہوگئی۔ میں نے وہاں کے مفتی صاحب کے نام سے ٹکٹ رکھ کر ایک استفتا بھیجا، مگر مطلقاً جواب نہیں دیا۔ ان سے اگر اس کا جواب نہیں ہوسکتا تھا، تو واپس کر دینا چاہئے تھا۔ نہ کہ دبا بیٹھنا۔ افسوس علماؤں کا نام بدنام کرنے کو جلسہ قائم کیا گیا ہے۔ بے شک

ع بدنام کنندہ نکونامی چندے۔

میرا تو پہلے ہی سے ارادہ تھا کہ آپ کے پاس بھیجوں مگر غلطی ہوئی کہ وہاں بھیج دیا۔ خیر، اب بعینہٖ آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں کہ آپ براہ نوازش جواب سے مشرف فرمائیے۔ جواب کیلئے ٹکٹ پیش خدمت ہے۔ زیادہ حد ادب۔

کیا فرماتے ہیں: علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کا علاتی بھائی اس کی عینی ماں اور ماموں کے مقابلہ میں ولی جائز ہے یا نہیں؟ وبرتقدیر ولی جائز ہونے کے اس کی عدم موجودگی میں بلا اطلاع ورضا لڑکی بالغہ کا بغیر کفو کے ساتھ ماموں اور اس کی ماں کا عقد کر دینا کیسا ہے اور نیز لڑکی کی ماں اپنے شوہر کا متروکہ دین مہر میں پا چکی ہے۔

(خداداد خاں عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۱/ ۶۱۸)

جناب محمد اسحاق صاحب، موضع گلمان پور، ڈاکخانہ رام کولا، ضلع سارن، بہار

(۱)

از سارن

۳۰ رشوال ۱۳۳۵ھ

ایک استفتاء جو حضور میں پیش ہے۔ دیوبند گیا تھا۔ فقط قرآن شریف کا حوالہ ہے۔ وہ ہم لوگ دیہاتی نہیں سمجھ سکتے کہ جب آدمی مرتد ہو جائے. تو اس کا کفارہ کیا ہے۔ لہٰذا التماس حضور میں ہے کہ جواب سے پورے طور سے خلاصہ مطلع فرمائیں کہ کفارہ کیا ہے۔ کس قدر ہونا چاہئے؟۔

(محمد اسحاق عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۱۴/۳۰۷)

جناب سید اعجاز احمد اسٹیشن ماسٹر، ریلوے ٹیلیگراف ٹرینگ اسکول، اوآر

ازاوآر

(۱)

۲۰؍رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

میرے تاجدار آقا: حضور کے سایۂ رحمت میں حق سبحانہ وتعالی اس کمینہ کو امان عطا فرمائے۔ ایک صاحب کہتے ہیں۔ جس کا ماحصل یہ کہ اعمال صالحہ کرنے سے کبھی نہ کبھی جنت میں جائے گا۔ اگر چہ کسی نبی یا خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے۔ اس پر یہ آیت پیش کرتا ہے۔ لا یحب اللہ پارہ سورۂ مائدہ ع ۱۰: ان الذین آمنو والذین ھادو والصابؤ ن و النصاری من آمن باللہ والیوم الاخر و عمل صالحاً فلا خوف علیھم و لا ھم یحزنون [۱]

گویا کہ نصاری یہودی وغیرہ اگر اللہ و روز آخرت پر ایمان لاویں اور نیک عمل کریں اگر چہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائیں، تب بھی جنت کے مستحق ہیں۔ میں نے اس شخص کو امنو باللہ و رسولہ اور نیز بعد کی آیت پڑھ کر سمجھایا کہ اول ایمان وعقیدہ ہے بعد کو اعمال صالحہ، اگر عقائد ٹھیک نہیں، اللہ تعالی

---

[۱] القرآن الکریم ۵/۶۹

کے محبوبوں کی عظمت دل میں نہیں، لاکھ اعمال صالحہ کرے، جنت کا مستحق نہیں۔ اس کے جواب میں وہ یہ آیت پیش کرتا ہے۔

حضور سے گزارش ہے کہ فوراً ہی اس کا رد اور اس آیت کے واضح معنی نیز بغیر مسلمان ہوئے لاکھ اعمال صالحہ کرے کسی طرح جنت کا مستحق نہیں۔ اس کا ثبوت کلام مجید کی آیات سے ہو، ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار ہے۔ گویا اس شخص کا ماحصل یہ کہ جو شخص مشرک نہیں اگرچہ کسی نبی پر ایمان نہ لائے۔ اس کو اعمال صالحہ اس کے کام آئیں گے۔ یعنی وہ جنت کا مستحق ہے۔ ورنہ کلام سے ثبوت مانگتا ہے۔

(سید اعجاز احمد عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۲۹۸/۱۴)

حضرت مولانا انوار الحق صاحب، مقام چونیاں، ضلع لاہور، پاکستان

(۱)

از چونیاں

۱۰/ ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ

انجمن مذکور کے اشتہار مذکور میں ہے جس جانور کے پیدائشی کان، دم نہ ہوں وہ جائز ہے ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے، نزدیک اور ناجائز ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک۔ مگر چونکہ وہ روایت اصول ہے اس واسطے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کے اوپر فتویٰ دیتے ہیں کہ جس جانور کے پیدائشی کان، دم نہ ہوں وہ جائز ہے۔

اب حضرت مولانا صاحب جواب خود تحریر فرمائیں کہ ایسا مذکورہ بالا جانور واقعی قربانی میں جائز ہے یا ناجائز؟ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اکثر فتاوٰں میں ایسے جانور کو ناجائز لکھا ہے۔ حضرت صاحب انجمن کے اشتہار شائع شدہ میں یہ دونوں مسئلے اسی طرح لکھے ہیں۔ آیا یہ دونوں مسئلے درست لکھے ہیں یا کہ نہیں؟ مفصل طور پر تحریر فرمائیں بحوالہ کتب معتبرہ۔

(محمد انوار الحق عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۲۰/ ۴۶۱)

(۲)

از لاہور

۱۴؍صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

اس شہر میں حلال خور یعنی چوہڑے در پردہ گائے ذبح کرا کے گوشت فروخت کرتے ہیں۔ بعض مسلمان ان سے خرید لیتے ہیں۔ اگر ان سے منع کیا جائے تو زید کہتا ہے کہ مولوی عبدالحی کے فتاویٰ میں لکھا ہے۔ اگر جانور کو مسلمان ذبح کرے اور فروخت کافر کرے تو کھانا جائز ہے۔ جب شریعت جائز کرتی ہے تو تم کیوں نفرت کرتے ہو۔ یا حضرت! چوہڑوں سے گوشت کھانا مسلمان کو بہت برا معلوم ہوتا ہے۔ برائے مہربانی تحریر فرمائیں کہ اگر جائز ہو تو نفرت نہ کی جائے۔ فقط

(محمد انوار الحق عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۲۸۸/۲۰)

(۳)

از چونیاں

۲؍ربیع الاول شریف ۱۳۳۴ھ

میں عریضہ لکھ کر دوبارہ یا سیدنا و مولانا و مرشدنا عرض کرتا ہوں کہ آپ ہم لوگوں میں مثل رسول و نبی کے ہیں۔ آپ ضرور ہم خاکساروں کی عرض سن کر جواب روانہ فرمائیں۔

(محمد انوار الحق عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۶۴۹/۱۳)

جناب سید امانت علی تھرڈ ماسٹر، مہاراجہ اسکول، اجمیر شریف، از ریاست کشن گڑھ

از کشن گڑھ (۱)

۷ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ

شادی وزندگی کا بیمہ کرنا یا کروانا جائز ہے یا ناجائز؟ آپ کے شاگرد رامپوری مولوی صاحب نے جو کہ اجمیر شریف میں عرصہ سے قیام پذیر ہیں دریافت کرنے پر یہ جواب دیا کہ میرے خیال سے تو یہ حرام نہیں ہے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ میرے مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب سے دریافت کر لینا چاہئے میں امید کرتا ہوں کہ آپ بافادۂ اہل اسلام بصورت فتوی ارسال فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں گے۔ اس بیمہ کا قانون بھی گورنر جنرل کی کونسل سے ۱۳۱۲ھ میں پاس ہو گیا مگر ہنوز اس پر کوئی اعتراض نہ ہوا۔ پراسپکٹس اردو سالانہ رپورٹ بزبان انگریزی جناب کے ملاحظہ کیلئے روانہ کرتا ہوں۔

(سید امانت علی عفی عنہ)

(فتاوٰی رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۱۷/۳۸۱)

جناب اللہ دیا شاعر، حویلی میاں خاں نزد مکان حکیم محمد انور صاحب، لاہور،

(۱)

از لاہور

۱۶ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

میں ایک حنفی المذہب شخص ہوں۔ میں نے ایک مجمع میں جس میں غیر مقلد و مرزائی وغیرہ شامل تھے یہ کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات لایزال ہے اور اس کو زوال نہیں جس پر انہوں نے مجھے کافر مشرک اور بے دین کہا۔ یہ بھی کہا کہ کسی عالم نے آج تک اس مسئلہ پر کچھ نہیں لکھا اس واسطے تم جھوٹے ہو۔

آپ کی خدمت اقدس میں عرض ہے کہ اس کے متعلق فتویٰ عنایت فرمائیں۔ میں نے لاہور کے چند علماؤں سے اس کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم راستی پر ہو اور انہوں نے مجھے فتوی بھی دیئے۔ اب میری یہ آرزو ہے کہ میں ان فتوؤں کو جمع کر کے چھپوادوں۔ چونکہ آپ ہماری جماعت حقہ کے حکیم حاذق ہیں ہمیں آپ کی ذات بابرکات پر بڑا فخر و ناز ہے۔

(اللہ دیا شاعر عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ جلد ۵۰/۱۱/۵۱)

جناب امام الدین صاحب، مسجد حاجی شکر اللہ مرحوم، نئی سڑک کانپور یوپی

(۱)

از کانپور

۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

زید خدا کی شان میں یہ کلمات توہینیہ کہتا ہے: گویا اب تو خدا اچھا خاصا ربڑ ہو گیا، آیا زید خدا کی شان میں ایسے کلمات توہینیہ کہنے سے کافر ہو گیا یا مسلمان رہا؟ مجھے چونکہ بجز حضور کی تحقیقات علمیہ کے تسکین نہیں ہوتی اس واسطے عریضہ خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے۔

(محمد امام الدین غفرلہ)

(فتاویٰ رضویہ، طبع بمبئی ۱۱/۴۷)

حافظ اکرام اللہ خاں صاحب، بذریعہ طفیل صاحب قادری، رضوی، برکاتی احمد حسن پور، مراد آباد، یوپی

(۱)

از حسن پور

۱۸/ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

''تقویۃ الایمان'' مولوی اسماعیل کے، فخر المطابع لکھنؤ کی چھپی ہوئی کے :۳۲۹/ پر جو عرس شریف کے تردید میں کچھ نظم ہے اور رنڈی وغیرہ حوالہ دیا ہے اسے جو پڑھا تو جہاں تک عقل نے کام دیا، سچا معلوم ہوا۔ کیونکہ اکثر عرس میں رنڈیاں ناچتی ہیں اور بہت بہت گناہ ہوتے ہیں اور رنڈیوں کے ساتھ ان کے یار آشنا بھی آتے ہیں اور آنکھوں سے سب آدمی دیکھتے ہیں اور طرح طرح کے خیال آتے ہیں۔ کیونکہ خیال بدونیک اپنے قبضہ میں نہیں۔ ایسی اور ساری باتیں لکھی ہیں۔ جن کو دیکھ کر تسلی بخش جواب دیجئے۔

سوال دوم: اور اس کتاب کے :۳۰۰ پر دربارہ علمِ غیب کے جو فتویٰ درج ہیں کہ مچھر مارنے کا آپ کو علم ہو جاتا ہے۔ اس کے جواب میں جو مولوی صاحب نے درج کی سورہ نمل آیت چہارم، پارہ ۷ سورۂ انعام آیت پنجم و سورۂ اعراف، سورۂ احقاف اور اس سے آگے حدیث شریف پیش کی ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو علم غیب کیا؟ کل کا بھی حال معلوم نہیں تھا کہ کیا ہوگا۔ حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ کہنا کہ شیطان کو علم زیادہ ہے اور آپ کو کم تو عرض ہے کہ بہت ساری باتیں ایسی ہیں کہ ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دی گئیں اوروں کو دی گئیں۔ مثل سلیمان علیہ

السلام کو تخت اور لڑائی کے واسطے گھوڑے اور اونٹ اور ہمارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں۔ پیدل چل کر لڑتے تھے۔ بہت ساری باتیں عرض حال ہے جس سے طول ہونے کا خیال ہے۔ تسلی بخش جواب بادلیل عنایت کیجئے اور وہ آیت مع ترجمہ جس سے کہ علم غیب معلوم ہوتا ہے اور حدیث شریف جس سے علم غیب پایا جاتا ہے اور وہ مثل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کہ جو تہمت لگائی گئی تھی اگر علم غیب ہوتا تو آپ کو کیوں خبر نہ تھی۔

سوال سوم: اگر کسی عورت کا خاوند شراب پیتا ہے اور شراب پی کر عورت سے جماع کرے تو اس عورت کو کیا کرنا چاہئے۔

سوال چہارم: اگر کوئی ہندو کوئی چیز میرے پاس نقد یا سامان رکھ گیا تو اس کو نہ دینا چاہئے جائز ہے یا ناجائز؟ یا کوئی چیز بھول گیا تو میں نے اس کو اٹھائی، تو دینا چاہئے یا نہیں؟ غرض ہندوؤں کا مال چوری دھوکا دے کر لینا جائز ہے یا نہیں؟

سوال پنجم: یہ جو مشہور ہے کہ عورت کو خواہشِ نفس مرد سے نو حصے زیادہ ہے۔ اس کا پتہ شریعت سے چلتا ہے یا نہیں؟

سوال ششم: کنگھا داڑھی میں کس کس وقت کیا جائے۔

سوال ہفتم: مولوی اشرف علی تھانہ بھون والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال ہشتم: وہ کونسی باتیں ہیں جن کی وجہ سے کتاب تقویۃ الایمان خراب ہے۔

(محمد اکرام اللہ خاں عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۱/۳۵-۳۶)

جناب حکیم محمد ابراہیم راندیری، یونانی ڈسپنسری، گلول اسٹریٹ، رنگون

(۱)

از رنگون

۲۷/ جمادالاولیٰ ۱۳۳۶ھ

اس بستی میں دستور ہے کہ قربانی کی کھالیں مسجد کے پیش امام کو دے دیتے ہیں اگر نہ دی جائے تو جھگڑا بھی ہوتا ہے اور پیش امام صاحب بھی یوں فرماتے ہیں کہ قربانی کی کھالوں کا میں حقدار ہوں ضرور مجھے دی جائیں اور اہل جماعت یوں کہتے ہیں کہ پیش امام صاحب کو قربانی کی کھالیں تبرعاً دینا جائز ہیں نہ کہ جبراً جب تبرعاً دینا جائز ہے تو کچھ حصہ قیمت چرم قربانی کا امام صاحب کو دیں گے اور کچھ حصہ دیگر مساکین کو دیا جائے تو زیادہ افضل ہے۔ پس اختلاف طرفین کی جانب سے ایک مولوی صاحب منصف قرار دیئے۔ منصف مولوی صاحب نے یوں حکم دیا کہ قربانی کی کھال سب کی سب مسجد کے پیش امام صاب کو دے دو اور کسی دیگر مساکین کو نہ دو۔ اس واسطے کہ وہ لوگ تمہاری حیات و ممات کے حقدار نہیں اور پیش امام صاحب پر جبراً لینے سے بھی گناہ نہیں اور گناہ واقع ہو تو میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ حشر کے دن اس گناہ کی جزاو سزا میں نے لی۔ تم لوگ بے خوف قربانی کے سب چمڑے پیش امام صاحب کو دے دو۔ حاضرین محفل میں سے کسی صاحب نے ان مولوی صاحب سے یہ عرض کیا کہ میں نے ایک گائے کی قربانی دی اور دو مسکینوں نے ایک ساتھ چمڑا مانگا ان کو دیا جائے یا نہیں؟ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ایک چمڑے کی قیمت یا چمڑہ دو مسکینوں

کو دینا مکروہ ومنع ہے۔ اس نے پھر کہا کہ دوسرا مسکین بھی تو سائل ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ دوسرے سائل کا سوال اس کی دبر میں جانے دو۔ اب سوال یہ ہے کہ:

(۱) اس طرح جبراً قربانی کی کھال پیش امام کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر جبراً لے لیا تو اس پیش امام کے حق میں حکم شرع کیا ہے؟

(۳) اور اسی طرح جو شخص جبراً لینے والے کی مدد کرے اس مددگار کے حق میں کیا حکم ہے؟

(۴) اگر کوئی شخص اس خیال سے کہ امام صاحب کو تنخواہ ملتی ہے قربانی کی کھال نہ دے تو اس شخص پر امام صاحب کو حاضرین مجلس کے ساتھ غضب خدا پڑنے کی بددعا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۵) اس منصف مولوی صاحب کے حق میں جس نے حشر کے دن مواخذۂ خداوندی کی ضمانت لے لی ہے کیا حکم ہے۔ نیز منصف مولوی صاحب ایک مسجد کے پیش امام ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۶) جو شخص حق کو باطل کرے اس کے حق میں حکم شرعی کیا ہے؟

(۷) ایک کھال کئی مسکینوں کو دینا جائز ہے یا نہیں؟۔

(محمد ابراہیم راندیری عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۲۰/۴۸۱،۴۸۲)

جناب منشی اعجاز احمد صاحب قیصرؔ مرادآبادی، کاتب مطبع اہلسنت و جماعت بریلی

(۱)

از بریلی

۵؍رجب المرجب ۱۳۳۵ھ

اس پر آپ کو قیصرؔ مسلمانی کا دعویٰ ہے سادکبھی یادِ خدا کرلیں، کبھی ذکرِ بتاں کرلیں۔

یہ بحر ہزج سالم ہے یا مزاحف مسبع۔ کریں اور کرلیں میں کیا فرق ہے اور کرلیں کی کیا فارسی ہوگی۔

(محمد اعجاز احمد غفرلہ)

(فتاویٰ رضویہ، طبع ممبئی ۲۰۸/۱۲)

جناب شیخ آفتاب حسین و شیخ حامد علی صاحبان، محلہ مرزاواڑی، اوجین

(۱)

از اوجین

۲۱ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلاة والسلام على رسوله محمد واله واصحابه اجمعين ۔

امابعد! گزارش خاکسار یہ کہ چند مسئلہ کتب فقہیہ امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ مثل ہدایہ وشرح وقایہ، وفتاویٰ قاضی خاں، ودرمختار، وردالمحتار، وفتاویٰ عالمگیری، وفتاویٰ سراجیہ، خلاف حدیث رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ منجملہ مسائل خلافیہ کے ایک یہ مسئلہ اس میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کی آیت کا پیشاب سے لکھنا جائز ہے۔ میں اس کا ثبوت دے سکتا ہوں۔ یہ عبارت کتب مذکورہ میں ہے یا اتہام، اس کے حق میں کیا حکم ہے۔ بیان فرمائیں۔

محمد رفیع الدین، شیخ آفتاب حسین غفرلہ

(فتاویٰ رضویہ طبع ممبئی ۹/۱۱۲)

جناب محمد امین وسلیمان محلّہ مدنپورہ، متصل دھتوریاپورہ، بنارس، یوپی

(۱)

از بنارس

۱۸ر شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ

شہر بنارس میں جس تاریخ کو آپ کا اشتہار ''جماعت رضائے مصطفیٰ'' کی طرف بابت نکاح کے جو آیا ہے اس پر مخالف لوگ اعتراض کررہے ہیں۔ ہم لوگ بہت پریشان ہیں۔ لہذا ہم نے دوسرے ہفتہ کو جو کاروبار بند کردیا، یہ مسئلہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ بند کرنے سے ہم کو کلمہ پڑھنے کے بعد نکاح دوبارہ کرنے کی ضرورت ہوگی اور ہم لوگوں کو خلافت کمیٹی سے حکم ہوا تھا کہ تم لوگ ہڑتال کردو۔ یعنی اپنا کاروبار بند کردو۔ جس میں سے کچھ لوگ مسجد میں دعا کرنے کیلئے گئے اور کچھ لوگ فضول ادھر ادھر گھومتے رہے۔

لہٰذا ہم کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایسے موقع پر جو لوگ دعا مانگنے کیلئے گئے تو ان کے واسطے کیا مسئلہ ہے اور جو لوگ فضول گھومتے رہے ان کے لئے کیا مسئلہ ہے۔ مگر خاص کر ہڑتال کی وجہ سے بند تھا بالکل کاروبار۔ مہربانی فرما کر جواب سے جلد مشرف فرمایا جائے۔

محمد امین وسلیمان

(فتاویٰ رضویہ، طبع بمبئی ۹/۵۶۶)

جناب ادخان شنواری، معرفت شیر جان صوبیدار، مینجر خیبر رائفل، قلعہ لنڈی، کوئل، ڈاکخانہ خاص، ضلع پشاور

(۱)

از قلعہ لنڈی

۲۴ر صفر المظفر ۱۳۳۸ھ

بخدمت جناب مولوی صاحب دام اقبالہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

التحیات میں انگلی سے اشارہ کرنا منع ہے یا جائز ہے۔ آپ مہربانی کر کے بندے کو تحریر کریں کہ نماز میں انگلی کا اشارہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کس کس طریقہ پر جائز ہے؟

ادخان شنواری غفرلہ

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۶/ ۱۹۰)

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب، پچی باغ، بنارس، یوپی

(۱)

از بنارس

۱۸/ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

عالم سنت واہلسنت، ناصر ملت، علامہ زمان، محقق دوراں، رأس العلماء، رئیس الفضلاء، حضرت مولانا الشیخ الحاج احمد رضا خاں صاحب۔ مجدد المائۃ الحاضرہ ادامہ اللہ تعالیٰ بفیوضہ الباطنہ والظاہرہ۔

(۱) دعوت ولیمہ اور طعام کے متعلق ظاہر الروایہ کا صرف یہ حکم ہے: رجل دعی الی ولیمة او طعام فوجدهناک لعبا او غناء فلاباس بان یقعدو یاکل کما فی الجامع الصغیر، لیکن شروح وفتاویٰ میں اس کے متعلق بہت سی قیدیں ہیں۔ چنانچہ عبارت ہدایہ یہ ہے کہ: ولو کان ذلک علی المائدة لا ینبغی ان یقعدان لم یکن مقتدی لقوله تعالیٰ: فلا تقعد ،الاٰیة وهذا کله بعد الحضور و لو علم قبل الحضور لا یحضر الخ، ملخصا و هکذا فی الدرو الکنز و الهدایة وقاضی خاں وغیرہا ظاہر روایت میں بناک عام ہے۔ منزل اور مائدہ دونوں کو شامل، مگر شروح وفتاویٰ میں تفریق کر کے جداگانہ حکم لکھا ہے۔ اسی طرح رجل عام ہے۔ عالم و جاہل سب کو شامل ہے۔ مگر فتاویٰ میں تفصیل کر کے دونوں کا حکم علیحدہ لکھا۔ علی ہذا علم قبل الحضور اور بعد الحضور سے احکام

مختلف ہو جاتے ہیں۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ظاہر روایت میں شارحین کی یہ تقییدات معتبر ہوں گی یا نہیں؟ اگر معتبر ہیں، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شارحین علیہم الرحمہ کی تقیید کے موافق جب یہ مسئلہ ہے کہ اگر عامی دعوت میں جائے اور وہاں لعب وغنا پائے۔ اگر مائدہ کے پاس ہو، تو چلا آئے اور اگر منزل میں ہو، تو کھالے۔ حالانکہ حرمت استماع ملاہی دونوں صورتوں میں پائی جاتی ہے۔ پھر تشقیق کا حاصل کیا ہے؟ اسی طرح علم قبل الحضور کی صورت میں عام وخاص سب کیلئے ممانعت عام ہے کہ نہ جائے۔ اس صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا شرکت کی ممانعت اسی وقت ہے جب کہ کھانے کے وقت لعب وغنا کا وجود ہو اور اگر کھانے کا وقت گزار کر دوسرے وقت لعب وغنا کا وجود ہو، مگر کھانے کے وقت نہ ہو، تو جائز ہے۔ اگر یہ صحیح ہے، تو سوال یہ ہے کہ نفس ارتکاب مناہی وملاہی میں دونوں برابر ہیں۔ وجہ تفریق کیا ہے؟ بعض لوگ دوپہر کو کھانا کرتے ہیں اور شام کو برات میں تمامی خرافات باجے وغیرہ رکھتے ہیں۔ تو کیا اس کے یہاں علم قبل الحضور کی صورت میں جائز ہوگا؟

(۲) زید کہتا ہے کہ فی زمانا جو دعوتیں دی جاتی ہیں۔ اس میں عموماً فخر و تطاول وانشاء الحمد کا خیال ہوتا ہے اور فقہا اس قسم کی دعوتوں کو منع فرماتے ہیں۔ لہذا وہ کسی دعوت میں نہیں جاتا۔ اس کا یہ فعل کیسا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ آج کل حبوب طعام کی بہت بے قدری ہوتی ہے؟۔

(محمد ابراہیم غفرلہ القوی)

(فتاوی رضویہ، طبع ممبئی ۵۷۳/۵۷۲/۹)

برہان ملت مولانا محمد برہان الحق صاحب رضوی، محلہ اپرین گنج جبل پور، ایم پی

(۱)

از جبل پور

حضور پر نور بعد سلام نیاز گزارش صحنوہ کبریٰ نکالنے کا کیا قاعدہ ہے۔ ایک بار پہلے ارشاد ہوا تھا، مگر غلام بھول گیا۔

محمد برہان الحق عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۳۱۴/۵)

جناب منشی برکت شیر خاں صاحب، ایڈیٹر اخبار ہمدرد، میرٹھ

(۱)

از میرٹھ

مخزن فضائل جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب دام مجدکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آج سید صوفی جان صاحب چشتی صابری سے ملا۔ میرٹھ کے عوام الناس اور رؤسا پر عموماً اور خان بہادر حافظ عبد الکریم صاحب رئیس لال کرتی اور ان کے فرزنداں وغیرہ پر خصوصاً ان کا بہت بڑا اثر ہے اور یہ لوگ ان کے بڑے معتقد اور ماننے والے ہیں۔ چونکہ مولوی محمد حسین صاحب الہ آبادی اکثر سید صوفی جان صاحب کے یہاں ٹھہرتے ہیں اور سلسلہ خاندان ان ہر دو صاحبان کا ایک ہی ہے اس لئے باہم رابطہ اتحاد زیادہ ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب کے خیالات جیسی ندوہ کے طرف سے ہیں وہ آپ پر ظاہر ہیں، ان کا اثر سید صوفی جان صاحب پر پہلے سے ہی پڑا ہوا تھا اور وقتاً فوقتاً میرے مواجہہ میں تذکرہ آچکا۔ صوفی صاحب نے فرمایا مخالفین صادق تشریف لائیں۔ خوش بیان چندہ عالم اپنے وعظ سے قلوب عوام پر اثر ڈالیں۔ تاکہ عملی نتیجہ پیدا ہو۔

ہر چند کہ جلسہ ندوہ کے حامی و مددگار صرف سوداگرانی صدر بازار ہیں۔ شہر کے رؤسا و لال کرتی کے خاں بہادر اس میں شریک نہیں ہیں۔ لیکن اس کے عیوب سے بہت لوگ ناواقف ہیں۔ اس لئے ضرور صوفی صاحب کے ارشاد سے مجھے اتفاق ہے اور غالباً آپ کو بھی اتفاق ہو۔ مولوی احمد حسین صاحب امروہوی یہاں مدرسہ اسلامیہ و

قومی طلبا کا امتحان لینے تشریف لائے تھے۔ ان کا ایک وعظ خاص مدرسہ اسلامیہ میں ہوا۔ انہوں نے کنایۃً واشارۃً اور فہیم لوگوں کے نزدیک علانیہ جلسہ ندوۃ کی مخالفت کی۔ اس کا اثر بھی ایک بڑی جماعت پر ہوا اور مولوی احمد علی صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامیہ و دیگر مدرس اور قریب قریب تمام علمائے دیوبند اول ہی سے اس کے مخالف ہیں اور ان لوگوں کے معتقد تھے۔ یہاں تھوڑے عرصے سے ایک کمیٹی اسلامیہ قائم ہوئی ہے۔ وہ بھی جلسہ ہذا کی سخت مخالف ہے اور اس کے بعض ممبران کے پاس آپ کے مصنفہ رسائل بھی ہیں۔ جن کو وہ کسی قدر شائع بھی کرتی ہیں۔ مولوی ابوالحسن جوہر ایڈیٹر پولس نیوز سے آپ کی خط و کتابت ہے۔ ان کو بھی لکھئے کہ وہ میری مدد کریں اور حکیم مقرب حسین خاں صاحب ممبر کمیٹی کو اپنا حامی بنائیں۔ کیونکہ ہم کو ایسے معزز اشخاص کی سخت ضرورت ہے۔ جلسہ والوں نے اپنا حامی انسپکٹر پولس کو بنایا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایسی صورتیں بھی پیدا کریں گے کہ حتی الامکان آپ صاحب ان کی مخالفت کیلئے سدراہ نہ ہوں۔ مگر وہ نہیں سمجھے کہ ہم اپنی سچائی پر خدا پر بھروسہ کر کے لڑ رہے ہیں۔ سچ کا وہی حامی ہے اور رہے گا۔ بریلی وغیرہ میں اس قسم کے انتظام کئے تھے، تو کیا رک گئے تھے۔ مگر بظاہر اسباب ایسے پیدا کرنا ضرور چاہئے۔ ندوہ کے بارے میں آج تک جس قدر رسائل آپ نے ارقام فرمائے ہیں، ان کی پانچ پانچ جلدیں اور جو آپ کی تازہ تصانیف ہوں، ان کا ایک ایک نسخہ خاکسار کیلئے واپسی ارسال فرمائیں اور جو کچھ میرے لائق کار خدمت ہو، اس کیلئے میں حاضر ہوں۔

(برکت شیر خاں ایڈیٹر ہمدرد، میرٹھ)

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا ص: ۱۶/ ۱۷)

جناب بولاقی خاں بریلی شریف، یوپی

(۱)

از بریلی شریف

۱۳ ربیع الآخر ۱۳۱۲ھ

جناب مولوی صاحب!   سلامت!!

بعد آداب گزارش ہے کہ ایک ہمشیرہ اور تین ہم بھائی ہیں۔ جناب والد صاحب نے ایک عرصہ سے سب کام چھوڑ دیا تھا۔ جو مجھ کو میسر آتا تھا، حاضر لاتا تھا۔ ایک ہمشیرہ میری نابالغ تھی۔ اس کو میں نے اپنی محنت سے پرورش کر کے شادی کردی اور دونوں بھائی چھوٹے ان کو بھی پرورش کیا اور بھائیوں کی بھی شادی کردی۔ اب جو جائداد والد کے وقت کی ہے، وہ طلب کرتے ہیں۔ واجب ہے یا نہیں اور بعد گزرنے والد کے اور والدہ کے دونوں کو میں نے دفن کیا اور کوئی پیسہ ان کا خرچہ نہیں ہوا اور قریب دو سو روپے کے والد پر قرض تھے، وہ بھی میں نے دیئے۔ بھائی اور بہن خود تسلیم کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ شرعاً کس کو حق پہنچتا ہے۔

محمد بولاقی خاں عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ، طبع ممبئی ۱۰/۳۷۳)

حضرت مولانا برکات احمد صاحب وکیل دیوانی، محلّہ ذخیرہ، بریلی یوپی

(۱)

از محلّہ ذخیرہ

مولانا صاحب دام عنایتکم! سلام مسنون کے بعد عارض ہوں۔ ایک مسئلہ شرعی بتادیجئے، وہ یہ ہے کہ مہر کب واجب ہوتا ہے۔ اگر معجّل ہو، تو کس وقت؟ خلوت صحیحہ مہر کے واسطے ضروری ہے یا نہیں؟ اور خلوت صحیحہ کس کو کہتے ہیں۔ اس کی تعریف کیا ہے؟۔

(محمد برکات احمد عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۲/۱۴۱/۱۴۲)

جناب حافظ بشیر احمد خاں، محلّہ ملک احمد خاں، پیلی بھیت، یوپی

(۱)

از پیلی بھیت

۱۵ / رجب ۱۳۱۰ھ

جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ ایک لڑکی کا نکاح نابالغی میں باپ کی ولایت سے ہوا۔ اب وہ لڑکی بالغ ہوئی، وہ اپنے باپ کے فعل کو ناپسند کرتی ہے۔ باپ کی ولایت سے نکاح جائز ہے یا ناجائز ہے؟

فقط

محمد بشیر احمد خاں عفی عنہ

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۱/۵۴۲)

جناب رئیس بشیر محمد خان صاحب، دولت پور، ضلع بلند شہر، یوپی

(۱)

از دولت پور
۵؍شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ

از روئے شرع شریف کے شاہد کی کیا تعریف ہے اور کونسی شہادت شرع شریف میں مانی جاتی ہے؟

بشیر محمد خاں غفرلہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۸؍۹۳)

جناب سید پرورش علی صاحب سہسواں، ضلع بدایوں، یوپی

(۱)

از سہسوان
۲۸؍شوال ۱۳۳۹ھ

بخدمت فیض درجت خدا، ذوی الاحتشام، حضرت نعمان الزمان مولانا و بالفضل اولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت شموس افاداتہ بازغہ معروض باد۔

معراج میں ایک قطار اونٹوں کی کہ ہر ایک پر دو صندوق، ہر صندوق میں انڈے بھرے، ہر انڈے میں ایک عالم، مثل اس عالم کے اس قطار کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رواں ہی دیکھا۔ ابتدا انتہا نہیں دیکھی۔ حضرت کی درخواست پر منظور ہوکر اجازت دی اور انڈا کھولا گیا۔ حضرت ایک شہر کی ایک مسجد میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک واعظ حضرت خاتم النبین کا ذکر فرماتے تھے۔ واعظ نے یہ بھی کہا کہ حضرت اس جہاں میں ایک بار تشریف لائیں گے۔ سر اٹھا کر دیکھا اور قدسبوسی کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم تو بیشمار مگر خاتم ایک ہی ہے۔ یہ روایت کس کتاب میں ہے؟

سید پرورش علی غفرلہ

(فتاویٰ رضویہ، طبع ممبئی ۱۲؍۲۹۸)

حضرت مولانا محمد تقی صاحب پرتاب گڑھی، راندیر، ضلع خاندیش

از خاندیش

(۱)

مخدومنا مکرمنا مولوی صاحب دام مجدکم

بعد سلام سنت الاسلام آنکہ آنجناب کا فتویٰ مرسلہ پہنچا، فی الواقع اذان ثانی جمعہ خطیب کے سامنے مسجد سے باہر ہی ہونا سنت ہے اور یہی رواج سرور کائنات فخر موجودات کے زمانہ مبارک میں تھا۔ ابوداؤد کے سوائے دیگر کتب فقہ میں بھی ہے کہ باہر مسجد کے اذان ثانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں باہر ہوتی تھی۔ چنانچہ ابن الحاج اپنی مدخل میں لکھتے ہیں:

السنة فی اذان الجمعة اذا اصعد الا مام علی المنبران یکون الموذن علی المنار کذلک کان علی عھد النبی ﷺ وابی بکرو عمر۔ میں نے اس کا رواج یہاں جامع مسجد میں دینا چاہا ہے۔ کوشش بھی کیا ہے۔

فقط

محمد تقی عفا اللہ عنہ پرتا بگڈھی، مقیم راندیر ضلع خاندیش

(ہفت روزہ "دبدبہ سکندری" رام پور ۲۰؍ جولائی ۱۹۱۴ء ص: ۵)

ڈاکٹر سید محمد تجمل حسین صاحب، مقام قصبہ بلرام پور، ضلع گونڈہ، یوپی

(۱)

از بلرام پور

مخدوم ومکرم بندہ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب

بعد سلام علیک کے التماس ہے کہ میں نے ایک مکان رہن یا قبضہ لیا۔ تین سو روپے مہینے اور یہ مکان اور دوکان ایک ہندو کا ہے اور اسی شخص نے پھر مجھ سے یہ مکان دکان تین روپے مہینے پر کرائے پر لے لیا ہے۔ میعاد دو سال کی ہے۔ مگر شرط یہ بھی دستاویز مذکور میں ہے کہ اگر اندر دو سال کے مکان دکان نہ چھڑا سکے، تو رہن نامہ بجائے بیعانہ کے سمجھا جائے۔ مجھ کو یہ علم نہ تھا کہ یہ فعل ناجائز ہے۔

براہِ بندہ نوازی اس مسئلہ سے مطلع فرمایئے کہ جو کرایہ نامہ میں نے لکھا ہے، وہ روپے لوں یا نہ لوں۔ جائز ہے، لینا یا نہیں اور وہ روپیہ کسی غریب یا کسی حاجت مند کو دیا جا سکتا ہے یعنی کسی کام میں یہ روپیہ کرایہ کا صرف ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر یہ روپیہ کسی کام میں آ سکتا ہے۔ تو خیر اور اگر کسی کام میں نہیں آ سکتا، تو اتنے روپے کو کیا کیا جائے یا جس کے یہ روپیہ ملے، اسی کو واپس کیا جائے۔ جواب صاف مرحمت ہو۔

ایک شخص مجھ سے کہتا ہے کہ اگر یہ روپیہ ناجائز ہے اور آپ اپنے صرف میں نہیں لا سکتے ہیں، تو میں قرضدار ہوں، جس کی ادا میرے امکان سے باہر ہے۔ مجھ کو دے دیجئے کہ میں قرضہ ادا کروں۔

(محمد تجمل حسین عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ، طبع ممبئی ۱۰/۲۹)

جناب تیغ علی صاحب، محلہ مراد پور، ضلع گیا

(۱)

از گیا

۲۱؍ جمادی الآخرہ ۱۳۳۶ھ

جناب مولانا قبلہ ہادی صراط مستقیم دام افضالکم

بعد سلام مسنون ملتمس خدمت ہے کہ حضور نے بجواب استفتائے ہذا ارشاد فرمایا ہے کہ صورت مذکورہ بالا محض ناجائز وحرام ہے اور مدرسہ دیوبند کا فتویٰ بجنسہ ارسال خدمت کر کے امیدوار کہ کس حکم پر عمل کرنے کا حضور والا سے ارشاد ہوتا ہے اور جناب مولانا سجاد حسین صاحب بہاری مدرس اول وناظم مدرسہ انوار العلوم کا فتویٰ بموجب اقوال فقہاء حضور کی مطابقت میں ہے۔

سوال: جس گورستان میں بوجہ کمی زمین وکثرت دفن مردگان یہ حالت ہوگئی کہ نئی قبریں کھودنے پر کثرت سے مردوں کی ہڈیاں نکلتی ہوں، بصورت موجود رہنے دوسرے گورستان متصل اس کے جوان سب شکایتوں سے پاک اور صاف ہو، اس کو چھوڑ کر خواہ مخواہ صرف بخیال ہونے جائے مدفن آباء واجداد اپنے ایسے گورستان میں دوسرے مردے کی ہڈیاں اکھاڑ کر مردہ دفن کرنا شرعاً جائز ودرست ہے یا نہیں؟

بندہ عاصی (تیغ علی عفا عنہ الباری)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۳۸۶/۹)

جناب تاج الدین حسین خاں، کمبوہان، مارہرہ مطہرہ، ایٹہ، یوپی

(۱)

از مارہرہ

۵/ جمادی الآخریٰ ۱۳۲۷ھ

موسم گرما میں میں ساڑی بہت نیچی باندھتا ہوں۔ اکثر نماز مولوی صاحبوں کے ہمراہ پڑھی، کسی نے اعتراض نہ کیا۔ ایک سید صاحب سے دریافت کیا، تو فرمایا، جو اونچی دھوتی باندھتے ہیں۔ ان کو کانچھ کھولنی ضرور ہے کہ ستر پوشی ہو اور تم بہت نیچی باندھتے ہو۔ اس میں ضروری نہیں کہ ستر چھپا رہتا ہے۔ میں نماز بیٹھ کر پڑھتا ہوں۔ کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا۔ اس پر چند آدمیوں نے اعتراض کیا کہ کھول دیا کرو۔ ورنہ نماز میں خلل پڑتا ہے۔

پس آں مخدوم کو تکلیف دیتا ہوں حکم شرع بیان فرمائے اور اگر باندھنا ساڑی کا دخل پوشاک مشرکین ہو، تو میں موتوف کروں۔ کیونکہ میرا اعتقاد آپ کے قول پر ہے۔ بمقابلہ آپ کے میں کسی کے قول کو ترجیح نہیں دیتا ہوں۔ بقول مخدوم مینا صاحب قدس سرہ العزیز۔

ہمہ شہر پُر زخوباں منم وخیال ماہے　　چکنم کہ چشم بدخو نہ کند بکس نگاہے

زیادہ نیاز مند　　تاج الدین حسین خان عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۷/۳۱۲)

حضرت مولانا محمد جہانگیر صاحب قادری امام محلّہ نو پاڑہ مسجد، باندرہ اسٹیشن بمبئی

(۱)

از بمبئی

۱۱ر محرم الحرام ۱۳۳۷ھ

جناب مولانا صاب حجۃ قاہرہ، مجدد مائۃ حاضرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش یہ ہے کہ یہ رسالہ آپ کی خدمت میں روانہ کر کے عرض کیا جاتا ہے۔ کہ اس میں آپ کی مہر ہے اور آج کل یہاں دعاء بین الخطبتین میں تنازع ہے تو ہم لوگ اس رسالہ پر آپ کی مہر دیکھ کر عمل کر لیا ہے۔ کیونکہ آپ کے دستخط تحریر ہیں اور چند علمائے ہند نامی کی بھی دستخطیں تحریر ہیں۔ اس وجہ سے لوگوں نے بے دغدغہ عمل کر لیا ہے تو اسی واسطے آپ کی خدمت میں ارسال کر کے عرض ہے کہ دستخط آپ کے موجود ہیں اور دیگر علمائے ہند نامی گرامی کی تحریر ہے۔ تو عمل کریں یا نہ کریں اور اس رسالہ میں جو دلیلیں تحریر ہیں۔ صحیح ہیں یا نہیں؟ جیسا آپ تحریر فرمائیں، آمنا کیا جائے۔

محمد جہانگیر قادری عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۲۳۸/۸)

حضرت سید شاہ صوفی جان صاحب صابری چشتی، میرٹھ، یوپی

(۱)

از میرٹھ

مخدومنا حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب دام فیضہ،   السلام علیکم

حتی الامکان اصلاحِ ندوہ میں کوشش بلیغ کی گئی ہے۔ بعد اشاعت حال ظاہر ہوگا۔ جب تک کامل طور سے اطمینان نہ ہوگا، تب تک نہ ہم شریک ہوں گے اور نہ آپ سے درخواست شرکت کریں گے۔ اطمینان فرمایئے۔

آپ کا خیر طلب
صوفی جان عفی اللہ عنہ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا ص: ۲۵)

جناب محمد جی صاحب رامہ تحصیل گوجر خاں، ڈاکخانہ جاتل، ضلع راولپنڈی

(۱)

از رامہ

۲۷ر شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ

شمس العلماء، رئیس الفضلائے خاں خاناں جناب احمد رضا خاں صاحب دام لطفہ، السلام علیکم

اگر بے اضافت طلاق دیجائے، تو کیا حکم ہوگا۔ واقع ہوگی یا نہ؟ قاضی خاں مجتہد المسائل سے ہے اور شامی ناقلوں سے ہے۔ ان کے مابین اختلاف ہو، تو کس پر حکم دیا جائے؟

محمد جی غفرلہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۲/ ۳۵۸)

از رامہ

(۲)

۲۷ر شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ

شمس العلماء، رئیس الفضلائے خان خاناں جناب احمد رضا خاں صاحب دام لطفہ، السلام علیکم

اگر غضب کثرت سے ہو کہ ایسا غصہ ہو کہ کامل عقل نہ ہو، اس حالت میں اگر طلاق صریح وغیرہ دیوے، تو واقع ہوگی یا نہ؟

محمد جی غفرلہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۲/ ۳۷۸)

از رامہ (۳)

۴ر شوال المکرّم ۱۳۳۹ھ

رئیس المحققین، عمدۃ الامین، محافظ الدین دام لطفہ، تسلیم کے بعد عرض خدمت ہے کہ:

(۱) اگر طالق اور مطلقہ دونوں کہتے ہیں کہ نہ ہم نے وطی کی ہے، نہ ایک جگہ تنہائی میں بیٹھے ہیں۔ اب حضور انور بتائیں کہ ان کے کہنے پر اعتماد کر کے بغیر عدت کئے، نکاح کیا جائے، تو کچھ نکاح خواں پر تو گناہ نہیں ہے یا ہے؟

(۲) اگر محض عورت طالق کے دخول اور خلوت صحیحہ سے منکرہ ہے اور طالق کہتا ہے کہ میں نے دخول کیا ہے، یا برعکس ہو، تو کس کے قول پر اعتماد کر کے بغیر عدت کئے، دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کیا جائے، یا نہیں؟۔

(۳) ثبوت خلوت صحیحہ اور دخول کا گواہان سے ہوگا یا طالق مطلقہ سے، سند فقہا مع عبارت کتب واسم کتاب ارشاد ہو۔ قیمت رقیمہ دی جائے گی۔

محمد جی غفرلہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۱۲/۱۹۳)

از رامہ   (۴)

۱۸؍ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

باپ نے برادر کو خط لکھا کہ میری دختر نابالغہ کا ناتہ یا نکاح جہاں تمہاری مرضی ہو کر دو۔ مکتوب الیہ نے باجازت باپ کے ایک جگہ اس نابالغہ کا نکاح کر دیا۔ ایجاب کے لفظ یہ ہیں۔ ''دختر معلومہ فلاں لڑکے کو میں نے دی ہے''۔ اور نابالغ لڑکے کی جانب سے قبول اس کے ماموں نے کیا ہے اور تین گواہ کہتے ہیں کہ وہ خط ہم نے خود سنا ہے کہ باپ نے برادر کو اجازت نکاح دختر نابالغہ معلومہ دی ہے اور ہم نے مجلس میں ذکر نکاح کا سنا ہے اور نکاح کے وقت باپ سفر میں تھا اور خط بھی گم ہو گیا ہے اور بعد نکاح چند روز بعد مکتوب الیہ فوت ہو گیا۔

اب باپ سفر سے آیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ میں نے برادر کو کوئی اجازت نہیں دی ہے اور اس کے گواہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بات بالکل نہیں ہوئی۔ لیکن یہ گواہ باپ کے بہت فاسق ہیں اور تین گواہ جو بالا مذکورہ ہیں، وہ فاسق نہیں ہیں۔

محمد جی غفرلہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۱۱/۲۵۴)

از رامہ (۵)

۱۸/ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

رئیس المحققین ، قاطع بے دین ، عمدۃ الامین ، دام لطفہ ، تسلیم کے بعد حضور انور کی خدمت اقدس میں غلامانہ عرض ہے کہ ایک مولوی صاحب نے ارشاد کیا ہے کہ جو شخص غیر مقلدین ومرزائی کے ساتھ نشست وبرخاست کرے گا، وہ کافر، اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ حالانکہ نشست وبرخاست ان کے ساتھ برائے امور دنیا ہے۔ قرابت یا کسی امر ضروری کے سبب سے ان کے شریک مجلس ہونا ضروری پڑتا ہے۔ ان کے افعال واقوال کو اچھا نہیں سمجھا جاتا ہے۔ تب بھی ان کی مجلس میں شرکت کفر ہے۔ اب جو حکم شرعی ہو، بیان فرمائیں۔

محمد جی غفرلہ

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی ۵۷۵/۹)

جناب چراغ علی صاحب، صاحب گنج، گیا، بہار

ازصاحب گنج　(۱)

۲۵ر ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ

سوال چہارم یہ ہے: السلام علیک یا خواجہ عبدالکریم، جانب مشرق، السلام علیک یا خواجہ عبدالرحیم، جانب شمال۔ السلام علیک یا خواجہ عبدالرشید۔ جانب جنوب، السلام علیک یا خواجہ عبدالجلیل، بعدہ یہ پڑھنا۔ **اللھم انت قدیم ازلی تنزیل علل ولم تزل ولاتزال ارحمنی برحمتک یاارحم الراحمین، اللھم اغفر لامۃ سیدنا محمد ﷺ اللھم ارحم امۃ سیدنا محمد ﷺ** ۔ بعدہٗ پڑھنا درود شریف کا بعدد طاق جائز ہے یا نہیں؟ اسکو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ''احیاء العلوم'' میں بھی لکھا ہے اور نیز کیمیائے سعادت میں ہے۔

محمد چراغ علی غفرلہ

(فتاوی رضویہ، طبع بمبئی ۱۲/۱۵۷)

(۲)

از صاحب گنج

۲۵/ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

مولانا صاحب دام مجدہٗ۔   السلام علیکم

مسلمان شخص جب دشمن کسی مسلمان کا ہو، تو اس کے کہے کے بغیر تعیین وتشخص کے خواہ مسلمان کا ہو یا کافر کا اس کیلئے اللھم خیرلنا وشر لاعداء نا پڑھنا چاہیے یا نہیں؟۔ و نیز واطمس علی وجوہ اعدائنا ونیز اللھم نجعلک فی نجورھم ونعوذبک من شرورھم، وغیرہ وغیرہ۔

محمد چراغ علی عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ، طبع بمبئی ۹/ ۳۲۶)

حضرت سید شاہ حامد حسین میاں صاحب قبلہ دام ظلہم۔ محلہ قصاباں، متصل کرافٹ مارکیٹ، مکان گورے بال، بمبئی

از بمبئی (۱)

۴؍ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ

معظمی مکرمی مدظلہ العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چند امور دریافت طلب ہیں۔ بہ گوارائے تکلیف بو اپسی ڈاک مطلع فرمائیے۔ بعید از شفقت بزرگانہ نہ ہوگا۔

(۱) اول یہ کہ مستورات منہ پر پنکھا کھجور کا لگا لیتی ہیں۔ یقیناً وہ پنکھا کنپٹی اور ناک اور منہ سے لگتا ہے اور چہرہ پوشیدہ بھی رہتا ہے۔ احرام کی حالت میں کیا کرنا چاہئے۔ نماز پڑھتے وقت جب کہ پردہ کی جگہ نہ ہو، پنکھا اونچا اٹھا ہوا مشکل سے رکے گا۔ علاوہ ازیں چہرہ نامحرمان کی نظر سے مخفی رکھنا دشوار ہے۔ اس کے متعلق صاف الفاظ میں تحریر فرمائیے۔ جو سمجھ میں آسکے۔

(۲) دوم یہ کہ فقیر تمباکو پان کے ساتھ کھانے کا عادی ہے۔ اگرچہ لعاب ایک قطرہ بھی حلق سے نیچے نہیں اترتا، تمباکو نہ کھانے کے سبب سخت تکلیف ہوگی۔ اس تمباکو میں قدرے قلیل مشک وزعفران کا ہونا بھی بیان کیا جاتا ہے۔ آپ کے ملاحظہ کے واسطہ قدرے تمباکو مرسل ہے۔

محمد حامد حسین میاں عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۰/۷۱۵)

از ممبئی

(۲)

۴/ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ

معظمی مکرمی مدظلہ العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حجاج قطعی معلم وبدویان کے قبضہ میں ہوتے ہیں۔ اکثر ۷/ ذی الحجہ کو روانہ ہوکر منیٰ میں قیام کرتے ہیں اور شب نہم منی شریف سے روانہ ہوکر صبح عرفات پہنچتے ہیں اور مزدلفہ سے بھی پچھلی شب میں روانہ ہوجاتے ہیں۔ آپ حضرات بدویان کی سخت مزاجی سے خواب واقف ہیں۔ وہ کسی کا کہا نہیں سنتے۔ کیا کیا جائے۔ بجز اس کے کہ آپ دعا فرمادیں کہ بدویان انہیں اوقات میں روانہ ہوں، جن کی بابت حکم ہے۔ فقیر کوشش بلیغ کرے گا، بشرطیکہ دیگر حجاج نے میرے کلام کی تائید کی۔ اگر فقیر تنہا ہوتا، تو کچھ قافلہ کی ہمراہی کی پروانہ کرتا اور پورے طور پر حسب تحریر رسالہ اوقات معینہ کی پابندی کرتا اور اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ حتی المقدور پابندی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ میری امداد فرمائے۔ آمین ثم آمین

دوم: یہ کہ عورت معذور اور غیر معذور کی جانب سے وکالۃ ہر سہ یوم رمی جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ علاوہ مجمع کے بارہویں تاریخ قبل دوپہر قافلہ روانہ ہوتا ہے، میں تنہا رہ جاؤں گا۔ بعد زوال رمی کرکے قافلہ سے آملوں گا۔ والسلام

محمد حامد حسین میاں عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۰/۶۶۶)

حضرت مولانا شاہ حمد اللہ کمال الدین صاحب پشاوری، پشاور، پاکستان

(۱)

از پشاور

۲۴ رشوال المکرّم ۱۳۳۲ھ

اے مقتدا و امام اہل اسلام! اگر حیات ما و شما باقی ماند انشاء اللہ تعالیٰ ایں سنت شرقاً و غرباً، جنوباً و شمالاً، جاری خواہد گردید تسلی دارید مکرر عرض ضروری اہلسنت کہ تعلق و دوستی ایں فقیر کہ ہمراہ حضور است محض بلحاظ خیر آخرت سنت نہ بلحاظ فائدہ دنیوی لہذا عرض کردہ میشود کہ از توجہات و فیوضات روحانی خود فقیر را شاداب دارید کہ از فوائد حضور محروم نگردم۔ از طرف مشائخ و مدرسین و طلبہ و حاضرین مجلس السلام علیکم بصد شوق تمام برسد و بکرم قبول درآید۔

والسلام مع الاکرام

العارض خادم الشریعۃ المحمدیہ والطریقۃ القادریۃ المحمودیۃ البغدادیۃ الفقیر الی اللہ عز شانہ ابوالنصر حمد اللہ کمال الدین القادر الحموی عفی عنہ بقلم خود ۲۴ رشوال المکرّم ۱۳۳۲ھ

(ہفت روزہ "دبدبہ سکندری" رام پور ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۴ء ص: ۴)

از مظفر پور

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداو مصلیا و مسلما: اما بعد فالسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یاغیاث الاسلام والمسلمین زاداللہ عنایتکم علی۔

بعدہ معروض خدمت بابرکت میشود کہ مضمون رسالہ شریفہ بوجہ احسن جابجابیان گردید وفتویٰ ہائے مبارک تقسیم شد از وقت وصول فیصلہا تا ایں وقت دراحقاق اینہاں کوشان ام وانشاء اللہ تعالیٰ تادم آخریں برصدق آنہا گویاں خواہم بود جزاک اللہ تعالیٰ۔ بدیں احیائے سنت نبویہ وصاحبہا، افضل الصلوۃ والسلام۔ زیادہ التماس دعائے خیر دارد فقط۔

الراقم فقیر حمد اللہ کمال الدین القادری الحموی عفی عنہ

(ہفت روزہ ''دبدبہ سکندری'' رام پور ۲۰ رجولائی ۱۹۱۴ء ص:۵)

حضرت سید محمد حسن قادری ناظم مجلس جمیعۃ الاحناف، صدر بازار، کراچی پاکستان

(۱)

از صدر بازار

۲۸ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ

بسملا و محمداً و مصلیا و مسلما

آج کل ایک انجمن بنام ''خدام کعبہ'' مشہور ہوئی ہے۔ جس کے اشتہارات اخبارات میں اکثر عام و خاص کی نظر سے گذر چکے ہیں اور اس انجمن کے نمائندے اور سفراء جابجا پھیلے ہوئے ہیں اور بعض مقامات میں وفد کے طور پر بھی پہنچا کرتے ہیں۔ جن کا مقصود جابجا کوچہ، محلہ بہ محلہ، ہر شہر سے چندہ اکٹھا کرنا ہے اور ان نمائندوں کے بیان ہیں کہ یہ چندہ خدمت کعبہ میں صرف کیا جائے گا اور ایک حصہ سلطان معظم خلد اللہ ملکہ کو بھیجا جائے گا اور حجاج کے واسطے آگبوٹ مہیا کئے جائیں گے۔ آیا ہمارے علمائے مشاہیر اہلسنت و جماعت کا اس انجمن سے اتفاق ہے یا نہیں؟

آج کل اہل اسلام میں اکثر ادبار و افلاس چھایا ہوا ہے۔ پھر خاص کر ایسے امور میں غرباء ہی بیچارے زیادہ حصہ لیا کرتے ہیں۔ اکثر غربائے اہل اسلام دریافت کیا کرتے ہیں کہ یہ خیرات ہماری مقبول ہے یا نہیں اور یہ کہ ہمارے رہنمایان دین و علمائے اہلسنت کا اس سے اتفاق ہے یا نہیں؟ چونکہ آج تک یہاں جو اصحاب سفراء ''خدام کعبہ'' نظر آئے ہیں۔ صورتاً سیرتاً نیچری معلوم ہوتے ہیں اور غالباً وہ ٹولہ معلوم ہوتا ہے، جو مسلم یونیورسٹی کے زمانہ میں نکلا تھا۔ جس کی ہمارے علماء نے مخالفت کی تھی۔ پھر ایسا ہی ایک ٹولہ ندوی کا نکلا تھا۔ ایک مدت تک اس کے چندوں کا بھی زور

وشور تھا۔ آخر اس کے متعلق بھی علماء حرمین الشریفین کے فتاویٰ تکفیر دیکھے۔ لہٰذا احتمال ہوتا ہے کہ کہیں یہ جماعت بھی ویسی ہی نہ ہو۔ چونکہ اس میں بھی مختلف مذاہب و مسالک کے لوگ اور بعض صورتاً وسیرتاً مخالف سنت واہل سنت نظر آتے ہیں۔ لہٰذا ہم مسلمانان کراچی کو اس میں سخت تشویش ہے۔ بدیں غرض یہ استفسار خدمت میں حضرت مہتمم صاحب دارالافتاء بریلی کے بھیجا جاتا ہے۔ امید کہ حضرت مہتمم دارالافتاء دام مجدہ اس امر میں ہم سنیان کراچی کی تشفی وتسلی فرمائیں گے کہ ہمیں اس انجمن میں چندہ دینا چاہئے یا نہیں؟ اور ایسی صورتوں پر ہم اہلسنت کو بھروسہ کرلینا چاہئے یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری ہی کوشش ومساعی وامداد وارشاد سے کوئی مفسدہ بد مذہبی کا مثل نیچریوں کے یونیورسٹی یا ندوی کا برپا ہو اور ہمیں خسر الدنیا والآخرہ کا عذاب اٹھانا پڑے۔ **نعوذ باللہ من ذلک۔**

چونکہ آج کل تمام اہلسنت کا رجوع دارالافتاء بریلی ہی کی طرف ہے۔ لہٰذا یہاں سے خاطر خواہ جواب آنے پر ہم سب مسلمانوں کی تشفی ہوجائے گی۔ خاص کر ہم سنیوں کے پیشوا، مسلمانان ہندوستان کے امام ومقتدا اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خاں قبلہ دام ظلہ العالی کی مہر وتصحیح وتصدیق ہم سب کی مشکل کشائی وبے حد تسلی وخاطر خواہ تشفی کا موجب ہوگی۔ جیسا کچھ جواب آیا اِنشاء اللہ تعالیٰ چھپوا کر اس استفتاء کو تمام مسلمانوں میں شائع کردیں گے۔ حضرت ہمارے مہربانی فرما کر جلد ہی جواب سے سرفرازی فرمائیں گے۔ اس انجمن کا جلسہ قریب قریب ہمارے محلہ صدر بازار میں ہونے والا ہے اور دیگر محلوں میں ہو چکا ہے۔

والسلام مع الاکرام

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۱/۲۱۵ بقیہ ۲۴۵)　سید محمد حسین قادری عفی عنہ

حضرت شاہ محمد حسین قادری نائب قاضی اہلسنت مدراس، مسجد والا جاہی، مدراس

(۱)

از مدراس

۲۲/رمضان ۱۳۳۹ھ

حضرت مولانا المحترم دام فیضکم　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ　مزاج گرامی!

ایک استفتا بغرض جواب مرسل خدمت گرامی ہے۔ امید کہ جلد جواب باصواب مرحمت فرمائیں گے۔ کیونکہ مدراس میں ایک شخص جو اپنے آپ کو قومی لیڈر کہلواتا ہے اور اپنے اخبار میں ہمیشہ بزرگان دین کی توہین کرتا ہے۔ جس کے سبب قوم میں تفرقہ پڑ رہا ہے۔ اس کی تنبیہ اور خلق اللہ کی ہدایت کیلئے آپ کو تکلیف دی جاتی ہے۔ امید کہ جواب سے سرفراز فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

محمد حسین قادری عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۲۵۹/۱۵)

جناب سید حیدر شاہ صاحب، مکان سورما سیٹھ ہیل کتور، ضلع اوٹکنڈ، مدراس

از ہیل کتور

(۱)

۲۸ ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ

جناب فیض مآب جامع علوم نقلیہ وحاوی فنون عقلیہ، علامۂ دہر، فہامۂ عصر مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ فیوضہ۔

ادائے آداب کے بعد بندہ حیدر شاہ عرض رساں ہے کہ ایک مسئلہ کی ضرورت ہے۔ چونکہ آپ مشاہیر علمائے انام سے ہیں اور آپ کے اخلاق واوصاف بے نہایت ہیں اور بہت لوگوں سے سنا ہے کہ آپ حنفی المذہب سنی المشرب ہیں ونیز جواب وسوال جلد ترسیل فرماتے ہیں۔

لہٰذا التماس خدمت فیض درجت میں یہ ہے کہ احقر کو جواب سے سرفراز فرمائیں۔ مذہب حنفی وشافعی میں بین الخطبتین ہاتھ اٹھا کے دعا مانگنی مشروع ومسنون ہے یا نہیں؟ مترجم اردو الدر المختار ایک جگہ لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ بریلی کے علماء سے اسی مسئلہ میں استفتاء طلب کیا گیا تھا۔ چنانچہ وہاں کے علماء کا فتویٰ یہی ہوا کہ ہاتھ اٹھا کے دعا مانگنی بین الخطبتین بدعت سیئہ وغیر مشروع ہے۔ پس آیا یہ بات سچ ہے یا غلط؟ چونکہ آپ متوطن بریلی کے ہیں۔ آپ کو حقیقت اس کی کما ینبغی معلوم ہوگی۔ پس آپ اطلاع دیجئے۔ کہ مترجم نے ٹھیک لکھا ہے یا محض دھوکا دہی عوام الناس ہے۔

سید حیدر شاہ عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۴۸۵/۸)

مولانا سید شاہ محمد حسین قادری حنفی سجادہ نشین ومہتمم مدرسہ حنفیہ جروہا، مظفر پور

(۱)

از مظفر پور

۲۷ رصفر

جناب مولانا معظم ومکرم ومولانا المولوی عبد المصطفی احمد رضا خاں قادری حنفی بریلوی دامت برکاتہٗ تسلیم۔

چند رسالے اور اشتہارات موید مذہب حنفیہ خلاف ندوۃ العلماء مولوی عبدالوحید صاحب کے ذریعہ سے دیکھنے میں آئے۔ نہایت پسند خاطر ہوئے اور آج ایک دربارہ ترتیب مجلس حنفیہ وقیام مطبع واشاعت اخبار بھی نظر سے گذرا، خدا کامیابی بخشے۔

سید محمد حسین قادری حنفی عفی عنہ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، ص:۹۱)

(۲)

از مظفر پور

میں نے سوائے رسالہ "فغان اسلام" رسائل مخالف وموافق ندوہ جہاں تک مل سکے، دیکھے۔ جتنے رسائل مخالف ندوہ ہیں۔ برسرحق پائے۔ اجماع ضدین ناممکن ہے۔ عقائد ندوہ خلاف سنت وجماعت ہیں۔ پس حق کو چھوڑ کر خلاف حق کی اعانت وشرکت کرنی ضلالت سمجھتا ہوں۔ مخالفین ندوہ برسرحق ہیں۔ پس میں ان کا فرماں بردار ہوں۔

سید محمد حسین قادری حنفی عفی عنہ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، ص:۹۱)

جناب سید حبیب شاہ صاحب، حیات نگر، ڈاکخانہ سرائے ترین، ضلع مراد آباد

از حیات نگر (۱)

۸؍ جمادالآخریٰ ۱۳۳۶ھ

ہادیٔ مراحل تحقیق جناب مولانا صاحب دامت برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی! اس قصبہ حیات نگر کی مسجد سمت مغرب سے متجاوز ہے۔ اس کا نقشہ علیحدہ ایک پرچہ کاغذ کی پشت پر اور اس کا تمام حال کاغذ کی پیشانی پر لکھ کر حضور کے ملاحظہ کے واسطے ارسال کرتا ہوں۔ باعث اس کا یہ ہے کہ یہاں چند اشخاص ایسے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ اس مسجد میں سیدھے مسجد کے رخ نماز نہیں ہوتی۔ کمترین نے ایک صاحب کے پاس مسجد کا نقشہ بھیج کر ان سے دریافت کیا تھا۔ انہوں نے ردالمحتار سے یہ نشان دے کر (ج: ارص: ۴۴۶) کچھ عربی کی عبارت لکھ کر اس کا خلاصہ اردو میں کیا تھا۔ کہ انحراف قلیل جانب کعبہ کے مصلی کو مضر نہیں ہے اور اس انحراف قلیل کی حد یہ ہے کہ چہرہ اور چہرے کے اطراف میں کوئی جزو کعبہ کے مقابل باقی رہے، اس طرح کہ چہرہ یا اس کے بعض اطراف سے کعبہ تک خط مستقیم کھینچا جا سکے اور یہ ضرور نہیں ہے کہ یہ خط مستقیم پیشانی ہی سے خارج ہو، بلکہ عام ہے۔ خواہ پیشانی سے خارج ہو یا اس کے دونوں طرف میں سے کسی طرف سے خارج ہوا ہو۔ اس صورت میں بہت بڑی وسعت ہے۔ جو نقشہ مسجد کا آپ نے بھیجا ہے۔ اس مسجد میں مسجد کے رخ پر نماز پڑھنا بے شبہ جائز ہے۔ لہٰذا مسجد کے رخ پر نماز پڑھایئے۔ بعض صاحب

اس جواب کو پذیرا نہیں کرتے اور وہ حضور ہی پر اس کا انحصار رکھتے ہیں۔

لہٰذا گزارش یہ ہے کہ حضور اس کاغذ کو جس پر مسجد کا نقشہ ہے، ہر دو جانب سے ملاحظہ فرما کر اگر ممکن ہو، تو کاغذ مذکور کے ذیل ہی میں جو دریافت طلب گزارشیں کاغذ کی پیشانی پر عرض کی گئی ہیں۔ ان کا جواب ارقام فرما کر کمترین کو معزز فرمایا جائے۔ واجباً گزارش ہے، اس مسجد کا رخ نقشہ مذکور سے بخوبی نمایاں ہے۔ یہ قصبہ حیات نگر۔ ۲۸/درجے ۳۰/دقیقے عرض شمالی پر واقع ہے اور مکہ معظمہ ۲۱/درجے ۴۰/دقیقے عرض شمالی پر۔

لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس مسجد میں جماعت سیدھی مسجد کے رخ پر کی جائے یا مسجد کا خیال چھوڑ کر اور کعبہ شریف کا خیال کر کے ٹیڑھی اور اگر مسجد کے رخ پر سیدھی جماعت کی جائے، تو نماز ہوگی یا نہیں؟

سید حبیب شاہ غفرلہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۶/۵۸/۵۹)

پروفیسر حاکم علی حنفی، نقشبندی، مجددی پروفیسر سائنس اسلامیہ کالج، لاہور

(۱)

از لاہور

۱۴رصفر المظفر ۱۳۳۹ھ

آقائے نامدار مؤید ملت طاہرہ مولانا و بالفضل اولانا جناب شاہ احمد رضا خاں صاحب دام ظلہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پشت ہذا پر کا فتویٰ مطالعہ گرامی کے لئے ارسال کر کے التجا کرتا ہوں کہ دوسری نقل کی پشت پر اس کی تصحیح فرما کر احقر نیاز مند کے نام بواپسی ڈاک اگر ممکن ہوسکے یا کم از کم دوسرے روز بھیج دیں۔ ''انجمن حمایت اسلام'' کی جنرل کونسل کا اجلاس بروز اتوار بتاریخ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۲۰ء کو منعقد ہوتا ہے۔ اس میں پیش کرنا ہے کہ دیوبندیوں اور نیچریوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے میں کوئی تامل نہیں کیا ہے۔ ہندوؤں اور گاندھی کے ساتھ موالات قائم کر لی ہے اور مسلمانوں کے کاموں میں روڑا اٹکانے کی ٹھان لی ہے۔ للہ! عالم حنفیہ کو ان کے ہاتھوں سے بچائیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔ نیاز مند دعا گو حاکم علی بی اے موتی باز ار لاہور ۲۰ر اکتوبر ۱۹۲۰ء۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں کافروں اور یہود و نصاریٰ کے تولی سے منع فرمایا ہے۔ مگر ابوالکلام زبردستی تولی کے معنی ''معاملت'' اور ترک موالات کو ''ترک معاملت'' (نان کوآپریشن) قرار دیتے ہیں اور یہ صریح زبردستی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے کلام پاک

کے ساتھ کی جارہی ہے۔ مذکور نے ۲۰؍اکتوبر ۱۹۲۰ء کی جنرل کونسل کی کمپنی میں تشریف لاکر اطلاق یہ کردیا کہ جب تک اسلامیہ کالج لاہور کی امداد بند نہ کی جائے اور یونیورسٹی سے اس کا قطع الحاق نہ کیا جائے، تب تک انگریزوں سے ترک موالات نہیں ہوسکتی اور اسلامیہ کالج کے لڑکوں کو فتویٰ دے دیا کہ اگر ایسا نہ ہو، تو کالج چھوڑ دو۔

لہٰذا اس طرح سے کالج میں بے چینی پھیلادی کہ پھر پڑھائی کا سخت نقصان ہونا شروع ہوگیا۔ علامہ مذکور کا یہ فتویٰ غلط ہے۔ یونیورسٹی کے ساتھ الحاق قائم رہنے سے اور امداد لینے سے معاملات قائم رہتی ہے، نہ کہ موالات جس کے معنیٰ محبت کے ہیں نہ کہ کام کے، جو کہ معاملت کے معنیٰ ہیں۔ مذکور کی اس زبردستی سے اسلامیہ کالج تباہ ہورہا ہے۔ مولوی محمود حسن صاحب، مولوی عبدالحی صاحب تو دیوبندی خیالات کے ہیں۔ زبردستی فتویٰ اپنے مدعا کے مطابق دیتے ہیں۔ لہٰذا میں فتویٰ دیتا ہوں کہ یونیورسٹی کے ساتھ الحاق اور امداد لینا جائز ہے۔ میرے فتویٰ کی تصحیح ان اصحاب سے کرائیں جو دیوبندی نہیں۔ مثلاً موید ملت طاہرہ حضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں قادری صاحب، بریلوی علاقہ روہیل کھنڈ۔

حاکم علی بی اے عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۱۴؍۲۱۹)

(۲)

ازموتی بازار

۱۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

یا سیدی اعلیٰ حضرت سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اما بعد من تفسير جلالين (ان الله يمسك السموات والارض ان تزولا) اى بمعنها من الزوال وايضا(اولم تكونو اقسمتم) حلفتم (من قبل) فى الدنيا(مالكم من) زائدة (زوال) عنها الى الآخرة وايضا(وان) ما (كان مكرهم) و ان عظم (لتزول منه الجبال) المعنى لايعبأبه ولا يضره انفسهم و المراد بالجبال هنا قيل حقيقتها وقيل شرائع الاسلام المسبهة بها فى القرار و الثبات وفى قراة بفتح لاتنزول ورفع الفعل فان مخففة والمراد تعظيم مكرهم وقيل المراد بالمكر كفرهم ويناسبهُ على الثانية تكاد السموات يتفطرن منه و تنشق الارض وتخرالجبال هذا وعلى الاول ماقرئ وماكان ۔

و سردار من دامت بركاتكم و اين است ازتفسير حسينى ان الله بدرستے كه خدائے تعالى يمسك السموات والارض نگاه ميدارد آسمانها و زمين را ان تنزولا برائے آنكه زائل نه شوند ازاماكن خود چه ممكن را درحال بقانا

چاراست ازنگاه دارنده آورده اندکه چون یهود و نصاریٰ
عزیز وعیسی را بفرزندی حق سبحانه نسبت کردند آسمان و
زمین نزدیك بآں رسیدکه شگافته گرد وحق تعالیٰ فرمود که
من بقدرت نگاه می دارم ایشان را تازوال نیابند یعنی ازجائے
خود نزدند وایضاً اولم تکونوا درجواب ایشاں گویند
فرشتگان آیانبود دید شماکه ازروئے مبالغه اقسمتم من قبل
سوگندمی خوردید پیش ازیں درد نیاکه شماپائنده
وخوابیده بودید مالکم من زوال بنا شد شمارا هیچ زوالے
مراد آنست که می گفتند که مادر د نیا خواهیم بود و بسرائے
دیگر نقل نخواهیم نمود و ایضا و ان کان مکرهم بدرستے که
بود مکر ایشاں درسختی وهول ساخته وپرداخته لتزول تا
ازجائے برودمنه الجبال ازاں مکر کوه ها محبوب ومحب فقیر
ابدکم الله تعالیٰ فی کل حال۔

جب کافروں کے زوال کے معنی ان کا اس دنیا سے دار الآخرۃ میں
جانا مسلم ہوا، تو معاملہ صاف ہوگیا۔ کیونکہ کافر زمین پر پھرتے چلتے ہیں۔ اس
پھرنے چلنے کا نام زوال نہ ہوا کہ یہ ان کا چلنا پھرنا اپنے اماکن میں ہے کہ جہاں
تک اللہ تعالیٰ نے ان کو حرکت کرنے کا مکان دیا ہے، وہاں تک ان کا حرکت
کرنا ان کا زوال نہ ہوا۔

یہی حال پہاڑوں کا ہوا کہ ان کا اپنے اماکن سے زائل ہوجانا، ان کا زوال

ہوا، جب یہ حال ہے، تو زمین کا بھی اس کے اپنے اماکن سے زائل ہو جانا، اس کا زوال ہوگا اور اپنے اماکن میں اس کا حرکت کرنا، زوال نہیں ہو سکتا۔ شکر ہے، اس پروردگار کا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مجھے گریز نہ ہوا اور میری مشکل بھی از بار گاہ حل المشکلات حل ہوگئی۔ ببرکت کلام کریم: **و من یتق اللہ یجعل له مخرجا ویرزق من حیث لایحتسب۔**

اور یہ اس طرح ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکان کی تصریح فرمادی۔ مگر زمین کے بارے میں ایسا نہ فرمایا۔ یعنی آسمان کی تصریح کی طرح تصریح نہ فرمائی۔ یعنی خاموشی فرمائی۔ قربان جاؤں! احسن الخالقین تبارک وتعالیٰ کے اور باعث خلق عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور حضرت معلم التحیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ سائنس کی سرکوبی کے لئے زمین کے زوال اس کے اماکن سے کئے معنی آپ کے اس تابعدار مجاہد کبیر پر عیاں فرمائے کہ زمین کے زوال نہ کرنے کے یہ معنی ہیں۔

کہ جن اماکن میں اللہ تعالیٰ نے اس کو امساک کیا ہے۔ اس سے یہ باہر نہیں سرک سکتی۔ مگر ان اماکن میں اس کو حرکت امر کردہ شدہ عطا فرمائی ہوئی ہے۔ جیسے کہ اس پر کافر چلتے پھرتے ہیں اور یہ ان کا زوال نہیں ہے۔ اسی طرح سے اپنے مدار میں اور سورج کی ہمراہی میں امساک کردہ شدہ ہے اور جاذبہ اور رفتار کیا ہے۔ صرف اللہ پاک کے امساک کا ایک ظہور ہے اور کچھ نہیں۔ رب چاہیں، تو جاذبہ اور رفتار دونوں کو معدوم کر دیں اور ہر چیز کو اس کے حیز میں ساکن فرمادیں۔ اس سے زائل نہیں ہو سکتی۔ جیسے کہ سورج **و الشمس تجری لمستقر لها** کے

رو سے اپنے مجرے میں امساک کیا گیا ہوا ہے اور اپنے مجرے میں چل رہا ہے۔ مگر اس کے اس چلنے کا نام زوال نہیں، بلکہ جریان ہے، تو زمین کا بھی اپنے مدار میں اور سورج کی ہمراہی میں چلنا اس کا جریان ہے، نہ کہ زوال۔

ذلک فضل اللہ یوتہ من یشاء فالحمدللہ رب العالمین والشکر والمنۃ۔

غریب نواز! کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہو جاؤ، تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ سائنس کو اور سائنس دانوں کو مسلمان کیا ہوا پائیں گے۔ ہاں! **الم نجعل الارض مھادا** کے بجائے **الذی جعل لکم الارض مھدا** الخ ج:۲۵ ع ۷ آیۃ ۱۰ درج فرمائیں۔ دیباچہ میں سب کو سلام مسنون قبول ہو۔

(محمد حاکم علی اے عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ،۱۲/ ۲۷۳۔۲۷۴)

حضرت مولانا سید محمد حسین صاحب، مدرس، اُجھیانے

(۱)

ازاوجھیانے

یکم ربیع الآخر ۱۳۱۴ھ

جناب حامیِ سنت مصطفوی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بالفعل علمائے ندوہ نے مذہب سنت وجماعت کے خلاف اکثر قواعد اپنے دستور العمل میں مقرر کئے ہیں۔ افسوس کہ یہ صاحب اپنے آپ کو حنفی المذہب بھی قرار دیتے ہیں۔ ذرا ان کو راہ راست پر لائیے، مجھ کو اس سے سروکار نہیں کہ کسی کو برا کہوں۔ خداوند علیم وخبیر مالک یوم الدین ہے۔ مگر ہاں! اظہارِ امرِ حق سے درگزر کرنا بھی خلاف شرع شریف ہے۔ ضرور ''ندوۃ العلماء'' کے مقاصد ترقی علوم واتحاد واتفاق ہمارے حق میں اکسیر اعظم ہیں۔ مگر یہ بھی خیال رہے کہ اتفاق واتحاد ہم عقائد کا موثر ہے۔ اگر ندوہ سنی ہے، تو ایسے ہی کارکن سرپرست ہوں، نہ کہ مخالفِ مذہبِ حنفی۔

بڑی خوشی ہوئی جو ہمارے بھائیوں نے اپنے سچے اور پکے طریقہ کی حفاظت پر کمر ہمت باندھی اور جو ان کے مقاصد ہوں برلا، آمین ثم آمین۔

میں نے اس ہنگامۂ فتنہ وفساد میں رسالہ ''حبیب الاحباب'' نہایت مختصر اور سلیس عبارت میں لکھا ہے۔ جس میں خاص کر علماء کو متنبہ کیا ہے اور اس سے مراد، دلی علمائے ندوہ کو امر حق سے مطلع کرنا ہے۔

سید محمد حسین عفی عنہ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا ص: ۹۲)

حضرت مولانا محمد حسین خاں صاحب وکیل حیدر آباد، دکن

(۱)

از حیدر آباد

حضرت فیضِ درجت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتکم

بعد تسلیم معروض آنکہ میں بغرض حصول سعادت عرس اعلیٰ حضرت مرشدی و مولائی مولانا مولوی محمد فضل الرحمٰن صاب رحمۃ اللہ علیہ میں ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ کو حاضر ہوا تھا۔ مخدومی منشی حسام الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر سلطان پور سے شرف ملازمت حاصل ہوا۔ یہ صاحب میرے حقیقی محسن و ہم عقیدہ اور پیر بھائی ہیں۔ ایسا صاحب دل خوش عقیدہ شخص میرے دوستوں میں دوسرا نہیں۔ انہوں نے مجھ سے ندوہ کے بارے میں استفسار فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ میں مخالف کا دوست ہوں۔ چونکہ جوش ہمدردی ندوہ ان کے دل میں بھرا ہوا تھا۔ خلاف عادت مجھ سے بحث آغاز فرمائی۔ میں نے بوجہ ادب بہت کم الفاظ میں اس کا خاتمہ چاہا اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مرضی و خوشنودی اور موافقت، نا موافقت دریافت کرنے پر محمول کیا۔

تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ ایک صاحب جو ناظم صاحب ندوہ کے شاگرد اور پیر بھائی ہیں، تشریف لائے اور ایک عزیز اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ

علیہ بھی رونق افروز ہوئے۔ میں نے اس مسئلہ کو پیش کیا۔ صاحبان موصوفین نے جو واقعات چشم دید بلا واسطہ تھے، ظاہر فرمائے۔ ڈپٹی صاحب موصوف پر ایک حالت طاری ہوئی اور بے ساختہ فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں مع اپنے ہم رائے چارسو آدمیوں کے مخالف ندوہ ہوگیا اور مجھ کو اب کسی دلیل و حجت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

میں اس وقت اپنی دلی مسرت کی کیفیت ظاہر نہیں کرسکتا کہ تصرف حضرت پیر و مرشد نے میری خواہش کو پورا فرما دیا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

محمد حسین خاں قادری عفی عنہ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا ص:۹۲)

حضرت مولانا محمد حبیب علی علوی منصفی، متصل کچہری، اٹاوہ، یوپی

(۱)

از اٹاوہ

۹ ررمضان المبارک ۱۳۱۷ھ

حامداً و مصلیاً مخلص نواز، زادکم اللہ مجدکم　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس طرف جو رسائل شریفہ آنجناب مثل حیات الموات، وشاح الجید اللنہی الحاجز، ازالۃ العار وغیرہا کے مطالعہ سے شرف اندوزی حاصل ہوئی۔ شکریہ، اس کا حوالہ قلم نہیں ہوسکتا ہے۔ واقعی آپ کا طرز ایسے مسائل میں تحقیق کا اوروں سے نرالہ ہے اور بہمہ وجوہ سب سے اعلیٰ ہے۔ آپ نے پایۂ تحقیق مسائل نزاعیہ میں مراتب عالیہ کو پہنچادیا ہے۔ جزکم اللہ خیرالجزا۔

اس عریضہ کی تطہیر کی بالفعل یہ ضرورت درپیش ہے کہ وقت رکوع درمختار میں ''الصاق کعبین'' کو مسنون دو مقام پر تحریر کیا ہے۔ شامی نے ثبوت مسنونیت میں کوئی حدیث تحریر نہیں کی۔ بلکہ کچھ زیادہ تعرض اور لحاظ نہیں فرمایا۔ صاحب ''مفتاح الصلوٰۃ'' نے احادیث اور ظاہر الروایۃ میں وارد ہونا تحریر کر کے الصاق کو بمعنی قرب و اتصال تصریح کر کے زیادہ تحقیق کا حوالہ اپنے حواشی پر لکھ دیا۔ دریافت طلب امر صرف امور ذیل ہیں۔

(۱) مسنونیت ''الصاق کعبین'' فی الرکوع کہاں سے ثابت ہے۔ کون حدیث دلیل قول صاحب درمختار ہے اور وہ کہاں تک قابل عمل اور اعتماد ہے۔ صاحب ''مفتاح الصلوٰۃ'' کا بیان بہ نسبت اس مسئلہ کے بجمیعہ صحیح ہے یا کیا؟ دیگر متون معتمدہ فقہ مذہب حنفی میں اس سنت رکوع کا بیان کیوں نہیں درج ہوا ہے۔ تساہل بعض فقہا نے کیوں گوارا

فرمایا۔ عبارت فتاویٰ درمختار ہر دو مقام سے اور عبارت مفتاح الصلوٰۃ بقید صفحہ ذیل میں درج ہے۔ ''غایۃ الاوطار'' ترجمہ، درمختار ص: ۲۱۹ و ۲۳۰ سنن نماز وطریق ادائے نماز و

تکبیر الرکوع وکذا الرفع منه بحیث یستوی قائما و التسبیح فیه ثلاثا والصاق کعبیه وینصب ساقیه (تکبیر رکوع اور اسی طرح رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا، اس میں تین دفعہ تسبیح پڑھنا، ٹخنوں کا متصل ہونا اور پنڈلیوں کو کھڑا کرنا۔)

مفتاح الصلوٰۃ ص: ۹۴: مجتبی که تصنیف امام زاهدی است از مسنونات رکوع الصاق کعبین باستقلال انگشتاں بسوئے قبله مسنون گفته است لیکن در حدیث صحیح و درکتب ظاهر الروایة ظاهر نمی شود۔ ظاهر مراد اماله کعب بسوئے کعب دیگر باشد۔ چنانکه صاحب قاموس معنی لصوق گفته است۔ زیرا که اگر الصاق د رقت رکوع کند حرکت کثیر لازم می آید بآں که استقبال انگشتاں نمی ماندو سنت قیام می رودکه وجه چهار انگشت مسنون است ومویداماله قول نحویین است۔ الباء للالصاق یعنی القرب و در حدیث نیزالصاق الکعب بمعنی القرب والمقابله واقع است ۔پس مقابله کعب بکعب نیزاراده می تواں نمو د چنانکه تحقیق ایں مسئله درحواشی بحر الرائق کا تب بتفصیل مذکوره نموده، واللہ تعالیٰ اعلم

محمد حبیب علی علوی غفرلہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۶/۱۶۵)

جناب محمد حسین احمد صاحب اسٹیشن ماسٹر، بیسل پور، پیلی بھیت، یوپی

(۱)

از بیسل پور

۶ ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ

مخزن علوم حقانی وربانی ادام اللہ فیوضہم

تسلیم بعد تعظم میری اہلیہ عرصہ سے ہر سال حضرت غوث الاعظم کی گیارہویں میں سوامن بریانی پکوا کر نیاز دلاتی ہے اور مساکین کو تقسیم کی جاتی ہے۔ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ یہ رقم امسال شہداء و یتامیٰ، عساکر عثمانیہ کی امداد کیلئے بھیجی جائے اور گیارہویں شریف معمولاً قدرے شیرینی طعام پر دلا دی جائے۔ زیادہ نیاز

محمد حسین احمد عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۰/۳۲۷)

مولانا ابوالخیر سید حسن صاحب، مکان بوائن، محلّہ پتر کنڈہ، بنارس

از بنارس (۱)

۱۳/ جمادی الاخری ۱۳۲۰ھ

سیدی، مولائی، وماوائی مدظلہ للہ تعالیٰ

بعد، السلام علیکم کے خدمت میں عرض یہ ہے کہ حضور معتمد علیہ کلی ہیں۔ لہذا یہ استفتاء بھیجا جاتا ہے۔ حضور ہی کے مہر پر جواز وعدم جواز ہے۔ اگرچہ اکثر علماء نے دستخط کیا ہے۔ صورتِ سوال یہ ہے:

چہ می فرمایند علمائے دین اندریں صورت کہ زید بحضور خالد بعدم موجودگی عدم تسمیہ ہندہ یعنی زوجہ خود گفت یک طلاق، دو طلاق سہ طلاق، مید ہم یا نمی دہم ہیچک نہ گفتہ وبکر کہ برادر حقیقی زید ست می گوید کہ روبروئے من بلاتسمیہ و بلاحضور ہندہ می گفت طلاق مید ہم طلاق می دہم طلاق می دہم عمرو می گوید کہ صباح زید زپرسیدم کہ شب گذشتہ درمکان شما شور وغل بچہ سبب بود گفت من طلاق دادہ ام (بلاحضور ہندہ وبلاتسمیہ واضافت) وہندہ لفظ طلاق از جائے دیگر شنیدہ می گوید کہ زید یعنی شوہرم مرا طلاق دادہ است زید از وانکار می سازد دریں صورت ہندہ مطلقہ خواہد شد یانہ؟

حضور والا راسخ المحققین ہیں۔ گو کہ کبھی اس حقیر کو حضور ملازمت حاصل نہ ہوئی۔ لیکن فیوضات نامتناہی سے مستفیض ہوتا ہے۔ اکثر فتویٰ حضور کے اس شہر میں آتے رہتے ہیں۔ یہ واقعہ اس خاکسار کے بالمواجہ ہوا ہے۔ زید نے بلا تسمیہ وخطاب واضافت بحالت عدم موجودگی ہندہ لفظ طلاق وطلاق دیتا ہوں کہا ہے اور صبح کو بوقت دریافت عمرو زید نے کہا کہ میں نے جو کہا کہ میں نے طلاق دیا ہے بلاتسمیہ و بلا اضافت بطرف زوجہ اس کہنے سے زید کی مراد وہی لفظ طلاق ہے ، جو شب کو کہا تھا۔ انشاء نہیں، خبر دے رہا ہے طلاق شب کی۔

زیادہ حد ادب

ابوالخیر سید حسن قادری عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۳۳۵/۱۲)

مولانا سید حمید الرحمٰن صاحب موضع شرشدی، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش

(۱)

از پوسٹ آفس شرشدی

یکم ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

قبلہ من مدظلہ!   بعد، بصد سلام و قدم بوسی عرض ہے۔ایک شخص نے چار پائے سے وطی کیا۔ اس پر ایک عالم نے کہا کہ تم اتنے روپیہ بطور زجر کے ادا کرو۔ تا کہ آئندہ کوئی آدمی مرتکب گناہ نہ ہو۔ اس سے روپیہ لے کر مسجد کے لئے چٹائی خرید کر دیا گیا۔ اب وہ شرعا درست ہے یا نہیں؟۔

فتویٰ کی عبارت ذرا لمبی اور فتویٰ لمبا ہونے سے عوام زیادہ اعتبار کرتی ہے۔ چونکہ اس وطی کیلئے کفارہ کا حکم نہیں ہے۔ اگر کفارہ ہوتا، بے شک غریب کا حق تھا۔ یہ روپیہ زجراً یا عبرتاً لیا گیا ہے اور وہ نیک کام میں صرف کیا گیا۔ بعض اس پر معترض ہیں۔ امید ہے کہ حضور عالی جس طرح درست ہو، ایسا تحریر فرما کر ایک فتویٰ بہت جلد بیرنگ روانہ فرمادیں۔ چار پائے کو حسب شرع جیسا کرنا ہے، کیا گیا ہے۔ اس پر کوئی معترض نہیں۔ صرف اس سے جو روپیہ لیا گیا، اسکو مسجد میں صرف کیا گیا ہے۔ اس پر اعتراض ہے کہ کفارہ مسجد میں خرچ نہیں ہوسکتا ہے۔ جناب عالی حسب مناسب سوال تحریر فرما کر اس کے جواب بدلیل

کتب فقہ تحریر فرما کر بہت جلد روانہ بیرنگ کریں۔ تاکہ رفع فساد ہو۔ بہت جلد درکار ہے۔ جس طرح درست ہو، مسجد کیلئے خرچ کرنا درست ہے۔ تحریر فرمادیں۔ کیونکہ اس کام میں کفارہ واجب نہیں۔

ایک روپیہ بطور استادی خدمت کے روانہ کیا جاتا ہے۔ دس پانچ عالم کا مہر ودستخط کرادیں۔ سوال جس پیرا میں حضور تجویز کریں، مگر وہ روپیہ مسجد کے خرچ میں درست ہونا درکار ہے۔ حضور تو بحر العلوم ہیں، جن کا اسم گرامی تمام جہان میں مشہور ہے۔ بیرنگ روانہ کرنے سے جلد مل جائے گا۔ مگر لفافہ پر کاتب کا نام ضروری ہے۔ ورنہ ڈاک والا روانہ نہیں کرتا ہے۔

سید حمید الرحمٰن قادری عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۵۷/۴/۹)

جناب حکیم سید حاضر علی صاحب، ٹانڈہ، فیض آباد، یو پی

(۱)

از ٹانڈہ

۸ر شوال ۱۳۳۹ھ

رہبرِ شریعت وطریقت جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک شخص سلیمان نے کئی آدمیوں کے سامنے طلاق دے کر طلاق نامے پر انگوٹھے کا نشان ثبت کر دیا۔ اس طلاق نامہ کے وصول پر مسماۃ صغریٰ بی بی بالغ کے باپ نے اسکا عقد چھ ماہ ہوا، ایک متمول خوبصورت شخص سے کرادیا۔ اب سلیمان چند مفسدوں کے بہکانے سے کہتا ہے: میں نے طلاق نہیں دیا ہے۔ مفسدوں کا منشا ہے کہ شوہر ثانی سے ناجائز طور پر کثیر رقم وصول ہو۔ نقل طلاق نامہ یہ ہے:

''۱۲ر ماہ جمادی الثانی ۱۳۳۸ھ بروز شنبہ منکہ سلیمان بن عبد الرزاق حافظ، روبرو پنچوں کے لکھوایا ہوں کہ میری طبیعت خراب رہتی ہے۔ میرے سر پر گرمی چڑھتی ہے، تو تین تین، چار چار، روز ہوش نہیں رہتا۔ اسوقت میری طبیعت بہت ٹھیک ہے۔ اس لئے میں چار گواہی دے کر کے میری منکوحہ مسماۃ صغریٰ بنت حیدر اس کو تین طلاق دے کر اپنے نکاح سے دور کر دیا۔ اگر مجھ کو کوئی دیوانہ گردانے، تو واقعی دیوانہ ہوں۔ لیکن اسوقت دیوانہ نہیں ہوں اور مسماۃ مذکور کی جانب سے ولی محمد ابن امام الدین مختار ہو کر مہر وعدت معاف کر دیا ہے۔ جب میں طلاق دیا ہوں''۔

نشان انگوٹھا سلیمان ولد عبد الرزاق حافظ حکیم سید حاضر علی عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۲/۴۲۲)

جناب محمد حنیف خاں مسجد حنفیہ، محلّہ شگوفہ، داناپور، پٹنہ بہار

(۱)

از داناپور

۸ر شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ

بخدمت فیض درجت جناب اعلیٰ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی۔

گزارش یہ ہے کہ اسماعیل نے چمار کے لفظ سے مثال دی۔ یہاں کے غیر مقلد کہتے ہیں کہ مخدوم صاحب میگنی سے مثال دی ہے۔ اس کا کیا جواب ہے۔ حضور کا کوئی رسالہ یا فتویٰ ہے۔ اس بارے میں یا نہیں؟۔

محمد حنیف خاں عفی عنہ

(فتاوی رضویہ مع تخریج ترجمہ طبع لاہور ۱۵/۵۵۵)

(۲)

از دانا پور

۳۰ رذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

بگرامی خدمت، فیض درجت، امام اہلسنت اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت مولانا مولوی مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب مدظلہم الاقدس   السلام علیکم

گزارش خدمت ہے کہ یہاں شہر پٹنہ میں ایک جگہ پر مجمع ہوا۔ جس میں علمائے بہار بھی شریک تھے اور عام لوگ بھی۔ مولوی ابوالکلام حامی ترک موالات نے تحریک کی کہ بہار واڑیسہ کیلئے ایک امیر اسلام ہونا چاہئے۔ اس پر لوگوں نے حضرت اقدس شاہ بدرالدین صاحب پھلواروی کو تجویز کر کے امیر اسلام بنایا۔ اب اعلان ہے کہ لوگ شہر کے امیر اسلام کے ہاتھ پر بیعت کریں۔

لہٰذا حضور والا سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ امیر اسلام کے ہاتھ پر بیعت کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور امیر اسلام کیلئے کیا کیا شرائط ازروئے قرآن شریف وفقہ شریف ہونا چاہئے اور جو لوگ بیعت نہ کریں، کیا وہ لوگ گنہگار ہیں؟ جواب تفصیل سے مع دلائل کے عنایت ہو۔

محمد حنیف خاں عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۶۸/۱۴)

جناب حامد حسین خان بن الطاف علی مسجد جامع (پتہ درج نہیں ہے)

(۱)

از مسجد جامع

جناب مولوی صاحب معظم ومکرم دام ظلکم

یہ چند امور حضور سے دریافت کئے جاتے ہیں۔ اول یہ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے پیشتر اور جو نبی گزرے ہیں۔ ان کے وقت میں شراب حلال تھی یا حرام؟ دوسرے ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں شراب پی اور حالت نشہ میں نماز میں سورہ غلط پڑھی اور تیسرے نے یہ بیان کیا کہ حضرت امیر حمزہ صاحب نے حالت نشہ میں ایک اونٹنی بلا ذبیحہ کا دل اور جگر کھایا۔

حامد حسین خاں

(فتاوی رضویہ، طبع بمبئی ۵۸۴/۱۰)

جناب حمید الدین خاں بی اے، سوسائٹی گارڈن، علی گڑھ

(۱)

از علی گڑھ

۲۵ر ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ

معظمی زاد عنایتہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تھوڑا عرصہ ہوا، جب مجھے آپ کے ہمراہ جناب مولانا صاحب قبلہ سے شرف قدمبوسی حاصل ہوا تھا۔ اس روز میں نے مولانا صاحب کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا کہ ایک صاحب نے مسجد کے متعلق چند کتب احادیث کی اسناد پر یہ مواد جمع کیا ہے کہ راستہ کی فراخی کے لئے مسجد میں سے کچھ حصہ بشرط گنجائش لینا جائز ہے ۔جس میں آنجناب مولانا صاحب قبلہ نے یہ فرمایا تھا کہ وہ غلطی پر ہیں۔ بلکہ اس مسئلہ کا منشاء بحالت ہجوم مسجد کے کسی حصہ میں سے گزرنے کا جواز ہے۔ اس پر میں نے ان صاحب کو ان کی غلطی پر بذریعہ خط متنبہ کیا۔ عرصہ کے بعد ان کا جواب آیا۔ افسوس ہے کہ وہ اپنی جائے قیام پر نہیں ہیں۔ اس وجہ سے ان کے پاس وہ ان کا رسالہ اور وہ کتب جن سے مواد جمع کیا تھا، موجود نہ تھیں ۔مگر جو انہوں نے مجھے اپنی یادداشت سے لکھا بجنسہ نقل کر کے ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ نام کتاب جس میں سے مواد حاصل کیا:

اشباہ والنظائر مصنفہ امام ابراہیم باب فوائد شتی ص: ۴۰۴ و ۴۰۵ مطبوعہ

۱۲۸۳ھ مطبع نظامی یا مصطفائی کانپور۔ عبارت خط:

جو حوالہ میں نے آپ کو لکھا تھا وہ اس طرح ہے: **لوضاق الطريق على المارة والمسجد واسع فلهم ان يوسعوا الطريق من المسجد** اور دوسری جگہ: **ماضاق المرور ولو كان مسجدا و اسعا يجوزا نهدا مه۔**

قریب قریب ایسی ہی عبارت جو مجھے کل اور اچھی طرح یاد نہیں ہے۔

عبارت بالا اشباہ والنظائر میں صاف لکھی ہے۔ اور صاحب ردالمحتار نے اسی کو مرجح اور معتمد لکھا ہے۔ حکم بالا میں مسجد کے متعلق ہے۔ فناء مسجد یعنی وضو خانہ، حجرہ، غسل خانہ میں تو بحث ہی فضول ہے۔

یہ عبارت انہوں نے مجھے لکھ کر بھیجی ہے۔ غالباً یہ کتاب آنجناب مولانا صاحب کے وسیع کتب خانہ میں ضرور موجود ہوگی اور اس کو دیکھ کر آں جناب ضرور اسکی صحت اور موقع پر غور فرمائیں گے۔ والسلام

دیگر گزارش یہ ہے کہ جناب مولانا صاحب قبلہ کے فیصلہ سے مجھے بھی مطلع فرمائیں، تو باعث کمال عنایت ہوگا۔ علاوہ اضافہ معلومات مجھے ان حضرت کو بھی لکھنے کا موقع مل سکے گا۔ میرا پتہ حسب ذیل ہوگا۔

محمد حمید الدین خان بی اے، سوسائٹی گارڈن، علی گڑھ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۱۶/۳۵۵/۳۵۶)

حضرت مولانا حامد بخش خاں بہادر، سوتنہ، بدایوں، یوپی

(۱)

از بدایوں

۷رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ

جناب مولانا و مقتدانا حامیِ سنت دامت برکاتہم

بعد تمنائے حصول قدمبوسی مدعا نگار ہوں کہ سوالات مندرجہ ذیل کا جواب باصواب جو مطابق احکام شریعت ہو، مرحمت فرمایئے۔ تاکہ گمراہان کی رہبری ہو۔

(۱) زید و بکر دو شخصوں نے اپنا کا مملوکہ مال و اسباب اتنے ہی حصص میں تقسیم کیا۔ جس قدر کی مالیت کا وہ کل مال تھا اور فروخت کا یہ طریقہ رکھا کہ ہر شخص جو اس کی خریداری کے واسطے حصہ دار ہو چکا۔ اس کو ایک چھٹی دے دی گئی اور سب چھٹیاں جمع ہونے پر بروئے قرعہ اندازی سب سے اول چھٹی لکھنے والے کو کا مال ایک روپیہ کے چھٹی پر ملا اور دوسرے شخص کو دس کا اور تیسرے شخص کو روپیہ اور چوتھے شخص کو دو روپیہ کا اور باقی ۶۶ چھٹی والے خریداروں کو آخر نمبر تک ۸/ کا مال فی ٹکٹ دیا گیا۔ آیا یہ طریقہ بیع موافق احکام شریعت ہے یا نہیں؟

(۲) ڈاک خانہ سرکاری کے سیونگ بینک میں یا دوسرے انگریزی تجارتی بینکوں میں زید نے کچھ روپیہ داخل کیا۔ جس پر بہ شرح معینہ اس کو گورنمنٹ نے یا تاجر انگریز نے منافع ادا کیا، تو جمع کرنے والا شخص مطابق احکام شریعت اس منافع کو لینے کا مستحق ہے یا نہیں؟

حامد بخش خاں عفی عنہ

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۷/۳۳۳، ۳۳۴)

جناب مولانا محمد حسین صاحب امام مسجد جونی بال، زیر قلعہ، جودھپور، راجستھان

(۱)

از جودھپور

۴ ر ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ازراہ عنایت مندرجہ ذیل کے استفتاء کا جواب مدلل تحریر فرما کر مشکور کریں۔ چونکہ اس مسئلہ کی اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا بہت (جلد) ممنون فرمائیں۔

زید نے اپنی دختر ہندہ کو اپنی زندگی میں کل جائداد منقولہ اور غیر منقولہ ہبہ کر کے اس کا قبضہ کر دیا۔ جواب تک قابض ہے۔ کیوں کہ سوائے ہندہ کے اور کوئی اولاد زید کے نہیں ہے۔ زید کا انتقال ہوئے قریباً آٹھ دس برس کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اب زید کے ایک چچا اور چچیرے بھائیوں نے اس کی اور دختر ہندہ پر مکان سکنی کے بابت عدالت میں دعویٰ کیا ہے اور محض اپنے فائدے کے واسطے خلاف واقعہ اپنے بیان میں یہ لکھایا ہے کہ یہ خاندان ہندو دھرم شاشتری ہے۔ اسی حق بازگشت کا پابند ہے، جو مسلمان اپنے فائدہ کی غرض سے شرع شریف کے احکامات سے انحراف کر کے ہندو شاشتر کا پابند بنے، تو اس کے واسطے شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ مع حوالہ کتب کے جواب دیں۔

محمد حسین عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۰/۴۸۳)

جناب حامد حسین خاں صاحب محلّہ قلعہ، بریلی شریف، یوپی

(۱)

از شہر بریلی

۴ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۶ھ

مخدومی مکرمی محتشمی دامت برکاتہ   سلام علیکم

جناب! مہربانہ توجہ مبذول فرما کر تحریر فرمائیں کہ مفتیان ذیل کس مذہب وملت واعتقاد کے لوگ ہیں اوران کے افعال واقوال کس درجہ تک قابل تسلیم ہیں۔ خادم نوازی سے ممنون ہوگا اور یہ ان کی کتاب مندرجہ ذیل بطور استدلال ہیں، کس پایہ کی سمجھی جاتی ہیں۔ علامہ طبرانی، صاحب عقد الفرید، صاحب خلل ایام فی الخلفاء الاسلام؟

زیادہ والسلام

حامد حسین خاں عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۲۱۶/۱۲)

جناب محمد حسین خاں، شہر کہنہ بریلی، یوپی

(۱)

از شہر کہنہ بریلی

۳ ر شوال المکرّم

جناب مولوی صاحب قبلہ وکعبہ دارین مدظلہ اللہ۔ آداب!

بصد نیاز گزارش ہے کہ مجھ سے ایک قرضہ چاہتا ہے اور بالعوض اس کے اپنا مکان وہ شخص رہن کرنا چاہتا ہے۔ مجھ کو روپے دینے میں اور دوسرے کی حاجت نکالنے میں کچھ عذر اور انکار نہیں ہے۔ کیونکہ روپیہ اللہ نے جب کہ دیا ہے، تو دوسرے کی حاجت براری ہو جانے پر امید ہے کہ اللہ بھی خوش ہوگا۔ مگر اس قدر ہے کہ سود کھانا نہیں چاہتا ہوں۔ اب اس میں گزارش ہے، وہ جائداد بالعوض روپیہ کے دخلی رہن کر دیں یا کس طرح سے روپیہ دوں کہ سود سے بچوں۔ کیونکہ میں اہلِ اسلام ہوں۔

محمد حسین خان عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۷/۳۸۵)

جناب حافظ حضو خاں صاحب، کٹرہ، بنارس

(۱)

از کٹرہ

۲۹ر شعبان ۱۳۰۰ھ

بعد سلام مسنون کے گزارش یہ ہے کہ تراویح اور روزہ کے بارے میں کیا حکم ہے۔ بموجب شرع شریف کے کیفیت یہ ہے۔ مولوی محمد شکر اللہ صاحب کا بیان ہے کہ گرد و نواح بنارس کے حساب سے آج تاریخ ۳۰ر ہے۔ مولوی صاحب تشریف بنارس (سے) لائے ہیں۔ مولوی محمد احسان کریم صاحب کا یہ بیان ہے کہ بچشم خود چاند شعبان کا دیکھا۔ اس کے حساب سے آج تیس ہے۔ حافظ حبیب الحسن صاحب کا بیان ہے۔ دو شخصوں معتبر نے چاند شعبان کا بیان کیا دیکھنا، اس کے حساب سے آج ۳۰ شعبان ہے اور محمد شکر اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ چند صاحبانِ معتبر نے چاند شعبان کا دیکھنا بیان کیا اور میں بنارس میں موجود تھا۔

محمد حضو خاں غفرلہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۳۸۲/۱۰)

جناب حمید الدین خاں صاحب کارندہ اکبری بیگم، محلّہ کھکرا، پیلی بھیت یو پی

(۱)

از پیلی بھیت

۶ ررمضان المبارک ۱۳۲۶ھ

قبلۂ دو جہاں و کعبۂ دین وایماں دامت برکاتہم

بعد تمنائے قدم بوسی عارض بی بی صاحبہ نے جائداد وقف کی ہے۔ وارث سے اندیشہ ہے کہ بعد وفات منسوخ کرا کر قبضہ مالکانہ کریں۔ حضور سے دریافت کیا کہ یہ تحریر شرعاً درست ہے۔ اگر اس میں کوئی شک ہے تو دوسرا کاغذ رجسٹری کرا دیا جائے۔ وقف نامہ...... کے اسٹامپ پر تحریر ہے اس کی نقل واسطے ملاحظہ اقدس ارسال خدمت ہے۔ جس وقت حضور کا جواب آئے گا تب داخل خارج کی درخواست دی جائے گی۔ بی بی صاحبہ نے اپنی دوسری جائداد سے حصہ وارثان کو دے دیا ہے۔ یہ جائداد وقف کی ہے......

محمد حمید الدین خاں عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۶۲۲/۱۶)

جناب محمد حکیم الدین صاحب، موضع چوپڑا، بائسی، ضلع پورنیہ، بہار

(۱)

از بائسی، پورنیہ

۲؍صفر المظفر ۱۳۳۵ھ

......خرگوش پنجہ والا ناخن دار مگر شتر کی مانند ہے اور ہر چند میں حیض مثل عورتوں کے ہوتی ہے۔ اس کا کھانا حلال ہے یا حرام؟ لہذا بعض علماء کی زبانی سنا گیا ہے کہ خرگوش پنجہ والا ناخن دار حرام ہے۔ جو خرگوش کہ حلال ہوتا ہے، اس کے کھر ہوتا ہے مانند بکری و بیل وغیرہ کے۔

جناب والا! اس پر بھی ہم کو اطمینان کلی نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے بخدمت فیض درجت یہ کمترین بطور عریضہ ہذا روانہ کرتا ہے۔ ضرور بالضرور جواب سے اس ذرہ بے مقدار کو آفتاب درخشاں فرمائیں گے۔

زیادہ، والسلام

محمد حکیم الدین عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۳۲۲/۲۰)

جناب محمد حسن یار خاں صاحب، عثمان پور، ڈاکخانہ کوٹھی، ضلع بارہ بنکی یوپی

(۱)

از عثمان پور

۱۷ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

(۱) زید باوجود علم ہونے کے حقیقی دو بہنوں کو اپنے عقد میں لایا اور دونوں کے ساتھ اوقات بسر کرتا ہے۔ اہل اسلام اس حرکت سے مانع ہوئے، لیکن زید نے کچھ خیال نہ کیا۔ نہ دونوں میں سے کسی کو جدا کیا۔ مسلمانوں نے مجبور ہو کر زید سے اجتناب اختیار کیا، مگر بعض اشخاص نے زید کا ساتھ دیا، تو از روئے شرع شریف مسلمانوں کا یہ اجتناب حق ہے یا نہیں؟ اور زید و نیز اسکے ہمراہوں کے یہاں خورد و نوش اور سلام علیک جائز ہے یا نہیں؟ اور زید پر کونسی عورت جائز ہے، اولیٰ یا ثانیہ؟ یا دونوں ناجائز ہیں؟ جواب مدلل مرحمت فرمائیں۔

(۲) سنی کو اپنی دختر شیعی کے نکاح دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے اور کوئی سنی باجود ناجائز سمجھنے کے ایسا کرے، تو اسکی بابت شرعا کیا حکم ہے اور جو کہ سنی وشیعہ کی قرابت زمانہ سلف سے اس وقت تک جاری ہے۔ اسکا کیا باعث ہے آیا اس وقت میں علمائے دین نے اس طرف کچھ توجہ نہیں فرمائی یا اس وقت کے شیعہ سے اس وقت کے شیعہ میں کچھ فرق ہے؟ اسکی وجہ مدلل زیب قلم فرمایئے کہ مسائل کی خلش و معترضین کا اعتراض دفع ہو۔ جواب مختصر و مدلل مرحمت فرمایا جائے۔

محمد حسن یار خاں عفی عنہ

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۱/۴۱۷)

شیر بیشہ اہلسنت علامہ حشمت علی صاحب، لکھنو

(۱)

از شہر محلّہ سوداگران

۱۵رصفر المظفر ۱۳۳۹ھ

بخدمت جناب اعلیٰ حضرت سیدنا وسید اہلسنت والجماعۃ مجدد مائۃ الحاضرۃ مدظلہم الاقدس۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جناب والا کی پاکیزہ چوکھٹ کے بوسہ کے بعد گزارش ہے کہ شریعت مطہرہ حنفیہ اس مسئلہ میں کہ کیا حشیش جس کو ہندی میں بھنگ کہا جاتا ہے، کی بیع جائز ہے؟

محمد حشمت علی رضوی عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۶۸/۱۷)

جناب حکمت یار خاں صاحب، محلہ شاہ آباد، بریلی شریف یوپی

از شاہ آباد بریلی (۱)

۲۵/ جمادالآخرہ ۱۳۳۴ھ

عالم اہلسنت و ماحی بدعت، قاطع ظلمت حضرت مولانا قبلہ وکعبہ مدظلہ العالی۔

ایک مسئلہ بئر جو کہ کل حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔ اس کے وقوع کو آج چار دن ہوئے اور اسی دن ایک مولوی اہلسنت و جماعت سے وہ مسئلہ دریافت کیا گیا، انہوں نے یہ کہا کہ جب اس کنوئیں کا پانی نہیں ٹوٹتا ہے، تو تین سو ساٹھ ڈول پانی نکالنے سے پاک ہو جائے گا۔ کل حضور کے فتویٰ سے معلوم ہوا کہ کنواں پاک نہیں ہوا۔ اب دریافت طلب ہے کہ صورت مذکورہ سے کنواں پاک ہوا یا نہیں؟ وایضاً صورت مذکور پر عمل کر کے اس روز سے برابر اسی سے وضو اور غسل کر کے نماز پڑھی جاتی ہے۔ اب اس صورت میں حضور کا کیا حکم ہے؟

محمد حکمت یار خاں عفی عنہ

(فتاوی مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۲۹۵/۳)

حضرت مولانا حکیم خلیل اللہ خاں رانی دھارا،

الموڑہ، کوہ نینی تال

(۱)

ازکوہ نینی تال

بعد از اہدائے سلام سنت الاسلام ولوازم آداب تسلیمات فدویانہ معروض خدمت فیض درجت آنکہ والا نامہ گرامی بشرف صدور لایا۔ فخر وممتاز فرمایا۔ کل اس کوٹھی کی بلندی دریافت کی گئی، بلندی دریافت کرنے کا ایک آلہ ہوتا ہے۔ جو سطح سمندر سے جس قدر بلند ہو، وہ بتاتا ہے۔ ایک چھوٹا سا آلہ ہے جو کہ چھوٹی سی ڈبیہ کی طرح ہوتا ہے۔ مثل گھڑی کے گول، اس میں سوئی ہوتی ہے، جو کہ بلندی کے نمبروں پر گشت کرتی ہے۔ غرض وہ کل دیکھا گیا۔ اس کے ذریعہ سے ذیل کی بلندی دریافت ہوئی۔

پانچ ہزار پانچ سو پچاس فٹ سطح آب سے بلندی ہے، اس لئے صاحبزادہ نو اب دولھا صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ اب لکھ بھیجو کہ اس حساب سے کیا وقت نکلتا ہے۔ لیکن یہ بلندی اس وقت تک ٹھیک بتا سکتی ہے، جب کہ یہ جگہ ہموار ہو۔ یہاں شرقاً و غرباً پہاڑ ہے، جس باعث سے طلوع موخر اور غروب مقدم ہوتا ہے اور یہ ٹیکری پہاڑ جو کہ غربی جانب ہے، ہم سے تین سو یا چار سو فٹ بلند ہے اور شرقی جانب کا پہاڑ غالباً چھ سو فٹ ہوگا اور شمالی جانب پندرہ روزہ کے راستہ پر برف کا پہاڑ نظر آتا ہے۔ جس پر شعاع آفتاب کی بہت پہلے پڑتی ہے اور مطلع صاف ہو، تو اس کی چمک یہاں پر بخوبی نظر آتی ہے اور قریب کے پہاڑوں پر کہیں شعاع نہیں ہوتی اور لوگ نماز پڑھتے ہوتے

ہیں اور شرق وغرب جو پہاڑ ہے، اس پر بھی الموڑہ ہی کی آبادی ہے۔ سب طرف مکانات بنے ہوئے ہیں اور اس کوٹھی سے اور خاص شہر یعنی بازار سے چنداں تفاوت نہیں۔

اب اگر ایک ہزار فٹ پر دو منٹ بڑھائیں، تو گیارہ منٹ اور سوا منٹ طول یا عرض بلند کا کل سوا بارہ منٹ جمع کرنا پڑیں گے۔ جس حساب سے آج کا افطار ۲۳ منٹ پر ہونا چاہئے۔ (۱۱+۱۲=۰۲۳) لیکن میرے خیال میں ۲۰ منٹ سے پیشتر ہی مشرق سے سیاہی نمودار ہو جاتی ہے۔ لیکن مغربی بادلوں میں خوب سرخی اور چاروں طرف کسی قدر بادلوں پر سرخی پائی جاتی ہے۔ چونکہ صاحب زادہ صاحب موصوف کو تحقیق مطلوب ہے۔ اس لئے خاکسار نے یہاں کی مجموعی کیفیت گزارش کردی۔

امید کہ جواب باصواب سے ممتاز فرمایا جائے۔ رام پور سے جو نقشے آئے ہیں۔ ان میں اس نقشے کے حساب سے تین چار منٹ کا، بل ہے۔ یعنی غروب چار منٹ موخر ہے۔

حکیم خلیل اللہ خان عفی عنہ

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۰/۶۲۷)

(۲)

از کوہ الموڑہ نینی تال

۷/ ماہ مبارک ۱۳۳۳ھ

سحر وافطار کے نقشے عطا ہوں۔ صاحب زادہ نواب دولھا صاحب مانگتے ہیں۔ ایک دو منٹ کا تفاوت دیکھ لیا جائے گا۔

حکیم خلیل اللہ خاں عفی عنہ

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۰/۶۲۵)

حضرت مولانا محمد خلیل الرحمٰن خاں صاحب پیلی بھیت یوپی

(۱)

از پیلی بھیت

حضرت مولانا مخدومنا مطاع خادمان جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم۔

ندوہ کے دفتر سے ایک رسالہ ''اتمام الحجۃ علی مخالفی الندوہ'' آیا ہے۔ سید احمد صاحب رائے بریلوی کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ تہذیب کا دعویٰ کیا گیا ہے، مگر معاملہ برعکس معلوم ہوتا ہے۔

محمد خلیل الرحمٰن خاں عفی عنہ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، ص:۱۹)

حضرت مولنا محمد خلیل اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ محسنیہ شاہیہ کوچ بہار، ملک بنگال

از کوچ بہار (۱)

۲۸ر جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ

مخدوم ومکرم من زادمجدکم بعد از السلام علیکم

ملتمس ہوں کہ مرسلہ گرامی بنابر طلب نمونہ پارچہ رینڈی پہنچ کر باعث سرفرازی ہوا۔ حسب فرمائش عالی پارچہ مذکورہ کا کسی قدر نمونہ مرسل ہے۔ میرا اپنا مسلک یہ ہے کہ پارچہ مذکورہ شرعاً مباح الاستعمال ہے اور میں نے یہ مسلک بہت تحقیق اور بڑی جستجو اور قال اقول کے بعد اختیار کیا ہے۔ حضرت مخدومنا وشیخنا ابوالحسنات مولانا محمد عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ کے حضور میں ایک بزرگ کے ساتھ جو اباحت استعمال کے قائل تھے۔ میرا زبانی مباحثہ ہوا۔ میں مدعی حرمت کا تھا۔ آخر محاکمہ مولانائے مغفور سے انہیں کا مدعا صحیح ثابت ہوا۔ یہاں کے ایک بنگالی مولوی صاحب نے آج کل اس کے حرام ہونے کا بہت بڑا زور شور سے ایک فتویٰ لکھا ہے۔ بلکہ زہر اگلا ہے کہ مباح کہنے والے کو یکبارگی کافر بنا دیا ہے۔ نعوذ باللہ۔

مبادا کہ وجہ حرمت جامۂ رینڈی درایہ وروایہ ہیچک وجہ برنمی آرد وآں از قسم حریر منصوص الحرمۃ فی القرآن والحدیث بنسبت چہ عند التعمیق التفتیش بوضوح می پیوندد کہ ماہیت حریر وثوب مسطور الصدر ے کہ نبود بلکہ فرقے درمیان می باشد

غذائے کرم آبریشم برگ توت دست کما قال الناظم الگنجوی۔

کرمیے کہ از توت دواز برگ توت　زحلواوز ابریشم آورد سود

تو دہماں توت است اہل راج شاہی کہ نعبت و مخزن ابریشم ست زراعت توت می کنند و کرم ابریشم رامی خورانند و می پرورند چنانچہ ایں ہمہ بچشم سر دیدہ ام و می بینم وغذائے کرم جامہ مذکورورق پیدا انجیرست کہ ہندی آں رار یندہ ست وعلاوہ بر آں وجہ حرمت حریر تفاخرو تنعم و زینت و نفاست و تشبہ بالا کاسرہ والجبابرہ و اخوات آن ست وایں ہمہ در حریر یافتہ شود نہ در رینڈی وعلی فرض المحال اگر آں جامہ از قسم ابریشم ہم باشد پس وجہ عدم حرمت آں ایں خواہد بود کہ مراد از حریر منصوص حریر جید باشد نہ ردی بحکم ضابطہ اصول المطلق۔ ینصرف نظر الی فردہ الکامل ھذا ماخطر ببالی الکسیر واللہ تعالیٰ اعلم بحقائق الاشیا۔

نمقۃ العبد المشتاق الی ربہ الجلیل ابو اسماعیل محمد خلیل المدرس الاول فی المدرسۃ المحسنیۃ الراج شاھیۃ تجاوز اللہ عن ذنوبہ۔

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۸۰/۹)

حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب کچی باغ، بنارس، یوپی

(۱)

از کچی باغ بنارس

۶ رمحرم الحرام ۱۳۳۹ھ

معدن عالم صوری ومخزن اسرار معنوی جناب حضرت مولانا حافظ حاجی مفتی احمد رضا خاں صاحب دام ظلہ بعد ہدیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بکمال ادب ملتجی ہوں براہ کرم اپنے اوقات گراں مایہ سے چند منٹ خرچ فرما کر جواب سوالات مرسلہ مزین فرما کر بصیغہ بیرنگ پتہ ذیل سے مرحمت فرما کر مجھے مترصد کو شاد فرمایئے۔ ان مسائل کی یہاں سخت ضرورت ہے۔ ہم سب اعلیٰ حضرت دام فیضہ کے معتقدین سے ہیں۔ لہذا ہم سب بے حد انتظار کرتے رہیں گے ۔اگر جلد جواب سے مزین فرما کر مرحمت فرمایا جائے، تو عنایت لطف وکرم ہے۔

اس سے پیشتر حقیر نے اعلیٰ حضرت کے دار الافتاء سے ڈھائی سو نسخے رسالہ "انفس الفکر"، منگوا کر مسلمانوں کو تقسیم کیا۔ جس سے بہ نسبت سال گزشتہ وسال پیوستہ کے امسال باوجود کوشش بلیغ دشمنان دین کے قربانی گاؤ بکثرت المضاعف ہوئیں۔ الحمد للہ حضور کا فیض ایسا ہی ہے۔ زیادہ بجز تمنائے حصول زیارت اور کیا عرض کروں۔

فقط

آپ کا خادم عاصی خلیل الرحمٰن عفی عنہ بنارسی از محلہ کچی باغ

(فتاوی رضویہ طبع بمبئی ۹/۵۳۳)

حضرت مولانا خدایار خاں صاحب شہر کنبہ، بریلی شریف یوپی

(۱)

از شہر کہنہ بریلی

ارصفر المظفر ۱۳۱۹ھ

جناب مولانا معظم مکرم دام سالما   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک مسلمان شخص کے ہاتھ رس بیچا تھا...... بہ نرخ فیصدی من یہ شرط ٹھہری تھی کہ بعد ختم بیل ڈیڑھ مہینہ کے ادر جو روپیہ باقی نکلے گا، دیں گے۔ اگر نہ دیں گے، تو اس کا نرخ ......کا دیں، اور خدایار کے اوپر ہمارا روپیہ باقی نکلے، وہ بھی ڈیڑھ مہینہ کے اندر دیں۔ اگر میعاد میں نہ دیں، تو......کا نرخ لیں۔ سو روپیہ ہمارا نکلا۔ تیرہ سو اور میعاد گذ گئی۔ اب نرخ......کا لینا سود تو نہیں ہے؟ یا ہے۔ چونکہ میں آپ سے اکثر اپنے معاملات پوچھ لیتا ہوں۔ لہذا اب بھی تصدیعہ دیتا ہوں کہ مجھ کو صحیح اس کی اطلاع ہو جائے۔

زیادہ نیاز خاکسار۔ خدایار

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۷/۱۶۰)

جناب خدا بخش بھر چونڈی شریف، ڈھرکی، درگاہ عالیہ قادریہ سکھر، پاکستان

(۱)

از سکھر، سندھ

۲۳؍ رمضان ۱۳۳۹ھ

بخدمت عظامی منزلت، شمس الشریعت حضرت مولانا صاحب سلمہ ربہ

......انگریزی قانون کے مطابق جو شخص پانچ برس متواتر اپنی غیر آباد زمین کا محصول (یعنی خراج) نہیں دیتا۔ وہ زمین اس کی ملک سے نکل کر گورنمنٹ کی ہو جاتی ہے کہ بعد اس برس گزرنے کے بغیر رضامندی شخص مذکور کے دوسرے کو دیدیتے ہیں۔ آیا زمین مذکورہ بالا بموجب شرع شریف مالک کی ملک سے نکل کر گورنمنٹی بنتی ہے یا نہیں اور اس زمین کا لینا درست ہے یا نہیں؟ اگر کسی نے خریدی ہو، تو واپس دے یا نہیں؟ اگر دے، تو جو خرچ اس زمین پر کیا ہے۔ اس سے واپس لے یا نہیں؟ نیز یہ کہ اگر مشتری مالک کو دے، جب بھی گورنمنٹ اس کو نہیں دیتی، بغیر درخواست کے اور درخواست بسبب مفلسی کے وہ نہیں دیتا۔

خدا بخش عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۲۱۰/۲۰)

جناب ایم ایم داؤد احمد موسیٰ جی سالوجی، مقام گروگرس ڈروپ بکس ۳۳ ٹرانسوال، جنوبی افریقہ

از جنوبی افریقہ

(۱)

۱۴ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

اولاً تحریر حال ملک ٹرنسوال کرتا ہوں کہ اسئلہ ذیل کے جواب میں سہولت ہو۔ یہاں پر حکومت کفار ہے اور یہاں کے باشندے بھی کفار ہیں۔ ہاں کچھ لوگ مسلمان شافعی المذہب بھی ہیں۔ باقی مسلمان انڈیا کے تاجر وغیرہ ہیں۔ مگر مجموعہ مسلمان کفار کی نسبت بہت کم ہیں۔ گاؤں کا تو میں ذکر نہیں کرتا، مگر اس ملک کے شہروں میں تخمیناً مفصلہ ذیل تعداد ہوگی۔ کسی جگہ دس بیس، کسی جگہ تیس چالیس، کسی جگہ اسی سو، سوائے ایک شہر کے میرے خیال کے موافق کہیں چار سو پانچ سو کا مجمع نہ ہوگا۔ مساجد کا یہ حال ہے کہ کہیں تو کرایہ میں مکان لیا ہوا ہے اور اس میں نماز جمعہ وعید ادا کی جاتی ہے اور کسی جگہ مسجد ہے۔ مگر بوجہ قلت وہ بھی نہیں بھرتی۔

البتہ ایک جگہ تین مسجدیں ہیں اور مسلمانوں کی جماعت بڑی ہے۔ تخمیناً پانچ سو سے کم نہ ہوگی۔ نماز جمعہ وعید سب جگہ ادا کی جاتی ہے۔ عید کے موقع پر گاؤں کے مسلمانان وہ شریک نماز ہو کر تعداد بڑھا دیتے ہیں۔ میرے علم میں یہاں کبھی اسلامی

حکومت نہیں ہوئی اور حکام کی طرف سے کوئی حکم شرعی یہاں جاری نہیں۔ مگر نماز جمعہ و عید کو منع نہیں کرتے۔

جس جگہ کے لیے یہ تحریر کی جاتی ہے، وہ بھی شہر ہے اور ایک مسجد بھی ہے، تعداد مسلمانان ساٹھ ستر سے زیادہ نہیں۔ مسجد نہیں بھر سکتی، مگر عید کے موقع پر گاؤں والے شریک ہوتے ہیں اور مسجد بھر جاتی ہے۔

(۱) جمعہ کی ادا کے لئے شہر شرط ہے یا نہیں؟

(۲) شہر کس کو کہتے ہیں اکبر مساجد کی تعریف روایت مذہب ہے یا نہیں؟

(۳) جب قدرت اجرائے حدود شرط ہے اور بالفعل ضرور نہیں، تو توانی کی وجہ سے تعریف مذکور کو اختیار کرنا اور ظاہر مذہب کو ترک کرنا، کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟

(۴) علمائے حنفیہ کے اختلاف کی وجہ سے احتیاطی ظہر تجویز ہوئی، مگر جہاں حنفی مذہب کے موافق تحقق شروط نہ ہو اور دیگر مذاہب کے موافق ہو، وہاں کیونکر جائز نہیں۔ خروج اختلاف کی علت دونوں جگہ موجود ہے۔ الخ وہاں بھی جمعہ اور احتیاطی ظہر پڑھ لینا چاہئے۔

(۵) کل موضوع لہ امیر و قاض الخ سے استدلال عدم جواز جمعہ دار حرب پر ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۶) کیفیت مذکور کی رو سے کہاں جمعہ جائز ہے اور کہاں نہیں؟

(۷) جہاں ناجائز ہے، انہیں منع کیا جائے یا نہیں اور ان کی ظہر کا کیا حکم ہے؟

(۸) جہاں بادشاہ مسلمان نہ ہو، وہاں جمعہ کا کیا حکم ہے اور حکومت کفار

میں جمعہ کیوں جائز؟

(۹) یہ ملک دار حرب ہے یا نہیں؟

(۱۰) دار حرب کی کیا تعریف اور کس طور سے دار حرب، دار الاسلام بنتا ہے اور دار اسلام، دار حرب؟

(۱۱) جہاں شروط جمعہ نہ پائے جائیں، وہاں عید کی نماز کا کیا حکم؟ اگر جائز نہیں، تو پڑھ لینے سے کیا خرابی ہے۔ اگر اپنے مذہب کے طور پر واجب نہیں، تو دوسرے مذہب مثل شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تو واجب ہے اور خروج عن الاختلاف ہو جائے گا؟

(۱۲) ہماری جگہ شہر گنا جاتا ہے اور ایک مسجد ہے مصلی باشندے اسے بھر نہیں سکتے، یہاں جمعہ کا کیا حکم ہے؟

ایم ایم داوٗد احمد موسیٰ جی عفی عنہ

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۳۵۶/۳۵۵/۶)

جناب داور علی خاں سہاوری بخشی بازار کٹک اڑیسہ

(۱)

از کٹک

۸؍جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

ایک اشتہار بجنسہ روانہ خدمت کرتا ہوں۔ اس میں ص: ۶؍ میں جو لکھا ہے، اس سے مسلمانان کٹک بہت الجھن میں پڑ گئے ہیں۔ کیونکہ جس کتاب کے حوالہ سے لکھا ہے، وہ غیر ملقدین کی کتاب کا حوالہ ہے۔ اس واسطے مکلّف ہوں کہ اس کا جواب دیجئے۔ تاکہ مسلمانان کٹک کی بے چینی دور ہو۔

محمد داور علی خاں عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۴؍۶۴۷)

جناب دلاور حسین قاسمی قادری برکاتی، جواہر پور، ڈاکخانہ، شیش گڑھ، ضلع بریلی

(۱)

از جواہر پور

۲۹/ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ

قبلۂ ایمانیاں وکعبۂ روحانیاں وجان ایماں بخش ایں بیجان مقبول بارگاہ صمدیت مولانا ومرشدنا اعلیٰ حضرت ادام اللہ تعالیٰ برکاتہم وافضالہم۔

بعد بجا آوری مراسم سرافگندگی وآداب دست بستہ کے گزارش خدمت کفش برداران حضور میں یہ ہے، جوکہ ترکہ متوفیہ کنیزک حضور میں اس کے دو نابالغ لڑکے حضور کے غلام زادہ اور ایک پدر اور ایک شوہر میں اور متاع ترکہ مختلف طور پر ہے۔ زیور وپارچہائے پوشیدنی وبرتن واثاث البیت، اس کی تقسیم میں نہایت تفکر ہے۔ اس میں سے قریب چار سو روپئے کے زیور فروخت ہوگیا۔ جس کا روپیہ موجود ہے اور پانسو روپئے کے قدر اور اسباب وزیور باقی ہے۔ جس کا فروخت ہونا نہیں معلوم ہوتا اور ہو، تو عرصہ میں ہیں اور کم قیمت پر اب چونکہ نابالغ شریک ہیں۔ اس فروخت میں بھی خوف ہے، پھر اس کی حفاظت اپنی طبیعت قطعی اس بار کو نہیں اٹھاتی۔

دنیا کے مال ومتاع اور فرزندان حتی کے مادر وپدر سے بھی دلچسپی نہیں۔ اگر اطاعت والدین اور تعلیم فرزدان فرض نہ ہوتی، تو کسی طرح یہ بار پسند نہ ہوتا۔ حضور ہی کے قدموں پر یہ زندگانی مستعار بسر کی جاتی اور اس امر کی حضور سے التجا ہے کہ ایسا نصیب ہو، یہ امر یقینی ہے کہ حضور رکسی وقت اپنے اس سگ دور افتادہ کو توجہ باطنی سے فراموش نہ فرماتے ہوں گے۔ اگر حضور کا تصرف باطنی معاذ اللہ ایک دم کو جدا ہوجائے

تو یہ اندوہ کہیں طالب طلب حضور از حضور مسلمانی رہے اور جان سے بیکار ہو جائے۔

اس مال میں سے اپنا حصہ لینے کا قصد بیت اللہ شریف کے قصد سے ہے اور کوئی سبیل بظاہر نہیں معلوم ہوتی، ورنہ لڑکوں اور پدر کے نام بآسانی تقسیم ہو جاتا۔ اگر ایسے ممکن ہو کہ بقیہ اسباب تخمینے سے تقسیم کر لیا جائے اور روپیہ حساب سے پدر کا حصہ پدر کو دے دیا جائے اور لڑکوں کا حصہ مع زر نقد کے خرید لیا جائے اور یہ ان کے حصے کے روپئے بطور قرض میرے پاس رہیں۔ جب وہ بالغ ہوں، تو ادا کر دیئے جائیں۔ اس وقت مجھ کو ان کے تصرف کا اختیار حاصل ہو جائے، تو اس میں بہت آسانی ہو جائے۔ کیونکہ بہت چیزیں ایسی ہیں کہ فروخت بھی نہیں ہو سکتیں۔ مثل پارچہائے پوشیدنی زنان اور ان کا بیچنا بھی معیوب معلوم ہوتا ہے جب کہ یہ احقر غلامان اس پر شریعت کی رو سے قابض ہو جائے گا۔ تو اختیار خدا کی راہ میں دیدینے کا ہو جائے گا۔ ورنہ وہ رکھے رکھے بیکار ہو جائیں گے یا اپنے میں مشغول کریں گے۔ جس سے طبیعت عاری ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہو، تعمیل کی جائے اور کیا یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے باپ اس میں سے کچھ لے لیں اور بقیہ کو معاف کر دیں یا بلا تقسیم کچھ نقد لے کر میرے ہاتھ فروخت کر دیں۔ جیسا حضور نے فرمایا تھا کہ اپنی خوشی سے اس کے عوض ایک رومال لے لیں، تو بھی عہدہ برآئی ہو سکتی ہے اور اسی حالت میں یہ رومال دے کر راضی ہونے میں لفظ معافی کی ضرورت ہوگی یا یہ رومال صرف اس کی قیمت ہو جائے گا۔

تکلیف دہی کی معافی فرمائیں اور اپنی محبت عطا۔

عریضہ ادب سگ بارگاہ　　دلاور حسین

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰/ ۷۷، ۷۸ طبع ممبئی)

سید ذوالفقار احمد صاحب، نظر باغ متصل مکان عالم گیر خاں، گلشن آباد، مالوہ

(۱)

از گلشن آباد

۲۳ رشوال ۱۳۲۴ھ

مرشد دین، ہادیِ راہِ متین جناب مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب دام فیضھم

بعد تسلیم بصد تعظیم و تکریم عرض پرداز خدمت سامی ہے۔ استفتاء ارسال خدمت سامی ہے۔ یہاں کے بعض علماء ایسا فرماتے ہیں کہ زوج ہندہ کل ترکہ ہندہ کا مالک نہیں ہوسکتا۔ نہ اس میں تصرف واسطے تعلیم تربیت پسر کرسکتا ہے۔ صرف اپنے حصہ چہارم و حصہ پسر ہندہ میں اس کو حق تصرف کا ہے۔ ترکہ ہندہ سے چہارم اس کے پدر متوفی کا ہے و چہارم ہندہ کے برادران کو ملنا چاہئے۔ اندریں باب جیسا حکم شرع ہو۔ اس سے نیاز مند کو آگاہی بخشیں۔ فقط

...... کہ مسماۃ ہندہ فوت ہوئی۔ اس کا ایک لڑکا نو سال کا اور ایک زوج، اور ایک پدر اور دو برادر وارث ہے۔ عرصہ ہوا کہ مسماۃ ہندہ کا پدر فوت ہوگیا۔ اب ان وارثوں میں پسر کے رکھے اور تعلیم کرانے کا اس وقت کون مستحق ہے اور جو ترکہ ہندہ کا زیور وغیرہ رہا ہے۔ اس میں تصرف کا واسطے تربیت پسر متوفیہ کے کون مستحق ہے اور کس کے پاس رہے گا۔

سید ذوالفقار احمد عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج ترجمہ، طبع لاہور ۶۲۶/۱۹)

مولانا سید شاہ رضی الدین حسین صاحب، مخدوم پور، ڈاکخانہ ٹرہٹ، ضلع گیا

(۱)

از مخدوم پور

یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ

جناب مستطاب مخدومنا مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب زادمجدہم،

بعد ہدیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کے مکلّف خدمت ہوں کہ اس موضع مخدوم پور قاضی چک میں اور نیز قرب وجوار میں اس کے نماز جمعہ وعیدین ہم لوگ مقلدین حنفی پڑھا کرتے ہیں اور جماعت جمعہ کی خاص اس موضع میں پندرہ بیس آدمی اور کبھی کم بھی ہوا کرتی ہے۔ اب بعض معترض ہیں کہ جمعہ دیہات میں نزد امام ابوحنیفہ صاحب جائز نہیں ہے۔ پڑھنا بھی نہیں چاہئے۔

مخدومنا! پڑھا کروں یا ترک کردوں۔ حضور کے نزدیک جو جائز ہو، مطلع فرمائیں۔ تاکہ مطابق اس کے کاربند ہوں اور نماز عیدین بھی دیہات میں ہو یا نہ ہو؟ شہر صاحب گنج سے ۱۲ ر کوس پر ہے۔

زیادہ حد نیاز

احقر رضی الدین حسین عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۳۴۶/۸)

(۲)

از مخدوم پور

یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ

جناب مستطاب مخدومنا زاد مجدہم

دیہات میں قربانی حسب دستور ہو، یا نہ ہو، کیونکہ مسئلے اس کے جمعہ کے مسئلے سے ملتے ہیں۔ زیادہ حد ادب

احقر رضی الدین حسین عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۳۸۰/۲۰)

حضرت مولانا محمد رضا خاں صاحب بریلوی کرتولی، ضلع بدایوں، یوپی

(۱)

از کرتولی، بدایوں

۶ رذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

بحضور قبلہ وکعبہ دارین مدظلہم العالی، بجاہ النبی الروف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم

سلام سنت اسلام کے بعد عرض ہے کہ قربانی کی غرض سے دو گائیں خریدنے کو چماروں کو روپیہ دے کر بھیجا۔ وہ دو گائیں خرید لائے، جو گراں قیمت ثابت ہوئیں۔ اس پر اور دو گائیں منگوائیں۔ وہ بھی بسبب گرانی قیمت کے اور یہ کہ ان موخر گائیوں میں سے ایک پر گابھن کا خیال ہے۔ جس نے فروخت کی، وہ جولاہا ہے۔ کہتا ہے کہ گابھن ہوگئی ہے۔ مگر ابھی کہل تھن ہے۔ جس کو اور لوگ بھی گابھن کہہ سکیں۔ صرف دو جانیں کا خیال قربانی کا تھا۔ آیا ان گائیوں کا فروخت کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟ ان کے عوض میں اپنی گائیں دے سکتا ہوں یا نہیں؟

ایک گائے پارسال قربانی کے واسطے منگوائی تھی (ان چاروں کو وقت آنے کے قربانی کے واسطے نامزد نہیں کیا۔ پارسال والی کو نامزد کر دیا تھا) روانگی کے وقت لنگڑی ہوگئی۔ بریلی جانے کے قابل نہ رہی، اب اچھی ہے۔ دو مہینہ بعد اندازاً پا چلے گی۔ اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ آیا وہ میرا مال ہے یا قربانی کا؟

(۲) قرآن مجید بائیں ہاتھ میں باوضو لے کر تلاوت جائز ہے یا نہیں؟

محمد رضا خاں عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۲۰ / ۴۴۷)

(۲)

از کرتولی بدایوں

یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

بحضور میاں بھائی دام ظلہم العالی بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمین الٰہی آمین۔

صورت مسئولہ یہ ہے کہ ربیع ۲۵ھ ف میں بعد اختتام کار ربیع فصل سے خالی زمین کر کے چند کاشتکاران مرزاپور ساکن موضع سلن نگر نے زبانی استعفا دیا۔ جس میں سے ایک شخص نے مجھ سے خود کہا کہ میں نہیں کروں گا۔ بجواب اس کے میں نے کہا کہ تو ہم سے ناتہ توڑ رہا ہے۔ دو روپیہ فارغ خطانہ کے دے دے۔ اس نے وہ بھی دے دیئے۔

قاعدہ یہ ہے کہ تا وقتیکہ زمیندار کاشت کار کو بے دخل نہ کرائے یا وہ استعفا بے ضابطہ مقررہ نہ دے، اس وقت تک نام کاشتکار خارج نہیں ہوسکتا اور کاشت کار بلا اخراج نام بصورت مداخلت زمیندار اگر چاہے تو دعویٰ مال اور فوجداری میں کرسکتا ہے۔ ۲۶ھ ف کے شروع میں سب کو دوبارہ اطلاع دی گئی کہ چاہے زمین کرو یا پڑی رکھو، لگان دینا ہوگا۔ اس پر بھی انہوں نے زمین کاشت کرنے کا اقرار کیا۔ نہ کاشت کی، ۲۶ھ خریف موجود ۲۷ھ کی نالش کر دی گئی۔ آج ان مقدمات کی تاریخ ہے۔ کل حضور کے اقبال سے چار قطعہ نالشات

روپیہ ملازم کو دیئے گئے اور انشاء اللہ العزیز انہیں دو چار یوم میں اور ملیں گے۔ یہ روپیہ مجھ کو جائز ہے یا نہیں؟

بنظر احتیاط ناکارہ غلام نے دو عدد بہیلیاں قیمت ۱۴ کو ہر شخص کو اس کا روپیہ اس کے ہاتھ میں دے کر اور یہ کہہ کر ہم اپنا معاملہ پاک کرنا چاہتے ہیں۔ نصف بہیل تمہارے ہاتھ فروخت کرتے ہیں۔ تم اس کو پر خرید کرتے ہو۔ سب نے بخوشی اپنے مطالبہ میں قبول کیا اور عمل بیع واقع ہوگیا۔ یہ کاشتکار رئیس کھیڑہ کی زمینداری میں آباد ہیں۔ ان سات کس مدعاعلیہم کے ہمراہ ایک کارندہ یا تھنیت زمیندار اور ایک اس کا رفیق تھا۔ یہ صورت میں نے حضور میں اس بنا پر پیش کی کہ بجز اس کے کہ پٹواری مطیع اور نالشات دائر ہیں اور زیادہ دباؤ کی صورت نہیں۔ بیع خوشی سے عمل میں آئی، کاشتکار سب کفار ہیں۔

محمد رضا خاں عفی عنہ

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۱۹/۴۰۵)

حضرت مولانا شاہ محمد رکن الدین صاحب نقشبندی، محلّہ قاضی واڑہ، راجپوتانہ

(۱)

از ریاست الور

۲۲/ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قاطع بدعت وضلالت جامع معقول ومنقول جناب مولانا احمد رضا صاحب ادام فیوضہم وبرکاتہم   اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فقیر حقیر مسکین محمد رکن الدین حنفی نقشبندی مجددی نادیدہ مشتاق زیارت دو مسئلے خدمت شریف میں پیش کر کے امیدوار ہے کہ جناب اپنی تحقیق سے اس عاجز کو ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

ایک مسئلہ تو جماعت ثانی کا ہے۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ رد المحتار میں جو اقوال کراہت وعدم کراہت کے نقل کئے ہیں، ان میں سے کراہت کا قول اس محلّہ کی مسجد کی نسبت کہ جس میں امام اور موذن اور نمازی معین ہوں، ظاہر الروایہ بیان کیا ہے اور اسکو مدلل بھی کر دیا ہے۔ اور عدم کراہت کے قول کی صحت بھی منقول ہے کہ جو منسوب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ہے، وہ بھی اس میں موجود ہے۔ اب یہ فرمائیے کہ ظاہر الروایہ کے مقابلہ میں جبکہ وہ مدلل بھی ہو، دوسرے قول بلا دلیل کی ترجیح کس طرح ہو سکتی ہے۔

فقیر حقیر مسکین محمد رکن الدین حنفی نقشبندی مجددی عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۷/۱۵۲)

(۲)

از راج ریاست الور

۲۲/ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ

یہ ہے کہ جمعہ کی پہلی چار سنتیں اگر قضا ہو جائیں، تو بعد فرض جماعت کے اسے سنت وقت کے اندر قضا کر لے یا نہیں؟ اس میں صاحب ردالمحتار تحریر فرماتے ہیں کہ جمعہ کی سنت مثل سنت ظہر کے نہیں ہیں۔ لہٰذا گذارش ہے کہ اس کی تحقیق سے بواپسی ڈاک اطلاع بخشی جائے۔ دو چار علماء سے گفتگو ہوئی، تو انہوں نے جناب کی تحقیق کی طرف توجہ دلائی۔

فقیر محمد رکن الدین نقشبندی عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۷/۴۲۲)

(۳)

از جے پور

۱۴/صفر المظفر ۱۳۳۶ھ

تاج العلماء مایہ نازِ سنیاں مخزنِ علوم حضرت مولانا الحاج مولوی احمد رضا خان صاحب مد اللہ ظلالکم　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

ایک مدت سے گو ذریعہ مراسلت دریافت خیریت مزاج وہاج سے قاصر ہوں، مگر الحمد للہ کہ مردمان آئندگان کی زبانی خیریت معلوم ہونے سے مسرت ہوتی رہتی ہے۔ ایک عرصہ کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کے دربار میں حاضری کا اتفاق ہوا۔ واپسی میں جے پور بھی نواب واجد علی خان صاحب کے طلب کرنے پر قیام کرنا پڑا۔

ایک مولوی وہابی سے گفتگو ہوئی۔ اثنائے گفتگو میں مولوی عبدالسمیع صاحب

مرحوم مغفور کی اس عبارت پر کہ جو انہوں نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: من احدث فی امرنا هذاماليس منه فهورد، کے نسبت لکھا ہے کہ شارحین نے مالیس منہ کی شرح میں یہ لکھا ہے: فیه اشارة الی ان احداث مالاینازع الکتاب والسنة لیس بمذموم یہ اعتراض کیا کہ یہ الفاظ کسی شرح میں نہیں ہیں۔ اس وقت صحیحین کو جو دیکھا گیا، تو نہ مولوی احمد علی سہارنپوری کے شرح میں ہے اور نہ نووی میں اس کا پتہ لگا۔

لہٰذا گزارش ہے کہ جناب اس عبارت کو تحریر فرمادیں کہ کونسی شرح میں ہے۔ کیونکہ مولوی عبدالسمیع صاحب مرحوم نے بھی کسی شرح کا حوالہ نہیں دیا۔ دوسرے شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق حق المسائل کے اندر ثبوت سوم و چہارم میں بحوالہ حاشیہ یہ عبارت نقل فرمائی ہے: ان المسلمین یجتمعون فی کل عصروزمان یقرئون القرآن ویهدون ثوابهٗ لموتاهم، ولی هذا اهل الصلاح والدیانة من کل مذهب من المالکیة والشافعیة وغیرهم ولاینکرذالک منکر فکان اجماعاً عنداهل السنة والجماعة خلافاً للمعتزلة۔

شاہ صاحب موصوف نے بھی کسی شرح کا حوالہ نہیں دیا، اس کے بارے میں بھی عرض ہے کہ جناب تحریر فرمادیں کہ یہ عبارت کونسی شرح میں موجود ہے۔ وہابی صاحب کا یہ اعتراض ہے کہ سنی یونہی جھوٹے حوالے دیدیتے ہیں۔ فقیر کے بھی نظر سے نہیں گذرا، جواب باصواب الورروانہ فرمایا جائے۔ بفضل تعالیٰ یہاں سے تو اس وہابی کو نکلوا دیا ہے۔ مگر ہم کو بھی تو اس عبارت کی اصلیت معلوم ہونا چاہیے۔

زیادہ نیاز مسکین محمد رکن الدین نقشبندی قادری الوری

(فتاویٰ رضویہ، طبع بمبئی ۱۲/۲۱۴، ۲۱۵)

مولانا ریاست حسین خاں صاحب، محلّہ ملا ظریف، متصل مراد آباد، رامپور

(۱)

از رامپور

۴ر رمضان ۱۳۱۵ھ

بخدمت شریف جناب مولوی صاحب دامت فیوضہم

بعد سلام مسنون

پریشان حال کا التماس یہ ہے کہ ایک مسئلہ کا جواب اشد ضروری ہے۔ اگر جلدی تحریر فرمادیں تو مہربانی ہوگی۔ یہ آپ کی مہربانی اور احسان سے بعید نہ ہوگا اور لوگ بہت دعائیں دیں گے۔ اس بارے میں فریقین میں فیصلہ آپ کی تحریر پر طے ہوا ہے اور تفسیر احمدی سے منقول خلاصۃ التفاسیر کی عبارت یہ ہے:

(چونکہ عدد طلاق کے جاہلیت میں مقرر نہ تھے۔ جس قدر چاہتے تھے، طلاق دیتے۔ یہاں تک کہ ایک عورت ام المومنین عائشہ کے پاس آئی اور اپنے شوہر کے بار بار رجوع کرنے کی شکایت کی۔ یعنی طلاق دی، جب عدت پوری ہونے آئی، رجوع کیا۔ پھر طلاق دی۔ یعنی اسے معلق چھوڑ دیا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور میں عرض کیا حق تعالیٰ سبحانہ نے نازل فرمایا: (الطلاق مرتن الخ)

اردو کی وجہ سے فریقین ایک مسئلہ پر متفق نہ ہوسکے، اگر تفسیر احمدی کی اصل

عبارت ہوتی، تو فیصلہ کے قابل ہوتی۔ اب آپ سے امید ہے کہ جناب کتب کی عبارت تحریر فرما کر سرفراز فرمائیں گے۔ والسلام

زید نے اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دی اور عدت میں رجوع کرلیا اور دوسال گذرانے کے بعد پھر ایک طلاق رجعی دی اور عدت میں رجوع کرلیا، تین سال گھر رکھنے کے بعد پھر ایک طلاق دی۔ اب زید مذکورہ بیوی کو نئے شخص سے نکاح اور حلالہ کے بغیر نکاح میں دوبارہ لاسکتا ہے یا نہیں؟

(ریاست حسین خان)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۲/۲۰۵)

(۲)

از رام پور

۲۲ شوال ۔ ۱۳۱۵ھ

ایک شخص نے اپنے نکاح میں ایجاب وقبول کے بعد اقرار نامہ میں یہ تحریر کیا۔ منکہ یونس علی پسر حسین علی مرحوم حال ساکن ناکندیہ علاقہ تھانہ منکنڈو ضلع ارکان اپنی صحت اور بقائی عقل بغیر جبر واکراہ اپنی خوشی سے اقرار کرتا ہے کہ مسمات مہر النساء دختر غلام علی مرحوم کو چند شرائط کے ساتھ اپنی نکاح میں لاتا ہوں:

پہلی شرط یہ کہ مسمات مذکورہ کو شرعی تعلیم بابت نماز، روزہ وغیرہ امور دینیہ دینے میں پوری کوشش کروں گا۔ حتی کہ یہ کہا کہ آٹھویں شرط یہ ہے کہ مسمات مذکورہ کی مرضی کے بغیر کسی دوسری عورت سے اپنا نکاح نہیں کروں گا۔ اگر کروں، تو دوسری بیوی کو تین طلاق ہوگی اور نویں شرط یہ ہے کہ اگر مذکورہ شرائط میں سے کسی شرط سے انحراف

کروں، تو مسمات موصوفہ کو اختیار ہوگا کہ اس کاغذ اور تحریر کے بموجب اپنے آپکو تین طلاق کے ساتھ میری زوجیت سے خارج کر کے دوسرے شخص سے نکاح کرے یا میرے نکاح میں رہے۔ نقل بعینہ اقرار نامہ ختم ہوتا ہے۔

اب اسکے بعد یونس علی نے مسمات مذکورہ کو تین طلاقیں دیکر مہر النساء کی رضا ورغبت کے بغیر دوسرا نکاح کرلیا' تو صورت مسئولہ میں یونس علی کی دوسری بیوی کو تین طلاق ہوئیں یا نہیں؟

جناب فیض مآب مولانا صاحب! آپ کا فیض واقبال ہمیشہ قائم رہے۔ سلام کے بعد عرض ہے کہ اس سوال کا جواب جلدی عنایت فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ ہم ہمیشہ ممنون احسان رہیں۔ اس مسئلہ میں دوسرے علماء بھی اختلاف کر رہے ہیں۔ بعض دوسری بیوی کی طلاق پر مصر ہیں اور بعض اسکی طلاق نہیں مانتے۔ آپ کا فتویٰ اور فیصلہ کیا ہے اور مختار قول کیا ہے۔ میں اپنے پاس مختلف کتب نہ ہونیکی کی بنا پر تکلیف دے رہا ہوں۔ تکلیف پر معافی چاہتا ہوں۔

فقط والسلام

ریاست حسین خاں عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۲۴۶/۱۳)

حضرت مولانا محمد رمضان صاحب واعظ جامع مسجد آگرہ

(۱)

از اکبرآباد

۲۴ صفر المظفر ۱۳۳۱ھ

حضرت مولانا بالفضل والمعرفۃ اولانا مجد دمائۃ حاضرہ دام مجدکم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک استفتاء ارسال خدمت اقدس ہے۔ امید ہے کہ جواب باصواب سے جلد سرفراز فرمایا جاؤں۔ یہاں یہ مسئلہ درپیش ہے اور میری نظر سے ابھی کوئی نظیر ایسی نہیں گذری، جس سے تشفی بخش جواب دیا جاسکتا۔ خیال آتا ہے کہ زید وکیل بالقبض ہے۔ مگر سارا باب وکالت کا دیکھ ڈالا۔ یہ صورت ایسی انوکھی ہے کہ صاف جواب نہیں ملتا۔ لہذا تصدیعہ وہ خدمت عالیہ ہوا۔

زیادہ والتسلیم بہزار تفخیم عاجز محمد رمضان عفی عنہ واعظ جامع مسجد آگرہ۔

سوال: ایک مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ کیا گیا۔ عمرو نے پانچسو روپے کا ایک چیک دیا، جو نوٹ نہیں تھا۔ بلکہ کتاب کا ورق تھا۔ جس کے ذریعہ سے بینک سے روپیہ وصول کیا جاسکتا ہے کہ بینک سے روپیہ نکال کر کے اس رقم میں شامل کرلیا جائے، وہ چندہ زید کے پاس جمع ہوا، جو اس مسجد کے متولیوں

میں سے ایک متولی تھا، اس نے چیک کا روپیہ وصول نہیں کیا، خواہ غفلت سے ہو یا خواہ اس چیک میں بینک کی جانب سے کوئی اعتراض ہوا۔ بعدازاں زید کا انتقال ہوگیا اور ورثائے زید نے بھی روپیہ وصول نہیں کیا۔ ازاں بعد عمرو کا بھی انتقال ہوگیا۔ باقی متولیان مسجد مذکورہ نے ورثائے زید پر اس جمع شدہ چندہ کی نالش کرکے ڈگری بھی حاصل کرلی، ورثائے زید سے اس چک کا روپیہ وصول کرنا کہ ان کے مورث کی غفلت یا بینک کے کسی اعتراض کی وجہ سے وصول نہیں ہوا تھا۔ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسا روپیہ مسجد کی تعمیر میں لگانا درست ہے یا نادرست؟ یہ ملحوظ رہے کہ وہ چک اب کسی کام کا نہیں رہا۔

محمد رمضان عفی عنہ

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۶/۲۴۳)

جناب رحیم بخش صاحب، دیورنیاں ضلع بریلی شریف، یوپی

(۱)

از دیورنیاں

تاریخ ۱۳۳۴/۱۱ھ

جنابِ مولوی صاحب قبلہ!

بعد ادائے آداب کے عرض ہے۔ دیگر احوال یہ ہے۔

ایک شخص نے ایک راس بکری عید الاضحیٰ کو قربانی کی اور اس کی کلیجی ٹول اور خاسہ میں باندھ کر قبر کہنہ میں دفن کیا اور اس مذکور کا گوشت سب تقسیم کر دیا۔ اپنے لئے قطعی نہیں رکھا۔ محلّہ والوں نے سبب دریافت کیا، تو اس نے جواب دیا کہ مجھے اپنے فعل کا اختیار ہے، تحریر فرمایئے کہ یہ قربانی جائز ہے یا کیا قصہ ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کوئی ٹوٹکا کیا ہے۔ تحریر فرمایئے کہ کیا وجہ ہے؟

رحیم بخش عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۲۰/۴۵۵)

جناب رشید احمد خان صاحب، ٹارنب براہ، ڈاکخانہ ویلزلی اسٹریٹ، ۶ رکلکتہ

از کلکتہ   (۱)

جناب مولوی صاحب! بعد آداب کے عرض خدمت میں یہ ہے کہ اگر زید برابر نماز پڑھتا رہے، لیکن یکم جنوری سے ۱۵ رتک قضا ہوگئی۔ ۱۶ رسے پھر پڑھی اور قضا بھی ترتیب وار ادا کرنے لگا۔ ۲۰ رتک برابر پڑھتا رہا، پھر پانچ روز کی قضا ہوگئی، ۲۵ رسے شروع کی تو قضا کس طرح ادا کرے۔ یعنی ترتیب وار جیسی یکم جنوری کی صبح پھر ظہر وعصر ومغرب وعشاء پھر ایسے ہی ۱۵ رتاریخ رفتہ رفتہ دو چار یوم میں ادا کر چکا۔ اب ۱۵ رسے ۲۰ رتک تو پہلے ہی پڑھ چکا ہے۔ ۲۰ رسے ۲۵ رتک کے قضا پھر اسی طور پر ادا کرے یا کیا حکم ہے؟

باقی آداب رشید احمد خاں عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۴۲/۸)

جناب رفیق احمد صاحب محلہ عباسی ، امروہا، مراد آباد، یوپی

(۱)

از امروہا

۱۹؍ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

مرشدی ومولائی مد فیوضکم العالی

بعد آداب ونیاز غلامانہ گذارش ہے کہ یہاں بعض اشخاص اس امر کے مدعی ہیں کہ سادات بنی فاطمہ علیہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی متنفس خواہ وہ کوئی مشرب رکھتا ہو اور کیسے ہی اعمال کا ہو، نار دوزخ سے بری ہے اور ثبوت میں آیت تطہیر وحدیث اکــــرمــــوا اولادی ،الخ وغیرہ کے علاوہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی فتوحات مکیہ کا باب سلیمان فارسی پیش کرتے ہیں۔ اس کے متعلق آں قبلہ کی جو کچھ رائے اقدس ہو، اس سے مطلع فرمائیے۔

زیادہ آرزوئے قدمبوسی رفیق احمد عفی عنہ

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۲؍۲۱۵)

جناب مولوی رشید احمد گنگوہی، گنگوہ ضلع سہارنپور

(۱)

از گنگوہ

شعبان ۱۳۲۰ھ

بعد سلام مسنون آنکہ آپ کی تحریر طویل دوبارہ مسئلہ زاغ بندہ کے پاس پہنچی۔ بندہ نے اس وقت تک کوئی اس مسئلہ میں نہ کوئی موافق تحریر سنی ہے، نہ مخالف اور نہ آئندہ ارادہ سننے کا ہے اور نہ مسئلہ حلت غراب موجودہ دیار میں مجھے کسی قسم کا شبہ یا خلجان ہے، جس کے رفع کے لئے مزید تحقیق کی ضرورت ہو، ایام طالب علمی سے یہ مسئلہ بندہ کو معلوم ہے، اسی وقت بغرض اطمینان اپنے اساتذہ کرام سے بھی پوچھ لیا تھا۔ وہ کتب متداولہ درسیہ سے اس کی حلت خود ظاہر ہے اور متدبر کو ذرا غور سے واضح ہو جاتا ہے۔ بحث مباحثہ مناظرہ مجادلہ کا نہ مجھے شوق ہوا، نہ اس قدر فرصت ملی۔ البتہ نفس مسئلہ حلت و حرمت مجھ سے بارہا سینکڑوں ہزاروں مرتبہ مجھ سے کسی نے پوچھا اور میں نے بتلا دیا۔ اب نہ معلوم پچاس سال کے بعد یہ شور و غل کیوں ہوا۔ میں نے آپ کا مسئلہ بھی نہ سنا ہے اور نہ سننے کا قصد ہے۔ مگر چونکہ آپ نے ٹکٹ بھی نہیں بھیجا، اس لئے اس کو واپس نہیں کیا۔ صرف یہ کارڈ آپ کے رفع انتظار کے لئے بھیجا ہے، ورنہ اس کی بھی حاجت نہ تھی۔ مجھے اس وقت سے پہلے یہ بھی خبر نہ ہوئی تھی کہ اس مسئلہ میں کوئی تحریر کسی طرف سے چھپی ہے۔ البتہ مجھ سے سینکڑوں آدمیوں نے پوچھا ہے۔ میں نے اسی قدر جس قدر ہدایہ وغیرہ میں درج ہے۔ لکھ دیا ہے۔

والسلام　　　از بندہ رشید احمد گنگوہی

(دفع زیغ وزاغ مشمولہ مسائل رضویہ ص: ۲۰۳/۲۰۴ مطبوعہ لاہور)

جناب زاہد بخش صاحب، موضع فرید پور
،ڈاکخانہ ڈمرہ کاندہ، ضلع ہم نگہ، ملک بنگال

(۱)

ازفرید پور

بدرگاہ والاشان!

بعد آداب عرض ہے کہ حضور نے جو فتویٰ عنایت فرمایا۔ اسی دن سے اذان باہر مسجد ہونا شروع ہوا۔ انشاء اللہ تمام ملک میں فتویٰ چلانے کا ارادہ کرتا ہوں۔

محمد زاہد بخش عفی عنہ

(ہفت روزہ ''دبدبہ سکندری''، ۲۰؍ جولائی ۱۹۱۴ء ص: ۵)

حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب نقشبندی چاہ شور، رام پور

(۱)

از رامپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وافضل الصلوٰۃ والسلام علی الحبیب العزیز الرؤف الکریم وآلہ الکرماء واصحابہ الرحماء

امابعد از جانب فقیر خادم بارگاہ احمدی محمد سلامت اللہ عفی عنہ

بخدمت عالی مرتبت والا شان سمو المکافہ والمکان جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ ظلہم علی رؤسنا بعد السلام علیکم

بصد ادب معروض آنکہ رجسٹری اول ودوم موصول ہوئیں۔ پہلے کی دیکھنے سے یہ گمان غالب ہوا کہ حضرت کی خدمت میں کسی نے جھوٹی خبر پہنچا کر حضرت کو میری طرف سے سخت بدگمان کردیا کہ اس تحریر میں حضرت نے مجھے مخاطب ٹھہرایا۔ دوسری رجسٹری سے اس گمان پر گویا مہر ورجسٹری ہوگئی کہ حضرت نے اس میں تحریر فرمایا کہ جناب کے فتوائے اولٰی پر چون ایراد کئے اور ثانیہ پر ساڑھے تین سو۔

مکرما معظما مفخما! میں نے آج تک اس باب میں نہ کوئی فتوی لکھا، نہ کوئی تحریر کامل لکھنے کا اتفاق، نہ اپنے مشاغل ضروریہ سے اس کی آئندہ امید، البتہ جب مجھ کو لوگوں نے بہت مجبور کیا، تو ایک بار میں نے ایک پرچہ علیحدہ پر لکھ دیا کہ میرے یہاں عمل درآمد اس طور پر ہے۔

دوسری بار یہ لکھا کہ جو امر متوارث ہے، وہی حق ہے۔ اس عبارت کو لوگوں نے

اپنی اپنی تحریروں پر لکھ کر شائع کیا۔ اس مقدار پر تو بحمد اللہ سبحانہ حضرت کو اس فقیر کے ساتھ اتفاق ہے، سوائے اس کے اور عبارت خود بڑھا گھٹا کر جو لوگوں نے جو ایجادیں کیں۔ ان کی نسبت الی اللہ تعالیٰ المشتکیٰ کے سوا میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ پس مجھ کو اپنے مخاطبہ سے جملہ تحریروں میں معافی دی جائے ۔ ان فتووں اور تحریروں کی میری طرف نسبت سراسر افترا اور بہتان ہے۔ جو لوگ ان کے محرر ہیں، ان کو مخاطب بنانا چاہیے اور انہیں کو نشانہ ملامت بنانیکا استحقاق حاصل ہے۔ اگرچہ بوجہ اس بات کے کہ وہ ہمارے اخوان دینی حقیقی ہیں۔ میری طرف بھی راجع ہوگا۔ مگر چونکہ نہ وہ فتاویٰ و تحریرات میرے مشورے سے ہوئیں، نہ میں نے ان کی تصدیق کی، نہ میں نے کسی کو ان کا امر کیا۔ لہٰذا میں ضرور مستحق معافی کا ہوں۔ آگے اختیار بدست مختار واللہ سبحانہ الموفق۔

دوسری رجسٹری خط مسرت نمط کی مجھے کل عصر کے وقت مثنوی شریف کے درس میں وصول ہوئی، مگر بوجہ علالت طبیعت و تیمارداری بیماران متعلقین آج عصر کے وقت میں نے اسے کھولا اور پڑھا۔ معلوم ہوا کہ حضرت نے اس کا جواب چہار شنبہ تک طلب فرمایا ہے۔ لیکن بسبب عذر مذکور وقت تدارک فوت ہو چکا تھا۔ لہٰذا اس سے اطلاع بھی میں نے ضروری سمجھ کر عرض کی۔

جناب قبلہ عالم میاں خواجہ احمد صاحب مدظلہم یہاں تشریف نہیں رکھتے۔ جب رونق افروز ہوں گے، یہ نامہ نامی وصحیفہ گرامی سامی پیش کر دوں گا۔

زیادہ حد ادب　　فقط والسلام خیر ختام　　عریضہ: محمد سلامت اللہ عفی عنہ

(الف ہفت روزہ "دبدبہ سکندری" رامپور یکم جون ۱۹۱۴ء ص:۳/۴)

(ب: سلامت اللہ لاہل السنہ لدفع اہل الفتنہ، طبع بریلی ص:۷۵)

مولانا مفتی سراج احمد صاحب مدرس علوم عربیہ بہاولپور، پاکستان

(۱)

از بہاولپور

۲۸ رمارچ ۱۹۱۸ء

بخدمت حضرت مولانا صاحب علامۃ الدہر مولوی احمد رضا خاں سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

چونکہ یہ خاکسار اس وقت ایک ایسے رسالہ علم میراث کی تصنیف میں لگا ہوا ہے، جو نہایت سہل مختصر اور منضبط قواعد پر مشتمل ہو، تقلید قواعد قدیمہ کی بالکل ترک کر کے جدید قواعد ایسے ایجاد ہو چکے ہیں، جو ایک ہی عمل کے ذریعہ سے مناسخہ تک مسئلہ بن جاتا ہے کہ دوسرے عمل رد۔ عمل رد، عول تصحیح، وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ علیٰ ہذہ القیاس ذوی الارحام اور اس کے مناسخہ کی تسہیل بھی پرے درجہ تک کی گئی ہے۔ امید کہ تعبد تکمیل وہی بنا بر تقریظ حضور کی خدمت میں بھی ارسال کیا جائے گا، چونکہ اولاد صنف رابع کے قاعدہ تحریمی میں سخت اختلاف ہے۔

لہٰذا حل ہونا اس مشکل کا بغیر امداد آں حل المشکلات صاحب کمال کے سخت مشکل ہے اور کوئی دوسرا اہل فن باکمال میری رائے میں موجود نہیں کہ حل کر سکے۔ پس بہر حال دوسرے شغل کو بالفعل بند فرما کر مکمل قاعدہ مفتی بہ بمع نقل

عبارات فقہیہ لکھ کر ارسال فرمائیں ۔ تاکہ بعینہ آپ کے فتویٰ کو درج رسالہ کیا جائے گا۔ میرے پاس کوئی اور کتاب بجز شامی و در مختار و تنقیح الحامدیہ کے نہیں ہے۔ تاکہ صریح جزئی کا مسئلہ حاصل کرسکوں ۔ جوابی لفافہ مرسل خدمت ہے۔ جب تک جواب آپ کا نہیں آئے گا۔ میں انتظار میں مضطرب رہوں گا اور رسالہ بھی ناقص رہے گا۔

ختم ۲۸ ر مارچ ۱۹۱۸ء راقم خادم شرع سراج احمد مدرس علوم عربیہ چاچڑ ریاست بہاولپور ازطرف فقیر احمد بخش چشتی سجادہ نشین چاچڑ شریف تاکید مزید بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ

(فتاویٰ رضویہ، طبع بمبئی ۵۰۸/۱۰)

مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب زینت بخش پھلواری شریف، پٹنہ، بہار

(۱)

از پھلواری شریف

۱۴ر شوال المکرّم ۱۳۱۳ھ

بعالی خدمت جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب زید مجدہم۔ مکرمی و معظمی جناب مولوی صاحب ذی المجد والمناقب۔ از خادم درویشاں محمد سلیمان قادری چشتی ہدیہ تسلیم قبول فرمایند، امابعد

آپ کی تحریریں بنام برادرم مولوی حکیم محمد ایوب سلمہ اللہ تعالیٰ آئیں۔ مگر افسوس ہے کہ مجھے آپ اپنا مخالف سمجھ کر اس سعادت سے محروم رکھا۔ اس میں شک نہیں کہ میں ندوہ کا حامی ہوں اور اس کا رکن کہلاتا ہوں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں نے اپنی دیانت وعقیدہ کو خراب کر ڈالا۔ حاشا وکلا میں ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ آپ سے یا علمائے بدایوں سے مخالفت کروں اور ردوکد کا سلسلہ جنابانی شروع ہوجائے۔ نعوذ باللہ۔

مخدوما! میں تو آپ صاحبوں کا ہم خیال ہوں۔ کابراً عن کابر، پھر آج ندوہ کی وجہ سے کیوں ایسا کروں اور میں بلا تقیہ وتوریہ پکار پکار کر کہوں گا کہ ندوۃ العلماء کے الف لام سے مراد یہی علمائے اہل سنت ہونا چاہیے۔ نہ روافض وخوارج ونیچر یہ

ووہابیہ خذلہم اللہ الی یوفکون۔

اب رہی یہ بات کہ یہ ندوہ میں کیوں شریک ہوئے اور کیوں نہ نکالے جائیں گے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اراکین ندوہ اور آپ بزرگان سب لوگ مل کر اس مادہ میں کوئی مشورہ کریں اور ایک عمدہ صورت داخل وخارج کی قائم کریں۔

میرا ارادہ عین موقع پر بریلی آنے کا تھا۔ مگر ان شورشوں کا مقتضی یہ ہے کہ میں شام وصبح میں وہاں داخل ہو جاؤں۔ ہر چند میں ڈپٹی صاحب کا مدعو ہوں اور وہ میرے مکرم ہیں، مگر اسٹیشن سے اتر کر پہلے جناب حضرت شاہ نیاز احمد رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت سے شرف اندوز ہو کر آپ سے ملوں گا۔

آپ اگر مجھ سے رنجیدہ ہیں، تو میں تو آپ سے نہیں آزردہ ہوں اور جناب کی بھی یہ رنجیدگی بنظر اصلاح ہے، نہ بنظر فساد میرے پاس چند خطوط آئے ہیں۔ جن میں لکھا ہے کہ بریلی وبدایوں کے علماء نے آپ کو بھی سخت و درشت کہا، مگر مجھے اس بات کا وثوق نہیں اور پھر ہو بھی تو بر سر منبر اپنی برائیوں کے اقرار پر میں مستعد ہوں اور آپ بزرگوں سے دعاء کا خواستگار ہوں۔ ما ابری نفسی ان النفس لامارة بالسوء۔

مولانا میں ننگ خاندان ہوں، مگر نسبت میری کسی بارگاہ میں ضروری ہے۔ کچھ تو پر تو ادھر کا پڑنا چاہیے۔ مولانا میں نے صد ہا کتابیں وہابیہ کی تردید میں لکھی ہیں اور اکثر چھپ کر شائع وذائع ہوئیں۔ مثلاً ایصال ثواب، درود سلام، رسالہ حضوری وغیر ذلک مگر بوجہ خیالات صوفیانہ اب ایسی تحریروں سے ہوتا ہے۔ مجبور ہوں، اس کے

یہ معنی نہیں کہ میں اس قوم سے راضی ہوگیا۔ یہ میری قلت فرصت وکثرت مشاغل کا سبب ہے۔ مع ہذا پھر بھی جب اس قوم کی چھیڑ چھاڑ ہوتی ہے، تو کچھ بول بھی لیتا ہوں۔ لایستطیع الصب کتم ھواہ اذا ابدت عبرتہ وضناہ۔

اب میں یہ امیدوار ہوں کہ ندوہ کی اصلاح بآشتی ہونا چاہیے اور اس میں کوشش فرمایئے۔ میں بھی ہر طرح سے حاضر ہوں اور اگر اصلاح نہ ہوئی، تو میری شرکت بھی معلوم، میں نے جناب مولوی سید محمد علی صاحب سے عرض بھی کیا تھا کہ آئندہ سال سے مجھے رکن انتظامی سے خارج کردیجئے۔ میں سمجھتا ہوں، وہ زمانہ آ گیا۔

آپ کا خادم: محمد سلیمان قادری چشتی پھلواری شریف ضلع پٹنہ

(اشتہارات خمسہ، طبع بریلی ص:۳،۴)

مولانا سلامت اللہ صاحب نائب منصرم مجلس مؤید الاسلام فرنگی محل لکھنؤ، یوپی

از فرنگی محل لکھنؤ　　(۱)

۳؍ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ

مولانا المعظم دام بالمجد والکرم　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

استفتا موصول ہوا، مشکور فرمایا، گو ہم کو اصل مسئلہ کے متعلق جناب کی رائے سے آگاہی ہوگئی۔ مگر جناب کے استفسارات کے باعث ضرور ہوا کہ امور مستفسرہ کا جواب دیا جائے۔ ان کو مفصل لکھ کر ارسال کرتا ہوں۔ امید ہے کہ اب جواب شافی عام لوگوں کے فائدہ کی غرض سے تحریر فرمایا جائے۔

امور مستفسرہ مع تصریح

س　(۱)　مصالحت کیا کی؟۔

ج　(۱)　عالم نے مصالحت یہ کی کہ گورنمنٹ مقدمات اٹھالے اور کسی کو قیدیوں سے معافی مانگنے کی حاجت نہ ہو۔ یہ امر ثابت نہ ہو کہ یہ لوگ مجرم تھے۔ مسجد کی زمین پر گورنمنٹ اپنی ملکیت نہ ثابت کرے۔ مسلمانوں کو اس پر قبضہ دلادے، اگر جبراً گورنمنٹ اس کے مرور کو مشترک کرتی ہے، تو وہ حاکم ہے۔ خلاف احکام اسلامیہ ہے۔ اس سے مسلمانوں کو اطمینان نہ ہوگا اور موقع موقع اس کے لئے کوشاں

رہیں گے ۔ البتہ مقدمات دیگر امور کے متعلق دوبارہ ہنگامہ کانپور مسلمان کچھ نہ کریں گے۔

س (۲) وہ امر جس پر مصالحت کی تجویز گورنمنٹ تھا۔ جسے عالم مذکور نے قبول کیا، یا اس عالم نے پیش کیا اور اسے گورنمنٹ نے مان لیا؟۔

ج (۲) گورنمنٹ نے خود مصالحت کی خواہش کی ۔ اس امر پر کہ مسلمانوں کے اوپر جو مقدمات ہیں ، گورنمنٹ کی طرف سے اور مسلمانوں کو جو گورنمنٹ سے دعاوی ہیں، ان کے بارے میں کوئی سمجھوتا ہو جائے۔ تا کہ گورنمنٹ کو مسلمانوں سے بدظنی اور مسلمانوں کو گورنمنٹ سے بے اعتباری نہ ہو اور بے چینی دفع ہو۔

س (۳) گورنمنٹ نے خود ہی مراحم خسروانہ کے لحاظ سے یا ملکی فوائد کے اعتبار سے قیدیوں کو آزاد کیا۔ جیسا کہ عبارت سوال سے ظاہر ہے، اس کے بعد کی منازعت سوال میں مذکور نہیں کہ کیا تھی؟ اور عالم مذکور نے کیا اور کس طرح قطع کی؟۔

ج (۳) گورنمنٹ نے بلحاظ مراحم خسروانہ یا باعتبار فوائد ملکی خود خواہش تصفیہ کی کی، نہ کہ قیدیوں کو بلا مقابلہ کسی امر کے چھڑا دینا چاہا، بلکہ اس کو مشروط کیا کہ مسلمان آئندہ مقدمات نہ چلائیں اور مسجد کی زمین پر اجینہ اسی طریقہ کی عمارت نہ تعمیر کریں ۔ گورنمنٹ سے اور مسلمانوں سے مقدمات اور اس کے ضمن میں باہم کشیدگی و منازعت تھی ۔ جس کو کہ عالم مذکور نے قطع کر دیا۔

س (۴) بعد اس کے کہ ممبران متعینہ گورنمنٹ نے زمین پر مسلمانوں کا قبضہ ہرگز نہ مانا اور صاف کہہ دیا کہ یہ کسی طرح ممکن نہیں، جیسا کہ سائل کا بیان ہے۔

پھر عالم مذکور کی رائے سے یہ کیونکر طئے پایا کہ قبضہ زمین پر مسلمانوں کو دلایا جائے۔ آیا صرف عالم مذکور کا اپنے خیال میں ایک مفہوم متخیل کرنا یا یہ کہ بعد ردوقدح عالم نے ممبران گورنمنٹ سے یہ امر طے کرالیا؟۔

ج (۴) گورنمنٹ کے متعینہ ممبروں نے ابتداء مسجد کی زمین پر کسی قسم کا قبضہ دینے سے انکار کیا عالم کی انتہائی جدوجہد سے اس نے کہا کہ ہم عمارت کی اجازت دیں گے، جو قانوناً وعرفاً قبضہ ہے۔ اگر چہ گورنر جنرل لفظ قبضہ کو اپنی زبان سے نہ کہیں۔ یہ عالم کا متخیلہ نہیں، بلکہ ممبر متعینہ نے صاف صاف کہہ دیا کہ یہی قبضہ ہے۔ غرضیکہ قبضہ خود ممبر متعینہ کی زبان سے طے کرالیا۔

س (۵) نیز اس کی رائے سے طئے پانا کہ سردست اس زمین پر کسی کی ملک نہ ثابت کی جائے۔ ایک مفہوم تھا کہ اس کے اپنے ذہن میں رہا یا گورنمنٹ نے عالم مذکور کی رائے سے اسے طے کیا؟۔

ج (۵) زمین کی ملکیت جو گورنمنٹ اپنی ہی سمجھتی تھی اس کے بارے میں صرف عالم کا تخیلہ نہ تھا۔ بلکہ ممبر متعینہ سے اس نے صاف صاف کہہ دیا اور کہلوالیا تھا کہ ملک وقف میں کسی کے لئے ثابت نہیں ہوتی۔ اس واسطے ہم اپنے لئے ہی ثابت کرنے کے درپے نہیں ہیں۔ بلکہ مشیر قانونی نے بھی یہی کہا کہ ہماری ملک غصب سے چلی نہیں گئی کہ ہم اپنی ملک کے ثابت کرنے کو کہیں۔ بلکہ ہم اسی قدر چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ اپنے لئے ملک ثابت نہ کرے۔ چنانچہ گورنمنٹ نے ایسا ہی کیا۔

س (۶) ''سردست'' کے معنیٰ کیا لئے اور وہ بھی عالم مذکور کے خیال

میں رہے یا گورنمنٹ سے طئے کر لئے؟

ج (۶) سر دست کے معنیٰ ممبر متعینہ سے صاف کہہ دیئے گئے کہ ہم تخلیص شراکت مرور کے لئے ہمیشہ چارہ جوئی کرتے رہیں گے اور اس وقت تک مطمئن نہ ہوں گے۔ جب تک کہ گورنمنٹ مسلمانوں کی خواہش پوری نہ کر دے۔ بلکہ ممبر متعینہ نے یہ بھی صاف صاف کہہ دیا کہ جب قانون بن جائے گا، تو خواہ نخواہ یہ مسئلہ بھی طئے ہو جائے گا۔ اس وقت جس قدر عالمگیر خوشی ملک میں ہے اور اس سے اندیشہ فریقین کے لئے مشکلات کا ہے، وہ دفع کر دیا ہے اور ہم اس وقت اس خواہش کو پورا نہیں کر سکتے ہیں، ورنہ ہم کو اس میں بھی کوئی عذر نہ ہوتا۔

س (۷) عالم مذکور کو گورنمنٹ نے حکماً مجبور کیا تھا یا مسلمانوں نے اپنی طرف سے مامور کیا تھا، وہ بطور خود گیا تھا؟۔

ج (۷) عالم مذکور کو عام مسلمانوں نے طلب نہیں کیا تھا۔ وہ از خود گیا تھا۔ بلکہ مقدمہ کے کارکنوں نے باصرار عالم مذکور کو خود بلایا تھا اور ممبر متعینہ نے اس سے اس معاملہ میں گفتگو شروع کی۔ جس کے اثناء میں اس نے صاف کہہ دیا کہ میرا کام مسئلہ بتا دینے کا ہے۔ خدا کے گھر کا معاملہ ہے۔ میرا گھر نہیں ہے، جس طرح وہ چاہے اور اس کا حکم ہو، سننا چاہیے، نہ کہ جس طرح میں یا آپ چاہوں، علماء کو جمع کرنا چاہیے، مسلمانوں کو جس سے اطمینان ہو، وہ صورت اختیار کرنا چاہیے، مگر ممبر متعینہ نے کہا کہ ہم کو تمہاری رائے پر اعتماد ہے، ہم علماء کی مجلس نہ جمع کریں گے۔ تم اپنی رائے کہہ دو اور ہم بالکل گفتگو منقطع کرتے ہیں اور صرف ایک گھنٹہ کی مہلت ہے۔ چنانچہ اس عالم نے بعد سخت گفتگو کے مشورہ دیا کہ ملک سے سروکار نہ رہنا چاہیے

، قبضہ مسلمانوں کے تئیں کر دیا جائے۔ حق مرور اگر مشترک ہو، تو ہم اس کی وجہ سے اس وقت منازعت باقی رکھنا نہیں چاہتے۔ اپنے قیدی چھڑا لیتے ہیں اور اشتراک مرور کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں گے اور حسب قواعد میونسپلٹی بٹوایا جائے۔ تاکہ ہم اس سے بہترین تدبیر اپنے تحفظ جزء مسجد کی کرا سکیں۔ جس کی کامل توقع ہے۔ ان سب امور کا تصفیہ ممبر متعینہ سے کر دیا گیا جو ایک مجمع میں مسلمانوں کے ہوا اور ان سب باتوں کی تصدیق وہ عالم کرا سکتا ہے۔ اس نے کسی حکم مخالف شرع کو بلا جبر و اکراہ خود امر طے شدہ قرار دے کر جائز چارہ جوئی کا دروازہ بند نہیں کیا۔ بلکہ جس کو جمہور علماء ناجائز کہتے تھے۔ اس کو اس نے بھی ناجائز قرار دیا اور صاف ظاہر کر دیا کہ برابر اس کی چارہ جوئی جائز طور پر کی جائے گی۔ کسی قسم کی دشواری نہیں پیدا کی۔ کیونکہ بے قاعدہ حرکات کو کوئی نہیں روک سکتا اور با قاعدہ احکام اسلامیہ کی چارہ جوئی ہر وقت ہو سکتی ہے۔

دیوانی کے مقدمات ہر طرح کے دائر کیے جا سکتے ہیں اور آئندہ کے لئے نظیر تو درکنار ایک مختتم قانون تحفظ معابد کا بنایا جانا قرار دلوا دیا گیا ہے۔ جس سے خود حسب تصریح ممبر متعینہ اس متنازعہ فیہ حصہ کا بھی مسلمانوں کے موافق ہونا متوقع ہے۔ اس عالم کی رائے ہے کہ یہ قبضہ و حق مشترک مرور قابل اطمینان نہیں، بلکہ حدود و سلامت روی کے اندر رہ کر گورنمنٹ پر اس امر کا خلاف قوانین اسلامیہ ہونا ظاہر کریں اور گورنمنٹ کا مستمر قانون کی مذہبی دست اندازی نہ کرے گی۔ یاد دلا کر بلا ضرر و اضرار فائدہ پائیں۔ اس صورت میں عالم مصیب ہے یا نہیں؟ امید ہے بر تقدیر صدق مستفتی جواب صاف عطا فرمایا جائے۔

سلامت اللہ عفی عنہ

(ابانۃ المتواری فی مصالحۃ عبد الباری، طبع بریلی، ص: ۴/۵/۶/۷/۸)

حضرت مولانا الحاج حکیم محمد سراج الحق قادری۔ (پتہ درج نہیں ہے)

جناب مولانا المعظم والمفخم المکرّم مولانا احمد رضا خاں صاحب زادکم اللہ علماً وعملاً،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امروز از عنایت فرما محمد عبدالواحد علی خاں صاحب رئیس بدہالسنی ضلع بلند شہر تذکرہ ندوہ ومجلس اہلسنت درمیان آمد او شان مبلغ دہ روپیہ ماہوار برائے مجلس اہلسنت ردِ ندوہ رامقرر فرمودند نام شان درزمرہ معاونان اہل سنت درج نمودہ ہموار کتب مطبوعہ فرستادہ آید۔

حکیم محمد سراج الحق عفی عنہ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی، ص: ۲۰)

مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد مدرس اول و مہتمم مدرسہ انوار العلوم شہر گیا، بہار

(۱)

از گیا، بہار

۱۲ر شوال ۱۳۳۴ھ

مولانا صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف!

باعث تحریر عریضہ ہذا یہ ہے کہ اس سال نظر بحالات موجودہ حج کے متعلق عائد مسلمین کو کیا حکم دیا جائے۔ جناب عالی کی رائے صائب ہوگی، کیا خبر احوال شریف مکہ وموجودہ جنگ کے واقعات مسقط وجوب ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر بالفرض اس قسم کا احتمال مسقط وجوب ہو بھی تو ایسے موقع پر فتویٰ کیا دینا چاہیے۔ امید ہے کہ جواب بالصواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

محمد سجاد عفی عنہ

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۰ر۱۷ر)

جناب سراج الدین صاحب، جج ریاست بہاولپور (پنجاب) پاکستان

از بہاولپور (۱)

۱۵/ شعبان المکرّم شنبہ ۱۳۳۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعالی خدمت حضرت مولانا جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب، مدفیوضکم

آیا مسلمان مرد عورت کے نکاح کے اثبات میں غیر مسلم کی شہادت پر حصر کرنا جائز ہے۔ حسب ذیل صورتوں میں کس طرح حکم دینا چاہیے:

(الف) ایک مسلم مرد کا نکاح ایک مسلمہ عورت کے ساتھ ہوا۔ گواہان ایجاب وقبول میں ایک گواہ یا دونوں گواہ غیر مسلم ہیں۔ آیا نکاح ثابت قرار دیا جاسکتا ہے؟

(ب) انعقاد نکاح کے وقت کی کئی شہادات ہیں، لیکن غیر مسلم گواہ بروئے شہرت عامہ اس مسلم کا مسلمہ کے ساتھ نکاح سننا بیان کرتے ہیں۔ آیا ایسی صورت میں نکاح ثابت قرار دیا جاسکتا ہے؟

سراج الدین عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۸/۱۲۳)

جناب حافظ سجاد شاہ صاحب، موضع سراں، ڈاکخانہ بشندور، ضلع جہلم، پاکستان

(۱)

از سراں

۱۷رشعبان ۱۳۳۷ھ

بخدمت جناب فیض مآب سرتاج حنفیاں حضرت احمد رضا خاں صاحب،

ادام اللہ فیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام کے بہزار آداب، التماس کہ ہم حنفیاں کو بڑا فخر ہے کہ آپ جیسے مجتہد فقیہ، خلیفہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وامام اعظم اس زمانے کے آپ موجود ہیں۔ ان مسئلوں مفصلہ ذیل کی سخت ضرورت ہے، مہربانی فرما کر بتحقیق عمیق وتدقیق مایطیق ارشاد فرمادیں۔ عند اللہ ماجور ہوں گے۔

اما مسئلہ اولیٰ فی الزوال کی اور شناخت وقت ظہر کی سخت ضرورت ہے۔ میں اس میں بہت حیران ہوں۔ بعض اوقات مجمع عام میں نماز ظہر جو بدخول وقت اول ہی پڑھی جاتی ہے۔ مگر مجھے یقین دخول وقت کا بھی نہیں ہوتا۔ آپ تحریر فرمائیں کہ بارہ بجے کے بعد ایک دومنٹ پر وقت ظہر داخل ہوتا ہے یا نہیں اور جس دیہات میں حساب گھڑی کا نہ ہو، تو مسجد کے دروازہ سے اگر سایہ باہر ایک دو انگشت نکلے ،تو ظہر داخل ہے یا نہ، پھر جب یہ سایہ بڑھنے میں ہو، تو وقت ظہر داخل ہے یا نہ؟۔

قبل قیام ظہیرہ نصف نہار کے سایہ گھٹتا رہتا ہے۔ نصف نہار کو کھڑا ہوتا ہے۔ پھر بڑھنے لگتا ہے۔ جب سایہ بڑھانے میں ہو، تو ظہر داخل ہے یا نہ اور سایہ اصلی ظہر کے واسطے نکالا جاتا ہے یا نہ، شناخت ظہر سفر حضر میں کس طرح ہوتی ہے اور سایہ اصلی قبل زوال یا وقت زوال یا بعد زوال کیا ہوتا ہے اور سایہ اصلی بوقت دوپہر بطرف

شمال ہوتا ہے۔ پس عصر کے واسطے مقیاس کی بیخ سے سایہ اصلی خارج بطرف مشرق کیا جاتا ہے یا کہ بطرف شمال خارج کر کے پھر دو چند کیا جائے۔

فرائد سنیہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ بطرف شمال سایہ اصلی کو چھوڑ کر دو چند کیا جائے۔ عبارت فرائد سنیہ کی یہ ہے۔

معرفة فی الزوال یغرز خشبة مستویة فی ارض مستویة قبل الزوال فالظل ینقص فاذاوقف لم ینقص ولم یزد فھو قیام الظھیرة فاذااخذفی الزیادة فقدزالت الشمس فخط علیٰ راس الزیادة خطافیکون من راس الخط الی العود فی الزوال فاذاصار ظل العود مثلہ اومثلیہ من راس الخط من موضع غرز العود خرج وقت الظھرو دخل وقت العصرو فی الزوال یکون الی الشمال[1]

فئی الزوال کی پہچان، زوال سے پہلے ایک سیدھی لکڑی ہموار زمین میں نصب کی جائے، تو اس کا سایہ کم ہوتا جائے گا۔ جب سایہ ٹھہر جائے اور گھٹے بڑھے نہ، تو یہ قیام ظہیرہ کا وقت ہے۔ جب بڑھنے لگے، تو سورج کا زوال شروع ہوجاتا ہے۔ اب جہاں سے بڑھنے کا آغاز ہوا ہے، وہاں ایک لکیر بطور نشان لگادو، اس لکیر سے لکڑی تک جو سایہ ہے، یہ فئی الزوال ہے۔ جب لکڑی کا سایہ اس کی ایک مثل یا دو مثل ہوجائے۔ یعنی لکیر سے، نہ کہ لکڑی کی جڑ سے، تو ظہر کا وقت ختم ہوجائے گا اور عصر کا وقت داخل ہوجائے گا اور زوال کا سایہ شمال کی جانب ہوتا ہے''۔

اس مسئلہ کی مجھے سخت ضرورت ہے۔ مہربانی فرما کر اس میں اچھی غور فرما کر پھر ان میں جو جو میرے سوالات ہیں۔ جن کے سبب میں غلطی میں پڑا ہوں۔ ان کو بنور سواد منور فرماؤ۔   (سجاد شاہ عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۵/۳۲۲)

---

[1] فرائد سنیہ

نواب سید سرفراز علی خاں فرزند اکبر نواب سید دلیر الملک سکندر آباد، دکن

از سکندر آباد

(۱)

حامی سنت قامع بدعت جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب دامت فیوضہم

پس از سلام مسنون واضح رائے سامی ہو، آپ حضرات نے مذہب کا ساتھ دیا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہوگا۔ مولانا اس میں آپ کو تکلیف بھی سہنا پڑے گی۔ لیکن تھوڑی سی استقامت آپ کو بہت کچھ فائدہ پہنچانے والی ہے۔ مجلس علمائے اہل سنت کی تائید کو میں مذہبی تائید یقین کرتا ہوں۔ اس کی خدمت کو باعث افتخار، دس روپیہ ماہانہ اور پچاس روپیہ یک مشت بطور امداد نذر مجلس ہیں۔

سید سرفراز علی خاں

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا طبع بریلی، ص: ۲۱)

مولانا نواب سلطان احمد خاں صاحب رئیس بریلی، بہاری پور بریلی

(۱)

از بریلی

۲۵ رشوال ۱۳۲۸ھ

بغرض عرض حضرت مولانا دامت فیوضہم ونفعنا بعلومہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بوقت روانگی اس عاجز کے بجانب عرب شریف کے حضرت نے اس کتاب کی نقل کے واسطے فرمایا تھا۔ پس حسب ارشاد تعمیل حکم بجالایا تھا۔ اس کتاب کی نقل کرنے کے لئے یہ کاغذ اور قلم وروشنائی سب مکہ مکرمہ میں خرید کر لکھنا شروع کیا۔ یہاں تک خدائے کریم نے نقل پوری کرادی اور بعد ختم نقل مقابلہ بھی مولوی محمد گل صاحب کی مدد سے ہوگیا۔ لیکن عجب اتفاق ہے کہ آج اس کتاب کو نقل کئے ہوئے عرصہ چھ سال کا ہوگیا۔ مگر خدمت میں پیش نہ ہوسکی۔ ایک خاص وجہ وجیہہ سے امروز فردا کرتے کرتے اس قدر زمانہ منقضی ہوا، اگر اب حضرت کی طرف سے تقاضہ نہ ہوتا، تو شاید کچھ وقت اور بھی یوں ہی گذر جاتا۔ اس حالت میں ارسال خدمت میں کرنا انسب معلوم ہوا۔

کل امر مرہون بوقت میں نے اس کے انتخاب کا قصد کیا تھا۔ وہ بھی حیز التوا وتاخیر میں رہا۔ خیر پھر کبھی حسب ضرورت مستعار منگالی جائے گی۔

یہ بھی اتفاقی امر ہے کہ ختم مقابلہ کی تاریخ ۲۵ رذی القعدہ تھی اور آج حوالگی کتاب کی تاریخ ۲۵ رشوال ہے۔ تاریخیں تو بالکل مطابق ہیں۔ رہا دن تو اور ختم مقابلہ یوم خمیس تھا اور آج یوم سبت ہے، تو ایام میں اگرچہ ظاہری اتفاق تو نہیں، مگر باطنی اتفاق ہے کہ بارک الیہ یوم السبت والخمیس وارد ہوا، اب رہا سال تو ان میں اختلاف کی وجہ تکمیل سال کے سبب سے ہے۔ والسلام خیر ختام وتم مرام وختم کلام

راقم سنین الی خمسین ۲۵ رشوال ۱۳۲۸ھ

(قلمی مکتوب مخزونہ بکتب خانہ راقم غلام جابر شمس مصباحی)

نواب سردار علی خان بہادر ابن نواب سید سردار سیر الملک بہادر سکندر آباد، دکن

از سکندر آباد

(۱)

حامی اسلام ماحی کفر وظلام فخر دوراں مولوی احمد رضا خاں صاحب، دامت فیوضکم العلیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اس دلی خوشی کا اظہار نہیں کرسکتا۔ جو دستور العمل مجلس اہل سنت کی مشاہدی سے مجھ کو حاصل ہوئی۔ اس وقت میں آپ حضرات کی توجہ کا اس طرف مبذول ہونا ضرور غیبی تحریک ہے۔ سنی بھائیوں پر آپ حضرات کا یہ ایسا احسان نہیں، جس کو وہ کسی وقت فراموش کرسکیں۔ میں متبرک مجلس کی خدمت کو اپنا فخر سمجھتا ہوں اور نہایت خوشی کے ساتھ ۱۰ روپیہ ماہوار اور پچاس روپیہ یکمشت سے مجلس مبارک کی خدمت کو حاضر ہوں۔

سرادار علی خان

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی، ص: ۲۰/۲۱)

سردار مجیب رحمان خاں، مجیب نگر، ڈاکخانہ مونڈاکوٹھی ضلع کھیری، یوپی

ازکھیری　　(۱)

۲۶ رصفر ۱۳۲۷ھ

جناب مولوی صاحب معظم مکرم منہل الطاف وکریم الاخلاق عمیم الاشفاق زادمجدکم وفیوضکم

بس از تسلیم مسنون، نیاز مشحون وتمنائے لقائے شرف عرض خدمت والا ہے۔

نسبت زلزلہ مشہور ہے کہ زمین ایک شاخ گاؤ پر ہے کہ وہ ایک مچھلی پر کھڑی رہتی ہے۔ جب اس کا سینگ تھک جاتا ہے، تو دوسرے سینگ پر بدل کر رکھ لیتی ہے، اس سے جو جنبش وحرکت زمین کو ہوتی ہے، اس کو زلزلہ کہتے ہیں۔ اس میں استفسار یہ ہے کہ سطح زمین ایک ہی ہے۔ اس حالت میں جنبش سب زمین کو ہونا چاہیے، زلزلہ سب جگہ یکساں آنا چاہیے۔

گزارش یہ ہے کہ کسی جگہ کم کسی مقام پر زیادہ کہیں بالکل نہیں آتا۔ بہرحال جو کیفیت واقعی اور حالت صحیح ہو، اس سے معزز فرمائیں۔ بعید از کرم نہ ہوگا۔

زیادہ نیاز وادب:　　راقم آثم سردار مجیب رحمان خان عطیہ دار علاقہ مجیب نگر

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۸۹/۱۲)

(۲)

ازکھیری

۱۹ر شوال ۱۳۲۷ھ

عالی جناب حاجی مولوی احمد رضا خان صاحب زاد فیوضکم،

پس از تسلیم مسنون نیاز مشحون، گذارش مدعا یہ ہے کہ راقم نے جو مسجد جدید تعمیر کرائی، اس میں ایک مختصر سا باغیچہ ہے۔ جس میں اکثر اشجار ثمر دار ہیں اور مرچیں وغیرہ بھی ہوتی ہیں۔

آپ کی خدمت میں التماس ہے کہ براہ کرم حکم شرع شریف سے معزز فرمائیے کہ ان اشیاء کا استعمال جائز ہے، یا نہیں؟ اگر استعمال جائز ہے، تو کس طریقہ سے؟ جواب سے معزز کیا جاؤں۔

سردار مجیب رحمان خان

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۶/۳۱۸)

جناب سرور خاں صاحب سیتارام بلڈنگ، کوٹھی عبد اللہ علی رضا، بمبئی، مہاراشٹر

(۱)

از بمبئی

۱۳ر محرم الحرام ۱۳۳۴ھ

مصدرِ فیض وحسنات، مکرم ومعظم بندہ اعلیٰ حضرت مولانا قبلہ دام ظلکم، السلام علیکم

برادرم محمد عبد العزیز خاں نے کلکتہ سے آنجناب سے جان کے بیمہ کی نسبت دریافت کیا تھا۔ آنجناب نے ناجائز کا فتویٰ دیا۔ مذکورہ فتویٰ کو انہوں نے میرے پاس بھیج دیا۔ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سوال اُن کا ناقص ہے۔ دوبارہ بغرض تحقیق مسئلہ مذکورہ مفصلاً پیش ہوتا ہے۔ امیدوار جواب باصواب ہوں۔

ایک بیمہ کمپنی میں جس کے مالک ومختار سب کے سب نصرانی المذہب ہیں۔ علاوہ دریا وآگ کے بیمہ کے، جان کا بیمہ بھی ہوتا ہے۔ صورتیں اس کی متفرق ہیں:

پہلی صورت میں تمام عمر ایک مقررہ فی بیمہ اتارنے والا کمپنی مذکورہ کو تمام عمر ہر سال دیتا رہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں کو بیمہ کی رقم دی جاتی ہے۔ مثلاً ۳۰ر سال کی عمر کے شخص نے ہزار روپیہ کی رقم کے لئے اپنا بیمہ اتارا، تو سالانہ فیس اس کو ۲۸ر روپیہ دینا پڑے گا اور اس کے مرنے کے بعد کمپنی اس کے وارثوں کو پورا ایک ہزار دے گی۔ مثلاً آج کسی شخص نے بیمہ کمپنی سے معاہدہ کیا اور پہلے سال کی فیس دی، اس کے بعد دو مہینہ یا دو سال یا چار سال کے بعد مر گیا، تو بیمہ کی پوری رقم ایک ہزار روپیہ اس کے وارثوں کو مل جائے گی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ محدود فی فقط چند سال تک ہر سال کمپنی مذکور کو دیتا رہا اور اس کے مرنے پر اس کے وارثوں کو بیمہ کی رقم پوری ایک ہزار روپیہ دی جائے گی۔ یہ پہلی صورت سے اچھی ہے۔ چند سال فیس بھرنے کے بعد بھرنا نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کی عمر تیس سال ہے اور ساٹھ سال کی عمر تک کمپنی کو سالانہ ساڑھے تیس روپیہ فیس دیتا رہے اور پھر نہ دے، تو اس کے وارثوں کو بعد موت بیمہ کی رقم دی جائے گی۔ اگر بیمہ اتارنے والا قبل مدت کے مرگیا، تو بیمہ کی طرف سے اس کے وارثوں کو پوری رقم بیمہ کی ایک ہزار روپیہ دی جائے گی۔

تیسری صورت، کوئی شخص جو بیمہ اتارتا ہے، وہ آئندہ اپنے بوڑھاپے میں مثلاً پچپیس سال یا ساٹھ سال یا باسٹھ سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد بیمہ کی ہوئی رقم خود وصول کرنا چاہتا ہے، اس عمر تک بیمہ اتارنے والا زندہ رہا، تو رقم مذکور اسی کو ملے گی۔ ہر بوڑھاپے عمر کی فیس جدا ہے۔ مثلاً تیس سال کی عمر کا شخص ساٹھ سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد ایک ہزار چاہتا ہے، تو سالانہ اس کی فیس ساڑھے چونتیس روپے ہے، اگر وہ زندہ رہا، تو سالانہ اس کو فیس مذکور دینا ہوگا اور اس کو ساٹھ سال کی عمر میں بیمہ کی رقم ایک ہزار ملے گی۔ اس درمیان میں بیمہ اتارنے والا مرگیا، تو پوری رقم بیمہ کی ایک ہزار روپیہ اس کے وارثوں کو مل جائے گی۔

چوتھی صورت، یہ صورت تیسری صورت سے ملتی جلتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ اس صورت میں بیمہ اتارنے والے کو فقط بیس سال تک فیس دینی پڑتی ہے، اس کے بعد پھر دینا نہیں پڑتا۔ اس کی فیس تیسری صورت سے ذرا زیادہ ہے، مثلاً تیس سال کی عمر کا شخص ساٹھ سال میں ایک ہزار روپیہ چاہتا ہے، تو اس کو سالانہ بیالیس روپیہ

دینا ہوگا۔ بیس سال کے بعد پھر دینا نہ ہوگا، جب وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچے گا، تو کمپنی اس کو بیمہ کی رقم دیدے گی۔ یعنی مبلغ ایک ہزار روپیہ۔

اسی اثناء میں وہ مرگیا، تو اس کے وارثوں کو پورا ایک ہزار روپیہ مل جائے گا، کوئی شخص مذکورہ بالا صورتوں کا بیمہ لینے کے بعد چند بیمہ کی فیس دیتا رہا، اس کے بعد دینا نہ چاہے، یا دے نہ سکا اور کمپنی سے روپیہ جو بھرا ہے، واپس چاہتا ہے، تو فقط نصف رقم فیس ادا کردہ اس کو ملے گی۔ مثلاً دس سال تک دیتا رہا، اندازاً جملہ چار سو ہوا، یا زیادہ ہوا یا کم ہوا، اب وہ کمپنی سے اپنا معاہدہ منسوخ کراکر جو روپیہ بھرا ہے، واپس چاہتا ہے، تو فقط نصف رقم چار سو کی دو سو ملے گی۔ اگر واپس نہ چاہا تو مدت مقررہ گذرنے پر جس کو وہ انتخاب کیا ہوا بوقت معاہدہ بیمہ کی رقم بالمناسبت ملے گی۔

مثلاً چوتھی صورت کا بیمہ کسی نے لیا، پانچ سال تک فیس دیتا رہا، اس کے بعد دے نہ سکا، یا دینا نہ چاہا، تو اس کو پاؤ رقم کی دیئے کی رسید ملے گی۔ یعنی ۲۵۰ روپیہ اس کو بشرطِ حیات ساٹھ سال کی عمر میں مذکورہ روپیہ ۲۵۰ ملے گا یا بعد موت اس کے وارثوں کو ملے گا۔ بیمہ کی فیس جدا جدا ہے، جتنی عمر ہوگی، اتنی فیس کم ہوگی، بڑی عمر کے لئے زیادہ فیس ہے۔ یہ حساب بیمہ اتارنے کے وقت کیا جاتا ہے اور بیمہ اتارنے کے وقت جو عمر رہتی ہے، اس کی فیس تمام عمر بوڑھاپے کی عمر تک بھرنا ہوگا، جس کو وہ پسند کرے۔ بالا مذکورہ صورتوں سے روپیہ جمع کرنا اور بیمہ کمپنی سے معاہدہ کرنا اور کمپنی مذکورہ سے وصول کرنا شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟ سائل حنفی المذہب ہے، لہٰذا فتویٰ بھی اسی مذہب پر ہو۔   والسلام   سرور خان

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۱۷/۳۶۴/۳۶۵)

حضرت علامہ سید سلیمان اشرف صاحب بہاری پروفیسر دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

ازعلی گڑھ　　(۱)

۲۶ شوال ۱۳۱۸ھ

عالم اہل سنت فاضل بریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقائکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زید نے اپنی بیوی کو طلاق بائن دی اور بعد ایک مہینہ کے مرگیا۔ اب اس کی بیوی کتنی مدت بعد عقد ثانی کرے۔

سید سلیمان اشرف

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۱۳/۳۱۳)

ازعلی گڑھ کالج　　(۲)

۱۳۳۲ھ

مسجد میں طلائی نقش ونگار جائز ہے یا نہیں؟ کیا نمازیوں کے پیش نظر گل بوٹے چمکتے دمکتے مخل صلوٰۃ نہیں؟ کیا اس طرح کی زیبائش مسجد کی من جہت معبد ہونے کے شایان شان نہیں؟ محض مختصر جواب اس کا تحریر فرما کر فقیر کو ممنون فرمائیں۔ یہاں مسئلہ درپیش ہے۔ کالج کی مسجد منقش ومطلا کی جارہی ہے۔ فقط

سید سلیمان اشرف

جناب سلیم اللہ خان جنرل سکریٹری واراکین انجمن نعمانیہ، لاہور، پاکستان

(۱)

از لاہور

۱۳/ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

امیر یا امام یا صدر قوم کو شرعاً مسلمانوں کا مشورہ لینے کے بعد کثرت رائے کا اتباع لازمی ہے یا اس کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنی رائے پر عمل کرے، خواہ وہ رائے کثرت رائے کے خلاف ہی ہو، مثلاً انجمن یا مجلس کی صورت میں اس کے متعلقہ کاموں کے لئے ماتحت مجلسیں ہر فن کے ماہرین کی بنا دی گئی ہوں اور کل اس عام مجلس کا ایک صدر یا امام یا امیر بھی منظور کرلیا گیا ہو، تو خاص فن کی مجلس کے فیصلہ کے خلاف صدر مجلس مذکور کو ان کی رائے حاصل کرلینے کے بعد یہ اختیار ہوگا کہ ان کے فیصلہ کے خلاف حکم دے دے اور وہ قابل اتباع ہو یا نہیں، یعنی زید جو اس دعوے کا حامی ہے کہ صدر کو کثرت رائے کا اتباع لازمی نہیں، وہ اپنے دعوی کے ثبوت میں فخر کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال پیش کرتا ہے کہ بعض اوقات صحابہ علیہم الرضوان سے مشورہ لے نے کے بعد بھی اپنی ذاتی رائے پر عمل کیا اور کلام قدیم میں بھی انہیں الفاظ میں حکم آیا ہے: **وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ**[۱] یعنی اپنی عزیمت پر عمل کرنے کا اختیار دے دیا۔ زید یہ بھی کہتا ہے کہ آج کل کی مجلسوں میں کثرت رائے کا اتباع ایک زمانہ حال کے غیر مذاہب کے رویہ کا اتباع ہے۔ جو در حقیقت مضر ہوتا ہے۔ مثلاً کثرت رائے آج کل کے ایسے مسلمان کی ہے، جو مذہبی اتباع میں نہایت

---

[۱] القرآن الکریم ۳/۱۵۹

کمزور ہوتے ہیں۔ کسی شرعی معاملہ میں بوجہ آرام طلبی و مصلحت زمانہ کے خلاف ہو جائے، تو کیا اس شرعی مسئلہ کے خلاف کرنا جائز ہو جائے گا۔

عمرو و بکر و غیرہ زید کے مقابل میں یہ استدلال کرتے ہیں کہ یہ خاصہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تھا۔ بعد میں امت مرحومہ کو اتباع سواد اعظم کا حکم دیا گیا اور من شذ شذ فی النار[1] کا وعید سنایا گیا اور لا تجتمع امتی علی الضلالۃ[2] کی کسوٹی دی گئی، اجماع ادلہ شرعی میں قرار پایا، جس پر اہلسنت و جماعت کے مذاہب اربعہ کی بنیاد ہے۔ نیز زید کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک امر کے متعلق اس کے اہل فن کی مجلسیں مقرر کر دی گئی ہوں، تو ان کا فیصلہ کیوں اجماع کا حکم نہ رکھے گا اور اس کے خلاف صدر کو عمل کرنے کا کیوں اختیار ہونا چاہیے، کیونکہ صدر آخر ایک شخص ہے، اس کو ایک مجلس کے متفقہ فیصلہ توڑ دینے کا اختیار دینا خالی از خطر نہیں ہو سکے گا، اس کے مفسدہ اور مصلحت پر بھی نظر رہنا چاہیے۔ براہ کرم ان کے جواب سے بادلہ شرعیہ بہت جلد مطلع فرمادیں۔

المستفتی: سلیم اللہ خان جنرل سکریٹری انجمن نعمانیہ لاہور

المستفتی: تاج الدین احمد سکریٹری انجمن نعمانیہ لاہور

المستفتی: نور بخش فنانشیل سکریٹری انجمن نعمانیہ لاہور

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۸/۴۸۸، ۴۸۹)

---

[1] المستدرک للحاکم   کتاب العلم،   دار الفکر، بیروت،   ۱/۱۱۰

[2] الف: ایضاً   〃   〃   〃   ۱/۱۱۰، ۱۱۴

ب: الدرر المنتثرہ فی الاحادیث المشتہرہ حدیث: ۴۵۹، المکتبۃ الاسلامیۃ، بیروت، ص ۱۹۰

جناب سلطان احمد خان مرزا پوری، نیلن پاڑہ انڈون باڑی عجب میاں، ہگلی بنگال

(۱)

از نیلن پاڑہ

۱۵ر جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ

لولاک لما خلقت الافلاک کو علمائے دین ہمیشہ سے محفل میلاد شریف میں بیان کرتے آئے ہیں۔ اب بھی بیان کرتے ہیں اور اکثر علمائے دین نے برسر مجلس اس حدیث کو بتلایا کہ یہ حدیث قدسی ہے اور بہت سی اردو میلاد کی کتابوں میں یہی لکھا ہے اور تمام دنیا کے میلاد خوان اس کو پڑھتے ہیں۔ مگر کسی علماء نے کبھی اس کی نسبت کچھ اعتراض نہ کیا اور مولانا غلام امام شہید کے میلاد شریف شہیدی میں یہی حاشیہ پر لکھا ہے کہ حدیث قدسی ہے۔ اسی طرح بہت سی اردو کی میلاد کی کتابوں میں ہے اور لغات کشوری میں بھی لکھا ہے کہ قدسی ہے۔ برعکس اس کے مولانا محمد یعقوب صاحب نے اس حدیث کے بابت بیان کیا ہے کہ یہ حدیث قدسی نہیں ہے اور نہ کسی حدیث میں ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے اکثر بزرگان دین سے دریافت کیا، تو معلوم ہوا کہ بے شک یہ کوئی حدیث نہیں ہے۔ بلکہ اس کے معنی صحیح ہیں۔ اس حدیث کی نسبت جو کچھ حکم خدا اور رسول کا۔

سلطان احمد خان مرزا پوری

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۱؍۴۷)

جناب محمد سلیم خاں کتب فروش، گول بازار مالک متوسط، رام پور

(۱)

ازرام پور

۲؍جمادی الآخر ۱۳۳۰ھ

ایک شخص ہے، وہ کہتا ہے کہ فاتحہ میں ثواب رسانی کے سلسلہ میں ایسا لفظ کہنا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارواح متبر کہ کو اس کا ثواب پہنچے۔ ایسا لفظ حضرت کی شان میں ارواح کا لفظ لانا بے ادبی میں داخل ہے۔ ارواح کا لفظ مت شامل کرو، ایسا مت کہو کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارواح کو ثواب پہنچے۔ آپ حیات النبی ہیں۔

فقط　　محمد سلیم خان کتب فروش

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور ۹؍۶۱۱)

جناب حکیم سعید الرحمٰن صاحب دہلوی، زکریا اسٹریٹ ۳۳ رکلکتہ

از کلکتہ   (۱)

۱۳ رذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

حضرت اقدس جناب مولانا صاحب قبلہ دام فیضہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی! نہایت ادب سے مگر بے تابی کے ساتھ خدمت والا میں گزارش ہے کہ برائے کرم امور ذیل کا جواب مرحمت فرما کر خادم کی تسلی فرمائیں۔

(۱)...... مسائل خلافت اسلامیہ وہجرت عن الہند کے متعلق مولوی عبدالباری اور ابوالکلام وغیرہ نے جو کچھ آواز اٹھائی ہے، یہ حدود اسلامیہ وشرعیہ کے موافق ہے، یا خلاف؟

(۲)...... ہر لحاظ سے جناب والا کی خواموشی کن مصالح کی بنا پر ہے۔ اگر موافق ہے، تو کیوں ان اصحاب کی تائید میں آواز نہیں اٹھاتے اور اگر خلاف ہے، تو دوسرے مسلمانوں کو خطرناک ہلاکت سے نہیں روکا گیا۔ جناب والا نے اپنے لئے کیا راہ عمل تجویز فرمائی ہے۔

سعید الرحمٰن دہلوی

(فتاویٰ رضویہ، طبع بمبئی ۵۸۱/۹)

حضرت مولانا محمد سید شفیع احمد صاحب سہوانی، بدایوں

(۱)

از سہوان

یکم محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم

بعد صد تسلیمات مکلّف خدمت ہوں، تمامی کتب حضرات کے یہاں کی حضرات کو جو شریک ندوہ تھے۔ دکھائیں، بہت سکوت کیا اور کوئی ثبوت کافی ان بیچاروں کو کیا ان کے پیشواؤں کو آج تک دستیاب نہ ہوا۔

عبدہ المذنب: شفیع احمد عفی اللہ عنہ من مقام سہواں،

ضلع بدایوں، یکم محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا طبع بریلی ص: ۲۴)

حضرت مولانا شفیع احمد صاحب رضوی، بیسل پور، یوپی

(۱)

از شہر بریلی

۵ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

حضور پرنور، بعد میثاق الست بربکم، کیا ارواح معدوم کر دی گئی تھیں اور بعدہ خلق انسان کے وقت پھر خلق روح ہوتا ہے۔ اس میں اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے اور کیا دلیل اور یہ عقیدہ کس مرتبہ میں ہے۔ ایقانی اجماعی یا ضروریات اہلسنت سے اس مسئلہ میں علماء کو تردد ہے، ابھی ضرورت ہے۔

شفیع احمد بیسل پوری

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۱/۷۹)

حضرت مولانا شاہ محمد شفیع صاحب ناصری چشتی صابری، رام پور، سہار نپور

(۱)

از رام پور

۲۵ر شوال ۱۳۱۳ھ

محسنت موعظ پیر طریقتم ایں ست   کہ از معاشر ناجنس احتراز کنید

مولانا بالفضل اولٰنا، حامی سنت ماحی بدعت، الفاضل الکامل مولوی احمد رضا خان صاحب دام مجدکم

پس از سلام مسنون واضح رائے گرامی باد "سوالات حقائق نما بروس ندوۃ العلماء" وہر دو رسالہ دیگر بغور تمام من اولہ الی آخرہ دیدم انچہ کہ بہ نسبت ندوۃ العلماء ارقام فرمودند در میزان عدل انصاف ہم در نسبت گروہی ناحق پژوہ کہ رہ نورد کوچہ ضلالت وسراسیمہ بیدائے بطالت باشد وسفارش اتباع ہوائے نفسانی وقساوت قلبی ست دریں بزم مقدس ندوۃ العلماء اوراچہ کار داز مشاورت ومجالست مجمع اہل سنت وجماعت آں راچہ سروکار الوحدۃ خیر من جلیس السوء والجلیس الصالح خیر من الوحدۃ۔

دور شو از اختلاط یار بد   یار بد بدتر بود مار بد

لاریب اجتناب درزیدن ازیں جلسہ احسن ثم احسن است، وہم کاسہ وہم نوالہ شدن آمدن در ابلیس آہر من ست

صحبت صالح ترا صالح کند، صحبت طالح ترا طالح کند، اختلاط وارتباط اہل ضلالت متمر دبال وملال ونکال ست حق تعالی انسان را بازی نیافریدہ بلکہ از میاں جملہ عالم برائے عبادت ومعرفت خود برگزیدہ، بار درخت علم عمل ست، علم بے عمل زنبور بے عسل ست۔

مواخذہ فساد فی العقیدۃ از فساد فی العقل افزوں ترست چنانچہ عقائد واخلاق ذمیمہ

بندہ ماخوذ ست بر اعمال قلبیہ عزم نام قرار داد نفس ست بر معصیت کہ در خارج اسباب آں مہیا نیست و اگر مہیا گردد میکند البتہ مواخذ ست اللھم استغفرك من كل ماالقلم مالا بالقلم۔

گروہی کہ مذہب شان لا مذہبیت و طائفہ کہ با عبدالوہاب نجدی او راحب قلبی والفت دلی ست و جماعتی کہ در آیات کلام ربانی و نصوص قرآنی کلامی بیجامی کنند و استہزا میسازند و از وجود ملائکہ و معراج جسمانی جناب رسالت مآب علت موجودات خلاصہ کائنات خیر الاولین والآخرین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

و دیگر امور دینیہ منکر اند و آں نوع تبرائیہ۔

دشنام بمذھبیکہ طاعت باشد مذہب معلوم اہل مذہب معلوم

گروہ حق پژوہ اہلسنت را کہ مصداق کنتم خیر امۃ ہست با مساورت و اتصال ایں چنیں ابطال و اضلال و اذلال چہ تعلقی، خانہ دوستاں بروں و در دشمناں مکوب، ایں دشمناں دین متین اند دین شان بوالعجبی و لا یعقلی و شیمہ شان بے دینی و خودسری ست، اللھم احفظنا من صحبة هذه الطائفه الضالين المنافقين، مارا چہ ضرورست کہ در ہفوات و کوات خرافات ناموافقان دین و مخاصمان سلف صالحین اوقات عزیز خود را خراب سازیم و از ذکر و فکر یکسو شویم فکر یک ساعت بہتر ست، از عبادت ست سال۔

آری فکر تشنگان بادیہ شوق را شربت زلالست، و مزرع دل را بہ رہبری پرداز بعالم ملکوت بر و بال ست فکر آں ست کہ بمطالعہ نسخہ مصنوعات عجیبہ دیدہ دل بکشائم و تغیر زماں و تبدیل اکوان قدرت صانع معلوم نمائیم و وصول ایں نعمت عظمیٰ و دولت کبریٰ در ضمن احتراز صحبت نامحرماں کوئی شاہد حقیقی و محبوب تحقیقی ست۔

راقم محمد شفیع ناصر رام پور، ضلع سہارنپور ۲۵ رشوال پنجشنبہ ۱۳۱۳ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا طبع بریلی ص: ۲۲/ ۲۳/ ۲۴ ر)

حضرت مولانا محمد شریف خاں صاحب افغانی، افغانستان

(۱) نزیل مزار شیخ مجدد الف ثانی

یکم محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

ازطرف کمترین انام گمنام جہاں محمد شریف خان۔ نام بخدمت حضرت مکرمی مخدومی قدوۃ العلماء والفقراء مولانا مولوی احمد رضاں خاں صاحب زادعنایتکم،

بعد السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم

ارسال رسائل رد ندوہ واشتہار مضامین مختلف سے احقر کو معزز فرمایا۔ فرقہائے باطلہ غیر مقلد ونیچیریہ وہمہ مخالف اہل حق سنت وجماعت پر وقوف ہوا، سابق میں احقر الناس کے ایک محبّ مولوی علیم اللہ صاحب نے ایسی جدوجہد سے رد غیر مقلدین میں کارروائی کی اور ان کی خلف صلوٰۃ اور رشتہ داری وغیرہ تمام کاروبار سے مثل حکم مرتدین اجتناب کیا۔ کیونکہ یہ لوگ ہزارہا بزرگان دین کو بباعث تقلید شخصی مشرک جانتے ہیں اور تحریر کرتے ہیں (چنانچہ پیشوا وسرغنہ فرقہ ضالہ نذیر حسین دہلوی اور محمد حسین لاہوری اور ان کا ہمدرد وضالت مرزا غلام احمد قادیانی جس پر تیرہ سال ہوئے مولانا مولوی محمد صاحب لودیانوی لامذہب کس نے فتویٰ کفر کا دیا تھا۔)

تمام اہل علم دین جواب منتظر اصدار تصنیف جناب معلّی القاب درحق ندوہ وگمراہ قادیان تھے۔   محمد شریف خاں افغانی   یکم محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء، وکلام اہل صفا، طبع بریلی ص: ۲۲)

حضرت مولانا حافظ شوکت علی صاحب رئیس پیلی بھیت، یوپی

(۱)

از پیلی بھیت

جناب مولوی احمد رضاں خاں صاحب ادام اللہ علینا ظلال رافتکم

بعد سلام کے التماس ہے، فتوی ورسائل متعلقہ ندوہ وصول ہوکر باعث مباہات ہوئے، جن کے اسمائے مبارک اوپر تحریر تھے۔ تقسیم کردیئے۔ یہاں کسی نے ان سے مخالفت نہیں کی، سوائے دوتین شخصوں کے، دوکوتو بحث کر کے سمجھادیا۔ ایک نے نہ قبول کیا اور یہ فرمایا کہ ہمارے پاس حیدرآباد سے تحریر آئی ہے کہ مولوی لطف اللہ صاحب سے دستخط دھوکے سے کرائے، یہ بے وقعت بات ان کی موجب ضحک ہوئی۔

شوکت علی خان

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بریلی، ص:۲۵)

حضرت مولانا شیر محمد خاں بکا جی والا، علاقہ جاگل، ہری پور، ہزارہ پاکستان

از بکا جی والا   (۱)

۷ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ

جناب عالی فیض بخش فیض رساں، امیدگاہِ جاویداں،

بندہ سے ایک مولوی امرتسر سے آئے ہیں، وہ کسی بات کا جھگڑا کیا تھا، تو بندہ نے کہا کہ نماز کا اللہ نے بہت بار قرآن شریف میں ذکر کیا ہے اور زکوۃ کا بھی بہت بار ذکر کیا، مگر روزہ کا ایک بار ذکر کیا ہے۔ جناب عالی یہ صحیح ہے، یا نہیں؟ اور عشر کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے، یا نہیں؟

شیر محمد خاں

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۰/۶۳)

حضرت مولانا شفیع الدین نگینوی، بازار میدہ، کانپور، یوپی

(۱)

از کان پور

۱۶؍صفر المظفر ۱۳۱۲ھ

بخدمت مجمع کمالات عقلیہ ونقلیہ جناب احمد رضا خاں صاحب دامت افضالہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک استفتاء خدمت شریف میں ارسال ہے۔ پہلا جواب مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا تھا۔ دوسرا جواب مولوی قاسم علی مرادآباد نے لکھا ہے۔ چونکہ دونوں جوابوں میں تخالف ہے۔لہٰذا اسال خدمت شریف میں کیا گیا ہے۔ جو جواب صحیح ہو، اس کو مہر و دستخط سے مزین فرمائیں۔ اگر دونوں جواب خلاف تحقیق ہیں، تو جناب علاحدہ جواب مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں۔

ماجوابکم ایہا العلماء رحمکم اللہ تعالیٰ ان مسئلوں میں کہ:

(۱) ایک شخص اپنے ایک پیر سے معذور ہے۔ چونکہ اس کو شب کو دوبارہ مسجد میں آنے سے تکلیف ہوتی ہے، تو وہ شخص مسجد میں قبل اذان و جماعت کے اپنی نماز عشاء ہمراہ ایک شخص کے اقامت کہکر پڑھ لیتا ہے۔ پس شخص مذکور کو جماعت کا ثواب ہوگا یا نہ؟ اور جو جماعت مع اذان کے بعد کو ہوگی اس

میں کچھ کراہیت ہوگی یا نہ؟

(۲) ہمراہ شخص مذکور کے جو نماز پڑھتا ہے، تو بعد والی جماعت بسبب فوت ہونے کے تہجد کے ترک کرتا ہے، جائز ہے یا نہ؟۔

(۳) ایک شخص ہمیشہ قیلولہ اس طرح کرتا ہے کہ اس کی ظہر کی جماعت اولیٰ ترک ہو جاتی ہے اور عذر اس کا خوف فوت تہجد ہے، جائز ہے یا نہ؟۔

(۴) چند شخصوں کو کوئی ضرورت درپیش ہے، وہ چند شخص قبل اذان وجماعت اپنی نماز جماعت سے مسجد میں پڑھیں، جائز ہے، یا نہ؟۔

محمد شفیع الدین نگینوی

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور ۶۶/۶۵/۷)

حضرت مولانا شفاعت رسول قادری، پیلا تالاب، رام پور، یوپی

(۱)

از رامپور

۱۵ر ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

حضور پرنور کا دوبارہ متعہ کے کیا ارشاد ہے، اوائل اسلام میں جائز تھا، پھر حرام کر دیا گیا، آیا اس کی حرمت حدیث سے ثابت ہے، یا اقوال صحابہ سے؟۔

شفاعت رسول قادری

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور، ۲۳۶/۱۱)

جناب سید شمس الدین علی خان بہادر حسنی حسینی قادری ڈپٹی کمشنر صوبہ برار، مہاراشٹر

(۱)

از برار

۲۹ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

ناصر سنت، قامع بدعت، وحید دوراں، حضرت جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب دامت فیوضہم

پس از سلام مسنون واضح رائے سامی ہو، یوں تو ہندوستان میں کچھ دنوں سے متعدد انجمنیں مختلف بلاد وامصار میں قائم ہیں اور اسلامی ہمدردی، قومی ترقی کا سب ہی کو بہت کچھ دعوی ہے۔ لیکن صرف ندوۃ العلماء کے دم سے یہ امید پیدا ہوئی تھی کہ یہ مجلس ضرور اسلام اور اہل اسلام کے حق میں مفید ثابت ہوگی اور اس کے اراکین جو کچھ کہتے ہیں، وہ کر کے دکھائیں گے۔

افسوس! افسوس!! کہ حریفوں کا اس پر وار چل گیا۔ اغیار کی شرارت نے اس کو کایا پلٹ کر دیا۔ اگر اس کے بڑھتے ہوئے اثر کو جلد نہ روکا جاتا، تو میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستان کا بڑا حصہ نیچری ہونے سے محفوظ نہ رہ سکتا۔ ایسے پر خطر وقت میں، ایسے سخت ہنگامی حالات میں، آپ حضرات کا مذہبی حمایت پر نہایت مستعدی کے ساتھ کھڑا ہو جانا ضرور ایک قابل یادگار ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں

کہ اگر سنی بھائیوں نے آپ کو تھوڑی مدد بھی پہنچائی، تو بہت جلد ہم ان عمدہ نتائج کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیں گے۔ جو اس وقت ہمارے خیال میں نہایت مشکل معلوم ہوتے ہیں۔

میں نہایت خوشی کے ساتھ ابتداء ماہ ربیع الاول شریف سے پانچ روپیہ ماہوار مجلس اہلسنت کے واسطے نذر کرتا ہوں اور ایک سال کی پیشگی یعنی ۶۰ روپیہ اور ۱۵ روپیہ یک مشت علاوہ ماہواری جملہ ۷۵ روپیہ مرسل خدمت ہیں۔

سید شمس الدین علی ۲۹ ر ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء، وکلام اہل صفا طبع بریلی ص: ۲۴)

جناب سید محمد شاہ صاحب سپرنڈنٹ، جھولوں والی املی، رام پور، یوپی

(۱)

از رام پور

۵/ شعبان المعظم ۱۳۳۰ھ

بخدمت فضائل منزلت اعلیٰ حضرت مولانا المولوی حافظ حاجی احمد رضا خان صاحب عم فیوضہم۔

ہندہ نے بنام سعید النساء وغیرہا پانچ کس ورثا زید دخل یابی مکان کا یوں دعویٰ کیا کہ ہندہ نے مکان متنازعہ زید سے خریدا ہے۔ زید فوت ہوگیا ہے۔ ورثاء زید مکان پر قابض ہیں۔ دخل دلایا جائے۔ مدعا علیہم کو بیعنامہ مکان مذکور کا تصدیق کرادینا تسلیم ہے۔ مگر کہتے ہیں کہ بیع فرضی ہوئی تھی۔ زید نے سعید النساء اپنی زوجہ کے دین مہر اور نان ونفقہ کے خوف سے بیعنامہ فرضی کردیا تھا۔ زرثمن کا داد وسند نہیں ہوا، نہ مدعیہ کا قبضہ مکان متنازعہ پر ہوا۔ مدعیہ کی جانب سے پانچ مرد اور چار عورتوں نے قطعیت بیع اور زرثمن ادا کرنے کی بابت شہادت دی ہے۔ مگر عدالت نے اپنے فیصلے میں لکھا ہے کہ صرف دو گواہ مدعیہ کی طرف سے پیش ہوئے ہیں۔ ان کی شہادت خلاف قیاس ہے اور مستور ہونے کے سبب ناقابل التفات، خلاف قیاس ہونے کی اور بھی وجوہ ہیں، جو نقل فیصلہ میں مذکور ہیں۔ یہ نقل فیصلہ ملاحظہ کے لئے پیش کیا

جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے:

(۱) بیع فرضی ہونے کے لئے شرعاً کچھ شرائط ہیں۔محض اس قدر شہادت دلوادینے سے کہ عاقدین نے بیع کے بعد اقرار فرضی ہونے کا کیا تھا۔بیع فرضی ثابت ہوجائے گی۔جن جن گواہوں نے یہ شہادت دی ہے، ان کو عدالت نے خود مستورالحال لکھا ہے۔لیکن بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں، جن کو اپنی سزایابی سابقہ اور بالفعل اپنی داڑھی مونڈھوانا تسلیم ہے۔

(۲) جو وجوہ شہادت مدعیہ کے نسبت عدالت نے خلاف قیاس ہونے کے لکھے ہیں۔کیا وہ شرعاً ایسے ہیں۔جن سے شہادت نا قابل تسلیم ہوجائے۔

(۳) کیا قاضی کا یہ فعل اس کے فیصلے پر مؤثر ہوگا کہ بجائے چھ مرد اور چار عورتوں کے صرف دو کا پیش ہونا اپنے فیصلے میں ظاہر کرے۔حالانکہ مسلہ میں سب کے بیان موجود ہیں۔

(۴) کیا ایسا فیصلہ حاکم مرافعہ کی عدالت میں شرعاً قابل بحالی ہوسکتا ہے؟نقل فیصلہ اور نقول بیانات گواہان فریقین عدالت سے باقاعدہ حاصل کر کے پیش کئے جاتے ہیں۔جواب مرحمت ہو۔

سید محمد شاہ صاحب

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۱۸/۱۸، ۱۹/۱۷)

جناب میاں شمس الدین حنفی قادری، موضع ڈاولہ ویرم ڈاکخانہ خاص، ضلع امرتسر

(۱)

ازموضع ڈاولہ ویرم

۷؍ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

مولوی غلام قادر صاحب بھیروی نے مسئلہ قربانی اور کتاب اسلام میں لکھا ہے کہ اگر غنی قبل از ایام عید قربانی خریدے، وہ واجب بالنذر ہو جائے گا۔ وہ سب گوشت فقراء کو صدقہ کرے آپ نہ کھائے۔ ایسے ہی فقیر جس پر قربانی واجب نہیں، لیکن اس نے کتاب کا حوالہ نہ دیا۔ اس لئے بعض جہلاء احناف کو تردد ہے۔ براہ مہربانی حوالہ کتب سے ارشاد ہو اور یہ بھی آپ تحریر فرمائیں کہ کس قریہ میں قربانی قبل ازعید بعد طلوع آفتاب عند الحنفیہ جائز ہے۔ یا باوجود قریہ جامع ہونے کے بھی بعد طلوع قربانی درست ہے۔ کیونکہ کتب فقہ میں لفظ دیہ یعنی گاؤں واقع ہے اور بعض کتب میں لکھا ہے کہ جس گاؤں میں چند کس حر بالغ آزاد ہوں، جمعہ واجب ہے۔ جب جمعہ واجب ہوا، تو عید بھی وہاں درست ہوگی۔ پھر بعد عید قربانی ہوگی یا بعد طلوع قبل ازعید؟ جواب بواپسی ڈاک مرحمت ہو۔

والسلام   شمس الدین

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۴۵۱/۲۰)

از امرتسر (۲)

۲۴ر ذی القعدہ ۱۳۳۴ھ

حامی حمایت دین مفتی شرع مجتبیٰ مولانا احمد رضا خاں صاحب مدظل فیوضاتہ۔

آپ اس مسئلہ کو کامل وجہ سے تحریر فرمائیں کہ ایک چاہ جس کا پانی تمام نکالنا دشوار ہے۔ جب وہ ایسا ناپاک ہو جائے، جس سے اس کا تمام پانی نکالنے کا حکم ہے۔ یعنی وہ چشمہ دار ہے، تو مثلاً زید کہتا ہے کہ اس کا تمام پانی تین روز میں نکالا جائے اور ایک کہتا ہے کہ جب بقول مفتی بہ تین سو ڈول سے چاہ چشمہ دار پاک ہو سکتا ہے، تو تین روز میں پانی نکالنے میں ایک تو وقفہ درمیان واقع ہوتا ہے اور دوم تکلیف مالایطاق ہے۔ غرضیکہ جس قدر ڈول نکالنے کا حکم ہے، اگر اس میں وقفہ واقع ہو، یعنی پانی حرکت سے ٹھہر جائے، تو وہ ڈول کشیدہ محسوب ہوں گے یا نہیں۔ وہ شخص باوجود جہالت کے قول مفتی بہ کا خلاف کرتا ہے۔ وہ مستحق فتویٰ دینے کا ہے یا نہیں؟۔

شمس الدین

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۲۹۳/۳)

جناب شاہ محمد صاحب مرزا پور، احمد آباد، گجرات

(۱)

از احمد آباد

۱۶ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

جناب مخدومنا و مولانا و مولوی احمد رضا خاں صاحب السلام علیکم،

واضح رائے عالی ہو کر شہر احمد آباد میں جماعت گاؤ قصابوں میں یہ رواج ہے کہ لڑکی اور بہن کو ورثہ مال متروکہ میت سے کبھی کچھ نہیں دیا کرتے اوران کا مقولہ یہ ہے کہ لڑکی اور بہن کا ورثہ میت کے مال میں سے کسی چیز میں نہیں پہنچتا۔ لہٰذا آپ پر فرض ہے کہ فتویٰ لکھ کر روانہ کریں۔ تا کہ وارث اس شخص کی اپنا پورا حق عدالت سے لڑ کر وصول کریں۔ لہٰذا ٹکٹ ۳ رکی اس رجسٹری لفافہ میں ملفوف ہیں۔ مولانا صاحب تخمیناً پندرہ سال کا عرصہ ہوا کہ ایک رجسٹری سود کے بارے میں حضور کے یہاں روانہ کیا تھا۔ مگر بالکل جواب سے آپ نے مجھے محروم رکھا تھا۔ شاید کہ آپ سے وہ استفتا گم ہو گیا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کیا فرماتے ہیں، علمائے دین وفقہائے متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص گزر گیا۔ اس نے ایک لڑکی اور دو بہنیں حقیقی اور چار بھتیجے اور ایک زوجہ چھوڑے، اب ان میں کون کون وارث کو حق پہنچتا ہے اور کون سے وارث محروم رہتے ہیں؟۔

شاہ محمد

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۲۹۱/۱۰)

جناب شجاعت حسین بیگ صاحب بریلوی، بنگلہ نابالغ، مرزاپور، یوپی

(۱)

ازمرزاپور

بنظر اشرف عالم المعی فاضل لوذعی مجدد مأتہ حاضرۃ جناب مفتی صاحب زاداللہ فیوضہ۔

بعد سلام مسنون گزارش ہے۔ مجھ پر عرصہ سے قرض تھا۔ یکم رمضان ۱۳۳۸ھ کو اپنی دکان بیچ کر کے قرضہ دے دیا۔ بے حد و بے شمار شکر ہے کہ اس نے مجھے اس بار عظیم سے اپنے فضل وکرم سے سبکدوش فرمایا۔ بعد ادائے کل قرضہ دو ہزار دو سو پچانوے زائد علی الاحتیاج باقی رہے۔ دوسری ماہ مبارک کو بامتثال رب عزوجل قبل گزرے حولان حول کے...... روپے علیحدہ کردیئے...... باقی رہے ان...... روپے کی زکوٰۃ بحکم شریعت مطہرہ...... ہوئے بقیہ...... میں ایک اضافہ کر کے...... بہ نیت زکوٰۃ علیحدہ کردیئے۔ یہ طریقہ بحکم شریعت مطہر صحیح ہوا یا نہیں؟۔

۲۳ ر رمضان المبارک تک میں بریلی رہا، جب تک زر زکوٰۃ طلباء، فقراء، کو دیتا رہا۔...... باقی تھے کہ مجھے بضرورت ۲۴ کو مرزاپور آنا پڑا۔ اب یہاں یہ بقیہ اہل حاجت کو دیا جائے، تو خلاف حکم شرعی تو نہ ہوگا؟ میرے ایک سالے ہیں، جو کثرہ میران پور ضلع تلہر میں منسوب ہیں۔ قلیل آمدنی ہے اور کثیر اولاد ہیں۔ اگر ان کو کچھ بھیجا جائے، تو صلہ رحمی بھی ہوگا۔ مگر یہ ارشاد ہو کہ جس قدر ان کو بذریعہ ڈاک روانہ کیا جائے، مثلاً پانچ روپے بھیجے اور ڈاک کی فیس ایک آنہ یا دو آنے ہوئی تو یہ پیسے انہیں میں سے دیئے جائیں یا علیحدہ اپنے پاس سے؟۔

شجاعت حسین بیگ

(فتاوی رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۲۰۲/۱۰)

جناب شمس الدین بیرا، گھر ملٹری کلب، دارجلنگ، آسام

(۱)

ازدارجلنگ

۲۵ رجب المرجب ۱۳۳۱ھ

جناب مولانا صاحب حامی دین متین دام اقبالکم

بعد ادائے اداب حضور والا کی خدمت میں عرض کرتا ہوں، انجمن اسلامیہ دارجلنگ نے یہ فیصلہ کیا ہے، حضور کے دولت خانہ کا انصاف ہونا چاہیے۔ انجمن نے زبردستی طلاق لکھ دیا اور میرے اوپر ڈگری کر دیا۔ نقل جو میں نے مانگی، تو نقل کا مجھ سے پانچ روپیہ لیا۔ ازروئے شرع شریف انصاف فرمائیں۔

شمس الدین بیرا

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ، طبع لاہور، ۱۸/۱۲۷)

جناب شمشیر علی قادری رضوی، محلّہ ذخیرہ، بریلی شریف، یوپی

(۱)

از شہر بریلی

۱۱ ؍رجب المرجب ۱۳۳۹ھ

حضور پر نور اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ دام برکاتہم، السلام علیکم

حضور یہ جلسہ وہابیوں کا جو ۲۴/۲۵/۲۶ ؍مارچ کو متصل مسجد نو محلّہ ہونے والا ہے۔ اس میں اہل سنت والجماعت خصوصاً حضور کے مریدین کو جلسہ مذکور میں شریک ہونا جائز ہے، یا ناجائز؟ اہل وہابیہ وہاں جائیں گے ایسے جلسے میں جہاں وہابی ہوں، ہم اہل سنت والجماعت کو جانا جائز ہے، یا ناجائز؟ امید ہے کہ حضور اپنے مہر اور دستخط سے مشرف فرمائیں۔ تا کہ ہم اہل سنت والجماعت شریک ہونے سے پرہیز کریں۔

شمشیر علی قادری رضوی، محلّہ ذخیرہ بریلی شریف

نیاز محمد رضوی شمس الحسن رضوی ذخیرہ

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۹/۵۵۷)

سید شاہد حسین صاحب انسپکٹر پنشنز، محلّہ سادات، قصبہ نیٹھور، ضلع بجنور، یوپی

(۱)

از قصبہ نیٹھور

۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ

جناب عالی! نہایت ادب سے گذارش ہے کہ میں ایک مولوی صاحب سے ذریعہ تحریر بابت امیری نوٹ ۵ مسئلے دریافت کیے، تو یہ جواب آیا۔ جو ملاحظہ کے لئے ارسال کرتا ہوں اور نیٹھور کے مدرسہ اسلامیہ کے حامد حسین مولوی صاحب سے دریافت کیا، تو فرمایا کہ ہدایہ کتاب الزکوٰۃ میں تحریر ہے کہ جو روپیہ ملک میں ہو، یا کسی کو امانت یا قرض دے رکھا اور اس کے ملنے کی امید ہو، چاہے مدیون مفر ہو یا مفلس یا منکر؟ مگر منکر کی صورت میں دائن کے پاس اپنے قرض کی پکی سند ہو، مثلاً معتبر گواہ یا مدیون کا اقرار نامہ ہو، تو ایسے قرض کی زکوٰۃ مالک کے ذمہ واجب ہے۔ مالک روپیہ مذکور مدیون یا امانت دار سے لے کر قبضہ کرے، یا نہ کرے۔

اب عرض یہ ہے کہ پرامیسری نوٹ کا روپیہ مردہ نہیں ہے۔ البتہ اس قدر ضرور بے قابو ہے کہ ضرورت کے وقت مالک کو نہیں مل سکتا۔ جب گورنمنٹ کے اعلان پر کوئی جدید خریدار پیدا ہوا۔ اس وقت روپیہ مالک کو مل جائے گا۔ اب اس کے واسطے جس قدر زمانہ گذرے۔ یہ قاعدہ گویا ایسا ہے، جیسے کہ کسی کا

رخانہ یا کمپنی میں حصے فروخت ہوں اور کوئی شخص اول حصہ جات کو خرید لے، اب اگر حصہ دار اپنا روپیہ کارخانہ یا کمپنی سے واپس لینا چاہے، تو اس کو اس وقت تک روپیہ نہیں مل سکتا، جب تک کہ ان حصوں کا خریدار پیدا نہ ہو، خواہ کسی قدر زمانہ گذر جائے۔ البتہ منافع مقررہ ملتا رہے گا۔ اب براہ کرم و بندہ نوازی کے جواب شافی مرحمت فرمایئے ۶/ پائی کا ٹکٹ جواب کے لئے ارسال ہے۔ بحث صرف پرامیری نوٹ کے بابت ہے۔ سیونگ بینک جواب نہیں چاہتا۔ زیادہ حد ادب

حاضر الوقت حسین احمد دست بستہ سلام عرض کرتا ہے۔ یہ سید صاحب بہت ہی شش و پنج میں مبتلا ہیں۔ ان کی تسلی فرمادیجئے گا۔ از راہ کرم فقط

شاہد حسین

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۱۶۶/۱۷)

جناب شمس الدین صاحب مسجد گودام چرم، نصیر آباد، ضلع اجمیر شریف

از نصیر آباد　　(۱)

۱۷/ذی القعدہ ۱۳۳۴ھ

فتویٰ دینے کے لئے مفتی کو کتنا علم پڑھنا ضروری ہے اور کتنی مہارت علوم دینیہ میں ہونی چاہیے۔

فقط　شمس الدین

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۵۸۹/۱۸)

جناب شمشاد علی خاں، کنبوہ کوٹھی حامد حسین خاں رئیس، شہر بریلی، یوپی

(۱)

از شہر بریلی

۲۶ر رجب المرجب ۱۳۳۶ھ

صحیح مسلم و دیگر صحاح میں یہ الفاظ مختلفہ واتحاد مطلب یہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امر اسلام ہمیشہ رہے گا اور اس میں بارہ خلیفہ ہوں گے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ ان بارہ کے اسماء مبارک کیا ہیں۔

(۲)　　وہ خلفائے دوازدہ گانہ کل کے کل اخیار ہوں گے یا کہ بعض اچھے اور بعض برے اور اگر کہا جائے کہ سب ان میں اچھے نہ تھے۔ بلکہ کچھ ایسے بھی تھے، جو کہ خیر الناس نہیں کہے جاسکتے۔ یہ تفصیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، یا دیگر علماء نے۔

(۳)　　وہ بارہ خلفاء زیب مسند خلافت ہو چکے یا کہ ابھی کچھ باقی ہیں۔

(۴)　　چونکہ احادیث متعلقہ خلفاء اثنی عشر میں یہ مسئلہ وارد ہوا ہے کہ اسلام ختم نہ ہوگا، تاوقتیکہ بارہ خلفاء پورے نہ ہولیں۔ اگر خلفاء دنیا میں رونق افزائے عالم ہوکر اپنی تعداد کو پوری کر چکے ہیں، تو اب حسب مفاد حدیث اسلام و اسلامیان دنیا میں باقی ہیں، یا کیا؟......

(۵)　　شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کے صفحہ ۸۲ یا کسی دوسرے صفحہ پر بارہ خلفاء کے جو نام ظاہر کئے گئے ہیں۔ وہ صحیح ہیں، یا غلط؟

شمشاد علی خان

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۱/ ۵۷)

جناب سید شرف حسین صاحب ہیڈ محرر سلطان پور، ضلع سہارن پور

(۱)

از سلطان پور

۲۸ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ

مطلع فرمائیے کہ "اولی الامر منکم" کی بابت رشید احمد صاحب "علماء وفقہا" تجویز فرماتے ہیں اور بعض علماء نے بادشاہ اسلام مراد لیا ہے۔ لہٰذا آپ اپنی رائے بابت اولی الامر کے تجویز فرمائیے کہ کون ہیں۔ جن کی اطاعت قرین اطاعت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور نیز یہ بھی تحریر فرمائیے کہ جس نے امام وقت کو نہ پہچانا، اس کی موت جاہلیت پر ہوگی۔ اس کا کیا مطلب ہے اور یہ بھی تحریر فرمائیے کہ جس وقت یزید ملعون تخت نشین تھا۔ آیا وہ بھی اولی الامر منکم میں شامل ہے، یا نہیں؟ اگر نہیں ہے، تو اس وقت کون اولی الامر تھا۔ مفصل ومشرح اولی الامر کے معنی اس وقت سے اس وقت تک کے تحریر فرمائیے۔

سید شرف حسین

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۲/ ۳۷/ ۳۸)

جناب سید صدرالدین زری والے، محلّہ سیدواڑہ، شہر سورت

(۱)

از شہر سورت

۱۳؍صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

عالی خدمت، عالی جناب مولانا مولوی حضرت احمد رضا خاں صاحب دام ظللکم

بعد ادائے آداب تسلیمات کے گزارش ہے کہ درشہر سورت خیریت آنجناب کی شب و روز درگاہ رب العزت سے نیک مطلوب ہوں۔

دیگر گذارش یہ ہے کہ قبل از اس کے ایک گذارش نامہ درطلب ردوہابیہ ارسال خدمت کیا تھا۔ ہنوز انتظار دست باب نسخہ مذکور ہوں۔ اس اثناء میں ایک اور سوال بے ثبات فرقہ مذکورہ سے ایجاد ہوا، وہ یہ کہ رسالتماب کے والد ماجد حالت کفر میں تھے اور اسی حالت میں رحلت بھی فرمایا۔ اس کے رد میں اہل سنن نے یہ جواب دیا کہ وہ کسی حالت سے بھی کافر نہیں ہوسکتے تھے۔ تو یہ کفر کا اطلاق نامعقول ہے۔ یہ جواب دیا گیا۔ مگر قیاسی و یاسندی نہیں ثبوت ہمارے پاس نہیں ہے۔ جو اس بات کا پورا پورا جواب کریں۔ اس لئے آپ کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس کا بھی ردو ثبوت سرفراز ہوجائے، تو عین سرفرازی ہے۔ تمام کیفیت کماحقہ اس خط سے اور آگے کے خط سے گوزد کیا ہوں۔

فقط سید صدرالدین زری والے

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۲/۱۴، ۲۷۳/۲۷)

جناب شیخ ضیاء الدین صاحب سنگرام پور، ڈاکخانہ خاص، بدایوں، یوپی

از سنگرام پور (۱)

جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب!

بعد سلام علیک کے گذارش ہے کہ میرے قریب میں ایک موضع دھنتو پورہ ہے۔ وہاں پرٹھاکر دلاور سنگھ زمیندار موضع مذکور کے ہیں۔ اس پہ ایک ہزار روپیہ ۱۴ آنے کے سود سے دیگر اشخاص کا قرض ہے۔ اب دلاور سنگھ ایک ہزار ہم سے بلا سود مانگتے ہیں۔ اور...... پختہ اراضی سیر واسطے پانچ سال بالعوض ایک روپیہ کے دیتے ہیں۔ بعد پانچ سال کے ان کی اراضی چھوٹ جائے گی اور ہمارا روپیہ بے باق ہو جائے گا۔ شرعاً جائز ہے، یا ناجائز؟ اور اگر ناجائز ہے، تو کس طریقے سے جائز ہو سکتی ہے۔

فقط زیادہ والسلام شیخ ضیاء الدین

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۲۰/ ۲۸)

حضرت مولانا ضیاء الاسلام صاحب پیش امام جامع مسجد، آگرہ

ازآگرہ (۱)

۱۵ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

فرازندہٗ رایت شریعت ومروج احکام فطوت دام عظمتہ، بعد سلام سنت الاسلام کے واضح رائے عالی ہوکہ براہ کرم جواب بہت جلد روانہ فرمائیے گا۔ازحد ضرورت ہے۔

(۱) ایک جماعت نے متفق ہوکر اور قرآن شریف ہاتھوں پر رکھ کر قسم کھائی کہ ہم سب آدمی اپنی مستورات کو قبریں وتعزیہ وشادی وغیرہ کے خلاف شرع رسوم میں نہ جانے دیں گے اور اگر کوئی اس کے خلاف کرے گا۔اس کے ساتھ کھانے پینے کا تعلق اور حصہ وغیرہ کا لین دین نہ کریں گے اور نہ اس کے جنازہ میں شریک ہوں گے۔ یہ قسم قرآن شریف ہاتھوں میں لے کر کھائی۔ بعد دوروز کے ایک شادی ہوئی، تو کچھ لوگوں نے متفق ہوکر اپنی عورتوں کو خود بھیج دیا اور کچھ لوگوں نے قسم کی پابندی کی۔اب جن لوگوں نے اس عہد کو توڑ دیا، وہ لوگ ازروئے شرع کس جرم کے مستحق ہیں؟۔

(۲) یہ قسم کھا کر وعدہ خلافی کر گئے ہیں۔ وہ کسی معاملہ میں حکم (پنچ) ازروئے شرع ہوسکتے ہیں، یانہیں؟۔اور گواہی ان کی درست ہے، یانہیں؟۔

(۳) جولوگ اپنی قسم پر قائم ہیں، ان کی یہ حقارت کرتے ہیں اور طعنہ زن ہوتے ہیں۔اس کے وہ مواخذہ دار ہوں گے، یانہیں؟۔

ضیاءالاسلام

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۵۷۸/۱۳)

شیخ محمد طیب عرب، مدرسہ عالیہ رام پور

(۱)

از رام پور

۱۴؍ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ

بارگاہ فاضل علامہ حضرت احمد رضا مدظلہ العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پرسش مزاج گرامی کے بعد ہم جناب کو معرفت کراتے ہیں کہ ہم نے آپ کی بعض تصنیفوں میں آپ کا یہ قول دیکھا کہ تقلید فرضِ قطعی ہے۔ اس سے مجھے تعجب ہوا اور مجھے سزاوار تھا تعجب کروں۔ اس لئے کہ میں نے تیس برس کے قریب طالب علموں کی خدمت میں گزاردی۔ مجھے تقلید کو مستحب جاننے کی ہدایت نہ ہوئی، چہ جائے وجوب پھر کہاں فرضیت وہ بھی مطلق نہیں، بلکہ فرضیت قطعیہ اس وجہ سے میں آپ کی طرف آزردلاتا ہوں کہ مجھے اس کے دلائل تعلیم فرمایئے اور معین کیجئے کہ تقلید کی کونسی قسم فرض قطعی ہے، پھر مجھے بتایئے کہ مجتہدوں میں سے کسی کو کیونکر اختیار کرے؟ آیا تقلید سے یا اجتہاد سے؟ بات یہ ہے اور اللہ ہمیں اور آپ کو ہدایت دکھائے۔

محمد طیب رام پور ۱۴؍ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۳۱۴/۱۱)

از رام پور (۲)

بخدمت حضرت عالم فاضل جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب قادری سلمہ

اللہ عظیم کی حمد اور اس کے نبی کریم پر درود وسلام کے بعد میں السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد کہتا ہوں کہ آپ کا نام تقلید اور اس کی فرضیت قطعیہ میں آپ کے اعتقاد سے خبر دینے والا آیا اور خاص اسی کے سبب بے شک سرور حاصل ہوا۔ آپ ہمیشہ توفیق پائیں اور ہدایت کے ساتھ رہیں۔ لیکن ایک مسئلہ اور باقی رہ گیا ہے، وہ اسی مسئلہ تقلید کے متصل مذکور ہے اور وہ مسئلہ اس کا ہے۔ اولیاء اللہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے عالم میں تصرف حاصل ہے۔ اس معنی پر کہ کام آدمیوں کو ایک حصہ عالم کا انتظام سپرد ہوا اور بعض کو تمام جہان سپرد ہے، تو ان میں کوئی وزیر کی مانند ہے اور ان میں کوئی کارکنوں کی طرح اور ان میں کوئی سپاہی کے مثل ہے اور میں نہیں کہتا کہ تصرف کے لئے بس یہی معنی ہیں، بلکہ میں ناخوش نہیں سمجھتا۔ مگر اسی معنی کو تو اگر اس معنی تصرف پر شرع سے کوئی دلیل ہو، تو مجھے افادہ فرمایئے اور اگر تصرف کے کوئی اور معنی ہوں کہ ناخوش نہ ہوں، تو مجھے تعلیم کیجئے۔ والسلام محمد طیب

اور میرے آقا جب میں نے مسئلہ وجوب تقلید میں آپ کے جواب کو غور کیا، تو آپ کا یہ بیان پایا کہ آپ کا کلام مطلق تقلید میں ہے، نہ مقید میں تو کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص معین کی خاص تقلید واجب نہیں؟ پس اگر آپ کی یہ مراد ہے، تو ہمیں اس کی معرفت دیجئے، ورنہ ہم سے اپنا مطلب بیان کیجئے اور آپ کے مخاطب سے ہماری اس قدر مراد یہ کہ جو کچھ آپ کے نزدیک حکم ہے، وہ ہمیں معلوم ہو جائے اور ہم اس تکلیف دہی میں آپ سے معافی مانگتے ہیں۔ فقط محمد طیب عرب

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۱/۳۲۲)

از رامپور (۳)

مجھے تمہارا خط پانچویں ذوالقعدہ کا لکھا گیارہویں ذوالقعدہ کو پہنچا، تو میں نویں تاریخ کو کیسے تمہیں جواب دوں، مگر آپ کا حکم ماننے کو عنقریب آپ کے پاس وہ جواب آتا ہے۔ جس سے تمہیں معلوم ہوگا کہ میں جواب سے صرف اس لئے خاموش رہا تھا کہ تمہاری غلطیوں کو ظاہر ہونے اور تمہاری جہالت تو تشہیر سے بچاؤں۔ ''اب جانا چاہتی ہے لیلیٰ کہ کیسے قرض کا اس نے لین دین کیا اور اس کا قرض خواہ تقاضہ کرنے میں کیسا قرض خواہ ہے''۔

محمد طیب

(فتاویٰ رضویہ، طبع بمبئی ۳۳۱/۱۱)

جناب طفیل احمد صاحب، قادری برکاتی رضوی، حسن پور ضلع مراد آباد

(۱)

از حسن پور

۱۸ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

حضور مجھے معلوم ہے کہ دیوبندی کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی، تو حضور ہم نے جو بے خبری میں ان کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں، ان کا کیا کیا جائے اور حضور حسن پور میں سب مسجدوں میں وہی لوگ امام ہیں، تو اب ہم کیا کریں اور اگر اپنی نماز پڑھ بھی لی، تو نماز جمعہ کو کیا کیا جائے، کیونکہ جہاں جہاں جمعہ ہوتا ہے، وہی امام ہیں اور عیدین بھی وہی پڑھاتے ہیں اور جنازہ بھی اور نماز تراویح بھی، پھر یہ جب ہم مریں گے، تو ہمارے جنازے کی نماز بھی یہی پڑھائیں گے، تو حضور ہم بے نمازی دفن ہوں گے، کیونکہ اگر انہوں نے پڑھائی بھی تو وہ نماز ہی کیا ہوئی اور سنی بس ہم دو تین شخص ہیں۔

اول حضور کوئی ایسی ترکیب ارشاد ہو کہ جو نمازیں ہم نے ان کے پیچھے پڑھی ہیں، معاف ہو جائیں۔ کیونکہ ہمارے ایمان ایسے کمزور ہیں کہ ہم سے پنج وقتہ نماز بھی ادا نہیں ہوتی، تو حضور ان کی ادا کی کیا صورت ہے۔ وہ تو معاف ہونی چاہیے، کیونکہ بے خبری میں ایسی خطا ہوئی اور یہ بھی ناممکن ہے کہ حسن پور چھوڑ دیا جائے۔ حضور اس پر کچھ توجہ فرمائی جائے اور کوئی سبیل نکال دی جائے اور فوراً جو مسئلہ دریافت کرنا ہو، وہ کس سے دریافت کیا جائے۔ کیونکہ وہاں جو عالم ہیں، وہ وہی ہیں۔ گو حسن پور میں میلاد شریف، تیجہ، دسواں، چالیسواں وغیرہ کثرت سے ہوتا ہے، مگر یہ خبر نہیں کہ ان کے پیچھے نماز بھی نہ پڑھی جائے۔

طفیل احمد قادری برکاتی رضوی

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۶/۵۷۲، ۵۷۳)

حضرت ملک العلماء مولانا سید محمد ظفر الدین صاحب پرنسپل مدرسہ شمس الہدیٰ، عظیم آباد، پٹنہ، بہار

(۱)

از آرہ

۱۶ رجمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ

بشرف ملاحظہ آقائے نعمت دریائے رحمت حضور پرنور متع اللہ المسلمین بطول بقائہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بدعائے والامع الخیر رہ کر خواہان عافیت سرکار کے جملہ خدام ہوں۔

ایک بات دریافت طلب ہے، وہ یہ کہ سراجی بیان مناسخہ میں تصحیح مسئلہ اور مافی الید کہ چار نسبتوں میں تین کو بیان کیا اور تداخل کو بالکل چھوڑ دیا۔ اگرچہ اس کی وجہ اس کی اظہریت معلوم ہوتی ہے اور صورت اس کی یہی ہوگی کہ اس کی دو صورتیں ہیں، یا تصحیح زائد ہو اور مافی الید کم یا برعکس اگر اولیٰ ہے، تو جزء تداخل کو اوپر کی تصحیح میں ضرب دیں اور ورثائے پیشیں کے حصوں کو اسی حساب سے زیادہ کریں۔ اس میت کے ورثاء کے انصباء زیادتی کی ضرورت نہیں اور اگر تصحیح کم اور مافی الید زائد ہو، تو جزء تداخل کے انصباء وارثین اس میت کو ضرب دیں۔ اوپر والوں کے حصوں میں زیادتی نہ ہوگی، یا اس کی اور کوئی صورت ہے۔ فرضاً اس کی تقدیر عربی زبان میں تحریر فرمائی جائے، تو بعید شان بندہ نوازی سے نہیں۔

سید محمد ظفر الدین قادری

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۰/۴۵۸)

(۲)

از آرہ

۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ

بشرف ملاحظہ آقائے نعمت دریائے رحمت حضور پر نور متع اللہ المسلمین

بقائکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بدعائے والا مع الخیر رہ کر خواہان عافیت سرکار مع جملہ خدام ہوں۔ رسالہ مبارکہ الکشف شافیا میں جو بعد تفصیل اجمال فرمایا گیا ہے کہ یہاں تین چیزیں ہیں۔ ممنوعات، معظمات، مباحات قسم اول کا حکم ارشاد فرمایا کہ بعینہ اصل جیسا ہے، فونوگراف سے سننا گویا نہیں، بلکہ بعینہ اس مغنیہ کا گانا سننا ہے، اس لئے کہ پلیٹ اور گلاس کی آواز نہیں ہوتی، اگر چہ اس آواز کا بعینہ وہی آواز ہونا متبادر عند العقل نہیں، مگر اس تمام تفصیل کے بعد جو ابتدائے رسالہ شریفہ میں درج ہے۔ کسی کو مجال انکار نہیں اور بے شک وہ آواز جو فونوگراف سے نکلتی ہے۔ بعینہ وہی آواز ہے، جو اس عورت کے گانے کی ہے، مگر علماء کرام وصوفیائے عظام نے جب بالمواجہہ کسی کا گانا سننے اور پس پردہ میں فرق فرمایا ہے، تو یہاں تو بدرجہ اولیٰ ہونا چاہیے۔

حضرت امام غزالی قدس سرہ حضور پر نور والا برکت سیدی شاہ محمد کالپوی قدسنا اللہ باسرارہ الشریف نے کسی جگہ تحریر فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص مغنیہ کی آواز پر منہ پر کپڑا ڈال کر سنے کہ آپ کی صورت نہ دیکھ سکے، تو اس میں مضائقہ نہیں، اگر چہ یہ

مضمون میں نے خود ان دونوں حضرات قدسنا اللہ باسرارہم کی کسی کتاب میں نہیں دیکھا، مگر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نسبت مولوی حکیم عبدالوہاب صاحب کہا تھا اور حضرت کالپوی قدس سرہ العزیز کی نسبت رجب ۱۳۲۷ھ میں مولوی محمد فاخر صاحب نے مارہرہ شریف میں اگرچہ اسی وقت سے بارہا خیال اس کے دریافت کا ہوا، مگر اتفاق نہ پڑا۔

خیر پس اگر یہ دونوں مضمون ان حضرات کرام یا اور کسی صاحب نے نہیں تحریر فرمایا، جب تو کوئی بات ہی نہیں اور اگر تحریر فرمایا ہے، تو غالباً اس کی وجہ قلت مظنہ فتنہ ہے، تو یہاں تو اور اقل قلیل ہے، خصوصاً اس صورت میں کہ جس کا ریکارڈ بھرا ہوا ہو، وہ مر چکی ہو، پھر دونوں کا حکم ایک کس طرح ہو سکتا ہے۔

سید محمد ظفر الدین رضوی

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۳۰۵/۹)

(۳)

از آرہ

سلخ جمادی الاولی ۱۳۳۰ھ

بحضور پر نور آقائے نعمت دریائے رحمت متع اللہ المسلمین بطول بقائکم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خادم بارگاہ مع الخیر رہ کر خواہان عوافی مزاج میں مع متعلقین کرام ہے۔ تقریر پر تنویر مشرف ورود فرما کر معزز ومشرف فرمایا، قول مبارک "بل التحقیق ان لیس ھناک الاقسمان" پر ایک بات سمجھ میں آئی، گذارش کرتا ہوں:

قولہ مدظلہ بل التحقیق ان لیس ھناک الاقسمان اقول بل فی ظنی ان لاتعدد ھنا اصلا لافی التقسیم ولا فی الحکم بل شئی واحد له حکم واحد لان العددین لابد ان یعدد هما ثالث والواحد عدد لانه نصف مجموع حاشیتیه فان فی اعلاه اثنین وفی تحته صفر مجموعهما اثنان فقط اذلا اثر لحظ الصفر من عدو لزیادته فیه ونصفهما واحد فاما ان یعدهما واحد فهما متبائنان او عدد مثلهما فتماثلان اومثل الاصغر فمتداخلان اولامثل احد فمتوافقان ویسمی ذالک العاد مابه التوافق والحکم فی الکل الضرب فی الوفق لکن لما کان وفق المتباینین هما العددان بانفسهما فانهما حاصل قسمتها علی مابه التوافق ای الواحد لان کل عدد یقسم علی واحد یحصل ذالک العدد بعینه یضرب کل التصحیح فی کل التصحیح وکل ما فی الید فی کل السهم لکل من

الورثة ولان الوفق فی التماثل من الجانبین فی التداخل من الاصغر لیس الاواحداو لایظھر اثر الضرب فی واحدلان کل عدداذاضرب فی واحدیحصل ذالک العددبنفسه اشتھرعندالناس انه لایضرب فی التماثل وفی جانب الاصغر من التداخل وفی المتوافقین وجھة الاکبرمن التداخل الضرب بالوفق کماھو المشھورو العلم بالحق عند العلیم الغفور.

اور یہیں سے صورت تربیع کی ایک اور تقریر بھی ظاہر ہوئی۔ لان العددین ان عدھما واحد فتبائن اوعددمثلھما فتماثل اومثل الاصغرفتداخل والافتوافق. واللہ تعالیٰ اعلم

اس کی صحت وسقم سے مطلع فرمایا جائے، والسلام بالوف التعظیم والاکرام

سید محمد ظفر الدین رضوی

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۰/۴۵۹۔۴۶۰)

ترجمہ: آپ کا قول مبارک "بلکہ تحقیق یہ ہے کہ یہاں صرف دو قسمیں ہیں"۔

اقول: بلکہ میرا گمان یہ ہے کہ یہاں بالکل ہی تعدد نہیں ہے، نہ تو تقسیم میں اور نہ ہی حکم میں بلکہ ایک ہی شئی ہے اور اس کا حکم بھی ایک ہے۔ کیونکہ دو عدد کے لئے ضروری ہے کہ تیسرا عدد ان کو پورا پورا تقسیم کردے اور ایک عدد ہے، کیونکہ وہ مجموعہ حاشیتین کے نصف کا نام ہے، کیونکہ اس کے اوپر دو ہے اور اس کے نیچے صفر ہے۔ دونوں کا مجموعہ صرف دو ہے۔ کیونکہ زمرہ عدد سے صفر کو گرادینے اور اس میں اضافہ کرنے کا کوئی فائدہ واثر ظاہر نہ ہوگا اور دونوں کا نصف ایک ہے، تو اب یا تو ایک ان دونوں کو پورا پورا تقسیم کردے۔ تو دونوں عدد متبائن ہیں، یا ان دونوں کی مثل عدد ان

دونوں کو پورا پورا تقسیم کردے، تو دونوں عدد متماثل ہیں، یا اصغر (دونوں عدد میں سب سے چھوٹا) کی مثل ہے۔ تو دونوں متداخل ہیں، یا ایک کے مثل نہ ہو تو متوافق ہیں اور اس عاد کو ما بہ التوافق کہا جاتا ہے اور تمام صورتوں میں حکم یہ ہے کہ وفق میں ضرب دیا جائے۔ لیکن جبکہ متبائنین کا وفق خود وہی دونوں عدد ہیں، کیونکہ ما بہ التوافق یعنی ایک پر ضرب کی صورت میں یہی دونوں حاصل قسمت ہوتے ہیں۔ کیونکہ جس عدد کو بھی ایک پر تقسیم کیا جائے بعینہ وہی عدد حاصل ہوگا، تو تصحیح ثانی کے پورے عدد کو تصحیح اول کے پورے عدد پر ضرب دیا جائے گا۔ پھر ما فی الید کے پورے عدد کو ہر ہر وارث کے سہام میں ضرب دیا جائے گا اور اس لئے کہ وفق تماثل میں جانبین سے ہوتا ہے اور تداخل میں اصغر کا وفق ایک ہوتا ہے اور ایک عدد میں ضرب کا اثر کوئی ظاہر نہیں ہوتا، کیونکہ کسی بھی عدد کو جب کسی ایک میں ضرب دیں گے، تو بعینہ وہی عدد حاصل ہوگا۔ لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ تماثل میں ضرب نہیں دیا جائے گا، یونہی تداخل کے سب سے چھوٹے عدد میں اور متوافقین میں، یونہی تداخل کے بڑے عدد میں وفق سے ضرب دیا جائے۔ مشہور یہی ہے اور حق کا علم علیم وغفور کو ہے اور یہیں سے صورت ترجیح کی ایک اور تقریر ظاہر ہوئی۔ کیونکہ دو عدد اگر ایسے ہوں کہ ایک ان دونوں کو پورا پورا تقسیم (فنا) کردے، تو تباین ہے، یا ان دونوں کے مثل کوئی عدد فنا کرے، تو تماثل ہے، یا اصغر کے مثل والا عدد فنا کرے تو تداخل ہے، ورنہ تو توافق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اس کی صحت وسقم سے مطلع فرمایا جائے اور ہزاروں تعظیم واکرام کے ساتھ آپ پر سلامتی ہو۔

(مترجم آل مصطفی مصباحی)

(۴)

از مدراس

۹ر رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ

بحضور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قبلہ وکعبہ، دام ظلہم الاقدس،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار حضور والا کے قواعد فرمودہ کے مطابق برابر وقت نکالا کرتا تھا، مگر اس دفعہ جب میں مدراس گیا، وہاں مولوی عبد اللہ صاحب کی احقر سے ملاقات ہوئی، وہ برابر وقت مدراس شائع کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک تختہ جس پر سال تمام شمسی کے اوقات انہوں نے استخراج کر کے شائع کیا ہے۔ مجھے دیا اور یہ کہا کہ:

''پرچہ میں نے بریلی بھی روانہ کیا ہے، تاکہ وہ حضرات میری غلطی پر مجھے متنبہ فرمائیں۔ اس کی طرف توجہ فرمائیے۔ جناب کو بھی اسی غرض سے دیتا ہوں''۔

چنانچہ وہ پرچہ لیتا ہوا میں یہاں آیا۔ ۲۲ر جون ۱۹۱۷ء سے میں جانچ شروع کیا۔ وقت غروب میرے قاعدہ کے مطابق ۶ر بج کر ۳۷ر منٹ ۲۵ر سکنڈ اور طلوع ۵ر بجکر ۴۴ر منٹ ۱۹ر سکنڈ ہوا اور اس نقشہ میں ۶ر بج کر ۳۴ر اور طلوع ۵ر بج کر ۴۸ر منٹ لکھا ہے۔ غرض ۳ر۴ر منٹ کا فرق ہے۔ عشاء کا وقت نقشہ میں ۷ر بج کر ۵۶ر منٹ لکھا ہے۔

میں پریشان ہوا کہ آخر فن کا جاننے والا اس قدر غلطی کیا کرے گا۔ لاجرم میں نے اپنے ہی مستخرج وقت کو غلط سمجھ کر اس غلطی کی جستجو میں ہوا، تو سوا اس کے

اور کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ کہ میں بوجہ موافق الجہۃ ہونے کے عرض بلد اور میل سے تفریق کر کے حاصل فرق کو جمع کر کے عمل کیا ہے اور جگہ کے لئے میل کو عرض بلد سے کم کر کے حاصل فرق .... میل سے عمل کرنا ہوتا ہے اور یہاں عرض بلد بہت کم ہونے کی وجہ سے میل کو عرض بلد سے کم کیا گیا ہے۔ اس کے بعد یہ خیال ہوا کہ یہ وقت تو آخیر پنجاب قریب کشمیر کا ہونا چاہیے۔ جہاں کا عرض لح رح عرض عرض لح مط ہو کر الح الونح کو اس کو تفریق کر کے ہی السنہ بچتا ہے۔ اب پریشانی ہے کہ یہاں کا عمل کس طرح ہوگا۔ اگرچہ قاعدہ کے یہ (اگر موافق الجہۃ ہو تفاضل لیں) اس کو بھی عام ہے۔ اس لئے اس کا قاعدہ ارشاد ہو کہ جب عرض میل سے کم ہوگا تو کیا کیا جائے گا۔

سید محمد ظفر الدین رضوی

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۳۱۶/۳۱۵/۵)

از سہرام (۵)

۱۵/ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ

(۱) عید یہاں پنجشنبہ کو ہوئی۔ مگر پھلواری میں سات آدمیوں کی رویت کے مطابق حسب الحکم شاہ بدرالدین صاحب چہار شنبہ کی عید ہوئی۔ اس کے بارے میں انہوں نے مجھے خط لکھا۔ پھر جب میں بانکی پور گیا تو بطور استفاضہ خبر مجھے پھلواری میں سات آدمیوں کا چاند دیکھنا اور شاہ صاحب کا حکم دینا معلوم ہوا، تو جب عید چہار شنبہ کی ہوئی، تو ذی قعدہ و ذی الحجہ دونوں مہینوں کے چاند تیس ہی کے مانے جائیں۔ جب بھی سہ شنبہ کو ذی الحجہ ہوتی ہے۔ مگر اس طریقہ پر ثبوت یہاں سوائے میرے کسی کو نہیں۔ تو آیا میرے فتویٰ دینے سے یہاں کے لوگوں کو نماز پڑھنا جائز ہوگا، یا خود اسی شہر میں وہ خبر بطور استفاضہ آنے کی ضرورت ہے۔

(۲) یوم صوم کم یوم نحر کم یہ کیسی حدیث ہے اور کس کتاب میں ہے اور کس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ یہاں بالاتفاق روز شنبہ کو عید ہوئی۔ مگر یہاں کے کسی شخص نے نہ عید کا چاند دیکھا، نہ ذی قعدہ کا، صرف میرے فتویٰ کے حکم مطابق ایسا ہوا۔ میں نے اپنی تسلی کے لئے یہ سوالات کئے ہیں۔ شامی، قاضی خان، سراجیہ، بحرالرائق، عالمگیری، فتح القدیر، کافی میں ثبوت نہیں ملا، اس لئے حضور کو تکلیف دی۔

(۳) آج کل علماء، قاضی کے حکم میں ہوں گے یا نہیں؟ اور اس کے

لئے کیا کیا شرط ہے، یا تمام عالم جس نے درسی کتابیں پڑھ لی ہوں اور درس یا وعظ میں مشغول ہو۔

(۴)   نماز عید الاضحیٰ کے لئے لوگوں کا چاند دیکھنا، یا دوسری جگہ کی رویت بطریق موجب ثابت ہونا، بایں معنیٰ ضرور ہے کہ جب تک نہ ہوگا، ان لوگوں پر نماز واجب نہ ہوگی۔ یا باوجود رویت عامہ بلاد اگر کسی جگہ کے لوگ بوجہ ابر خود نہ دیکھ سکے۔ نہ دس دن کے اندر کہیں سے کچھ معلومات یقینی بہم پہنچا سکے۔ حالانکہ جس وقت لوگ اس غفلت سے بیدار ہوئے، تو اس کا موقع تھا کہ طریقے موجب کے ذریعے ثبوت حاصل کر سکتے تھے۔ مگر ایسا نہ کیا اور باوجود ان سب باتوں کے پھر عید الاضحیٰ اس دن جو ہر جگہ ۱۰ ر ذی الحجہ تھی اور ان کے حساب سے نو تھی، یہ نماز ہوگی، یا نہیں؟ اور قربانی جو کی گئی، وہ ٹھیک ہوئی، یا نہیں؟

سید محمد ظفر الدین رضوی

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۱۰؍۴۴۰، ۴۴۱)

حضرت مولانا سید محمد ظہور اللہ صاحب، ٹونک، راجستھان

(۱)

ازٹونک

یکم محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

بخدمت اقدس و حضرت مقدس سیف دین سید المرسلین مولانا احمد رضا خاں صاحب دام ظلہ العالی۔

بعد سلام مسنون گذارش ہے، میں حضور کا نہایت شکر گذار ہوں کہ اپنے رسالہ سوالات حقائق نما بروس ندوۃ العلماء، خوب ہی ارقام فرمایا۔ جواب دینا محال ہے۔ جملہ سوالات حق ہیں۔ ندوہ کو سوائے تسلیم کے کوئی چارہ نہ ہوگا۔ اگر وہ تسلیم نہ کرے گا، تو سوائے رسوائی کے اس کو چارہ نہ ہوگا۔

سید محمد ظہور اللہ ٹونک یکم محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا طبع بریلی، ص:۲۶)

حضرت مولانا سید محمد ظہور احمد صاحب، موضع بیتھو ضلع گیا، بہار

(۱)

از موضع بیتھو

۱۶؍شوال المکرم ۱۳۲۴ھ

جناب مولانا صاحب!   السلام علیک

استفتا یہ ہے کہ اگر وکیل بالنکاح یا شاہدین نکاح غیر مقلد وہابی ہو، تو ایسے شخص کی وکالت یا شہادت درست ہو سکتی ہے، یا نہیں؟ اور نکاح درست ہوگا یا نہیں؟ اگر ایسے لوگ وکیل یا شاہد ہوں؟

سید محمد ظہور احمد

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۲۱۸/۱۱)

جناب حکیم ظہور الدین صاحب، قصبہ دوکانہ خاص پاڑہم، مین پوری

(۱)

از قصبہ دوکانہ

۱۷ ربیع الآخر ۱۳۱۰ھ

جناب فضیلت مآب، فیضِ اکتساب دام اقبالکم، بعد سلام علیکم

آنکہ مژدہ صحتوری مزاج کا مدام دعا گو اور جواب باصواب کا آپ کے اسلامی معاملات شہرہ و یکتائے آفاق ہے۔ منتظر مثل ماہی بے آب ہوں۔

یہ مسئلہ بذریعہ سوال مندرجہ صدر کے بجواب مندرجہ تحت کہ جس کے نقل منسلک ہذا ہے۔ آنجناب نے عرصہ گزار کر حل فرمایا تھا۔ تو ۴/ بسوہ ۳/ سوانسہ ۲/ کچوانسہ اور دو ثلث کچوانسہ مال غصب اس وقت معلق تھا کہ بعدہ جس کا دعویٰ ورثائے شخص کو ثالث نے باستحقاق مستقہ مجوزہ عدالت بابت دخلیابی بانفکاک امر ہن وزیر عدالت کہا کہ جو ۱۳/ مئی ۱۸۹۱ء کو بعارض تمادی قانون انگریزی ڈمس ہوا، تو اب جو ورثا راہنہ کو جو ۱۶/ سوانسہ ۱۳ کچوانسہ اور ایک ثلث کچوانسہ اور دو ثلث کچوانسہ ملکیت مال معلق کو فک الرہن کرادیں، تو اب بھی ہوسکتا ہے کہ بوجہ اس کے ورثائے شخص ثالث مستقہ کا دعویٰ ڈمس ہونے سے قائم مقام مرتہن شرعاً مالک اصل ہو گیا اور ورثہ راہنہ غاصبہ کو انفکاک الرہن کا کوئی حق باقی نہ رہا اور اگر شرعاً استحقاق ہے، تو اب بصورت استحقاق ورثہ راہنہ فک الرہن کرادیں، تو اصل مالک یہ بھی رہے گی یا کہ ورثائے شخص ثالث کو استحقاق پھر بھی ورثہ راہنہ پر پہنچانے کا رہے گا کہ کوئی حق ورثائے ثالث کا اب بوجہ اس کے اس کا دعویٰ ڈمس ہو چکا ہے، نہیں رہا۔ امید کہ جیسی صورت شرعاً ہو، بجواب مفصل صاف صاف بحوالہ کتب بواسطے خدا اور رسول جواباً ارقام فرما کر معزز ممتاز فرمائیں۔ والسلام۔

حکیم ظہور الدین

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۰/ ۳۰۱/ ۳۰۲)

حضرت مولانا ظہور الحسین صاحب و مولانا ارشد علی صاحب، رام پور، یو پی

(۱)

از رام پور

۲۸ / ذوالقعدہ ۱۳۱۹ھ

سوال از حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب، فتویٰ محررہ مولوی منور علی صاحب دربارۂ مقدمہ فردوس بیگم مدعیہ میں جو جناب والا نے یہ لفظ تحریر فرما کر مہر کی ہے:

اگر شہادت شہود مندرجہ سوال جامع شرائط شہادت ہے، تو فیصلہ بحق مدعیہ ہونا چاہیے۔ آیا شرائط شہادت میں سے تعین مشہود بہ ساتھ حدود بیان کرنے کے اگر مشہود بہ اراضی یا مکان ہو ہے یا نہیں؟ اور صرف مکان متنازعہ بول دینا، بلا بیان حدود صحت شہادت کے واسطے کافی ہے یا نہیں؟ اور تعین مشہود علیہ و مشہود لہ ساتھ ذکر اسم اب وجد کے اگر مشہورین میں سے نہ ہوں، شرط شہادت ہے، یا نہیں؟ اور لفظ اشہد شہادت کے لئے ضروری ہے، یا نہیں؟ اگر یوں شہادت لی جاتی ہو کہ گواہ سے اول یوں حلف لیا۔ اشہد باللہ سچ کہوں گا۔ بعدہ اس سے دریافت کیا۔ فلاں مقدمہ میں کیا جانتے ہو، اس نے بیان شروع کر دیا اور اس بیان میں اشہد، یا شہادت دیتا ہوں یا گواہی دیتا ہوں کہ ایسا ہے نہ کہا، تو یہ شہادت قابل قبول ہے، یا نہیں؟ اور ایسی شہادت کی بنا پر اگر قاضی فیصلہ کر دے، تو وہ فیصلہ قابل نفاذ ہے، یا نہیں؟۔

ظہور الحسن و ارشد علی

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور، ۹۴/۱۸)

تاج الفحول حضرت مولانا عبدالقادر برکاتی، مولوی محلہ، بدایوں، یوپی

(۱)

ازسکندر آباد

بخدمت مولانا الانجل الاجل الاکرم مولانا احمد رضا خاں صاحب زاد مجدہم۔

بعد سلام مسنون نیاز مشحون واضح ہو، احقر چند روز ہوئے، وارد سکندر آباد ہوا کہ فی الواقع ناظم صاحب سے غلطی اور خلاف مصلحت کا ظہور ہوا۔ بیانات روئداد مشتمل بر خدشات ہیں ان کو لکھا جائے گا کہ وہ ان کی اصلاح فرمائیں گے۔ اس کے جواب میں گزارش کیا گیا کہ اگر اصلاح موقوف رکھی گئی، انعقاد جلسہ پر تو متضمن فساد عظیم ہے اور اہل سنت کو جو خدشے ہیں۔ ان کا طئے ہونا، اس جلسہ میں جس میں مجتہد ان شیعہ اور نیچریہ و وہابیہ ارکان قرار دیئے جائیں گے۔ ہرگز متصور نہیں ہے۔ بلکہ لازم ہے کہ اولاً قبل انعقاد جلسہ کے اشاعت مذہب اہل سنت کی بذریعہ فتاویٰ علمائے اہل سنت ہو جائے۔ پھر اگر ارکان جلسہ کو پابندی ہمارے مذہب کی منظور ہو، تو ہم شریک ہوں۔ ورنہ احتراز کریں۔ تا کہ وقت انعقاد جلسہ کے احتمال وقوع جنگ و جدال کا نہ رہے۔ اس کو پسند فرمایا۔ جس کی بنا پر سوالات و جوابات لکھوا کر اور تصحیح ثبت کر کے میں نے ان کی خدمت میں پیش کر دی۔

آج ملاقات ثانیہ میں مولوی صاحب نے دستخط و مہر سے جواب کو مشرف فرمایا۔ جن کی نقل مرسل خدمت ہے۔ اعیان و حاضرین اپنی مجلس کے مواجہ میں مولوی

صاحب نے فرمایا کہ بیان ناظم بہت بیجا ہے۔ یہ حکم ناظم صاحب کا کہ مسائل نزاعیہ کے جواب میں سکوت ہے۔ نہایت خراب ہے۔ میں جس جلسہ میں موجود رہوں گا اور کوئی شخص مجھ سے مسئلہ ختم نبوت بلکہ حقیقت خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بلکہ حقیقت مذہب امام اعظم کا سوال کرے گا۔ میں اور دوسرا کوئی عالم ہرگز تحریراً وتقریراً سکوت نہیں کر سکتا۔

پھر غیر مقلدین کے ذکر میں جب میں نے فتح المبین مولوی منصور علی صاحب اور جامع الشواہد کا ذکر کیا۔ مولوی صاحب نے خود فرمایا کہ مولوی محمد علی ناظم تو خود بانی مبانی تھے۔ اب نہیں معلوم کس طرح مجوز اس تمہید کی ہوئی۔ ایک صاحب نے گواہی دی کہ ناظم صاحب بیمار تھے۔ انہوں نے شبلی صاحب سے فرمائش کر دی تھی۔ چنانچہ شبلی صاحب نے تالیف کر کے مولوی صاحب کی طرف سے اس بیان کو پڑھا۔ مولوی ناظم صاحب نے غور نہ فرمایا ہوگا۔ بالجملہ ابھی تک حسن ظن کیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کر دیا ہے کہ اگر ناظم صاحب بھی ان جوابات کی تصدیق بتصریح فرمائیں گے اور اپنی ندوہ کی آئندہ کارروائی بھی بپابندی مذہب اہل سنت کے فرمائیں گے۔ تو سب حسن ظن مفید ہے۔ ورنہ ہرگز مفید نہیں۔

عبدالقادر بدایونی

(مکتوبات علماء و کلام اہل صفا طبع بمبئی ص: ۶۲، ۶۳)

مطیع الرسول حضرت مفتی شاہ عبد المقتدر صاحب، مولوی محلّہ، بدایوں

(۱)

از بدایوں

۱۰ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

حضرت جناب مخدوم ومحترم ومکرم ومعظم ادام اللہ تعالیٰ برکاتہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ بات کہ اس اذان کا کب سے داخل مسجد ہونا، معمول ومروج ہوا۔ یقینی طور سے محقق نہیں ہوا۔

علی الباب اذان کا مسنون ہونا، اگر کسی کتاب فقہ میں نظر پڑا ہو، تو لکھئے۔ اکثر لوگ اس کے طالب ہیں۔ فقط عبد المقتدر

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۵/۴۰۴)

سید شاہ عبد الصمد چشتی صدر مجلس اہل سنت پھپھوند شریف، اٹاوہ، یوپی

(۱)

از جھانسی

۲۸ / ماہ مبارک ۱۳۱۳ھ

حضرت معین الاسلام والمسلمین قامع اساس الملحدین مولانا احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ برکاتہم،

فقیر بعد سلام خیر اسلام مکلف ہے۔ میں آج ۲۸ / ماہ مبارک کو جھانسی میں ہوں۔ جناب والا کا عنایت نامہ کے فتاویٰ مطبوعہ ومکتوبہ کے پہنچا۔ غایت مرتبہ کا ممنون ہوا۔ میں نے جو کچھ ناظم ندوہ کی خدمت میں لکھا ہے اور انہوں نے اس کا جواب عنایت فرمایا ہے۔ سب پھپھوند میں ہے۔ آج میں کارڈ پھپھوند کو لکھتا ہوں، حکیم صاحب وہاں سے روانہ کردیں گے۔ استفتاء دستخط کر کے واپس کرتا ہوں۔ مجھ کو مولوی سید اشفاق حسین صاحب سے تعجب ہے کہ انہوں نے باوصف ظاہر ہونے شناعتوں اور قباحتوں ندوہ کے پھر اہتمام بریلی میں ہونے کا کیا۔

والسلام خیر ختام

عبد الصمد

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا، طبع بمبئی ص ۳۳)

(۲)

از جھانسی

حضرت معظمی حامی السنہ، ماحی البدعہ مولانا احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ برکاتہم

فقیر بعد سلام مسنون مکلّف ہے۔ حضرت نے میری تحریر کی نسبت چھپنے کے واسطے ارشاد فرمایا ہے۔ میں یہ جانتا ہوں کہ اس جلسہ تک انتظار کرلیا جائے اور دیکھا جائے کہ حضرت ناظم کچھ اصلاح کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں ،تو ضرور چھپوائی جائے گی۔

عبد الصمد

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا طبع بمبئی ص: ۳۴)

(۳)

از جھانسی

۱۰ر شوال المکرّم ۱۳۱۲ھ

حضرت مخدومی مولانا احمد رضا خاں صاحب دام مجدہ وعم فیضہ

فقیر بعد سلام وشوق ملازمت مکلّف ہے۔ آج دہم شوال چہار شنبہ کو والا نامہ رجسٹری شدہ آیا۔ ممنون ومشکور ہوا۔ مخدوما میری غیبت میں حضرت قبلہ وکعبہ کا ایک کارڈ میرے نام آیا۔ میرے اعزہ واحباب نے محض خالصاً للہ اس کی نقل ناظم کے پاس روانہ کردی، خصوص مکرمی مولوی مومن سجاد صاحب نے اس خیال سے کہ ناظم کو یہ بھی معلوم ہو کہ حضرت قبلہ وکعبہ اور ان کے توابع صرف ندوہ کی اصلاح چاہتے ہیں، نہ تو اس کا توڑنا اور خراب کرنا اور مجھ کو بھی جھانسی میں مضمون کارڈ اور اس کی نقل روانہ کردینے سے اطلاع کردی اور چونکہ حضرت مولانا صاحب قبلہ کے الفاظ، الفاظ متبرکہ مصلحانہ ہیں، نہ طرفدارانہ، میں بھی اس کو غیر مناسب نہ سمجھا۔ لہٰذا میں بعینہٖ نقل کرتا ہوں:

''مکرمی ومعظمی مولانا سید عبد الصمد صاحب زاد برکاتہم

بعد سلام مسنون کے مکلّف عنایت نامہ موصول ہو کر موجب سرور وفور کا ہوا۔ میں ویسے بہتری خواہ جلسہ ندوہ علمائے اہل سنت کا ہوں۔ خدائے تعالیٰ کرے کہ ناظم ندوہ اراکین ان کے اس کو محدود پر طریق اہل سنت کریں اور آفت رفض ونیچریت کی علیحدہ کریں۔ بریلی وغیرہ میں اس وقت روافض ونیچریہ کو نہایت خوشی اپنی شرکت کی ہے کہ روداد ندوہ نے ان کو امیدوار کردیا ہے کہ اہل سنت کے مذہب میں رفض اور نیچریت ایسا ہے، جیسا کہ اختلاف حنفیت وشافعیت میں۔ پس ان کو گمراہ اور کافر نہ سمجھنا چاہیے اور تبراء اور سب اصحاب کرام وازواج مطہرات گو اہل سنت کے نزدیک بے جا ہے۔ مگر ایک امر خفیف اور مہمل ہے۔ اس قابل نہیں ہے کہ

اس کی بنا پر روافض سے علیحدگی اختیار کی جائے۔فقط''۔

پس اس کید سے وہ ہزاروں غریب سنی جاہلوں کو شکار رفض اور نیچریت کرنا چاہتے ہیں۔ ناظم ندوہ کی نیت گو خیر ہو، لیکن بیان ان کا نہایت موہم مرام اور مستلزم خلاف عوام ہے۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ جلسہ بریلی میں مقرر ہو چکا۔ ۱۱ر شوال مقرر کردی۔ افسوس! میں یہ چاہا تھا کہ یہ جلسہ شروع ذیقعدہ میں ہو۔ کہ مولوی لطف اللہ صاحب بھی جو تعطیل میں وطن کو جانے والے ہیں۔ شریک ہوں اور اصلاح ہو جاوے گی۔ لیکن چالاک لوگوں کی مصلحت کے خلاف تھا۔ اب میں ارادۂ سفر کرتا ہوں اور آپ سے ملتجی ہوں کہ آپ بھی تکلیف فرما کر ۱۶ر شوال تک بریلی تشریف لاکر مولانا احمد رضا خاں صاحب سے مل کر حکیم صاحب اور ناظم صاحب کو آمادۂ اصلاح، تائید مذہب اہل سنت، وتغیر مقاصد موہمہ پر فرمایئے۔ تو میری شکایت جو عدم شرکت عرس شریف وغیرہ کی ہے، جاتی رہے گی۔ توجہ ضرور ہے۔

مولانا یہی عبارت حضرت قبلہ کعبہ کے کارڈ کی، اس میں نہ ایسا کوئی لفظ ہے، جو ان سے مخفی کرنے کے قابل ہو اور نہ کسی لفظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تو مولانا احمد رضا خاں صاحب کی بریلی جا کر مدد کرے۔ اس میں یا تو ان صاحب کی فہم کا قصور ہے ۔جنہوں نے آپ کو تحریر فرمایا ہے، یا ناظم ندوہ کی نفسانیت ہے، جو انہوں نے اس عبارت سے ایسا سمجھا اور اس طور پر ظاہر کیا اور اب گمان قوی یہی ہے کہ ناظم نے ایسا بیان کیا ہوگا۔

بہر حال اس طرف کو للّٰہیت ہے اور جو کیا جاتا ہے اور کیا جائے گا، وہ محض خدائے تعالیٰ کے واسطے مقصود ہے، نہ تعصب اور نفسانیت، مولانا! یہ تو فرمایئے، میں کیا اور میری مدد کیا اور وہ بھی آپ کے واسطے۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب

اس زمانے میں بفضلہٖ تعالیٰ جناب والا ایک رکن اعظم ، مذہب اہل سنت اور علمائے اہل سنت کے ہیں۔ ہم کو تو بہت کچھ امید آپ کی ذات بابرکات سے ہے اور نفس الامر یہ ہے کہ آپ کو میری اور کسی کی عون وعیانت کی حاجت کیا ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ صرف تن تنہا خبائث وہابیہ ، نیچریہ وروافض کی سرکوبی کے واسطے کافی ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ آپ کو صحیح وسالم رکھے۔ آمین ثم آمین۔

مولانا میں عریضہ خدمت والا میں روانہ کر چکا ہوں۔ اس سے میرا جھانسی سے واپس آنا اور بریلی میں تاریخ متعینہ تک حاضر ہو جانا ظاہر ہوگا۔ میں نے کل ایک مولوی محمد حسین صاحب الہ آبادی کو اور ایک مولوی محمد ظہور الاسلام فتحپوری کو اور ایک ناظم ندوہ کو روانہ کیا ہے اور اس میں یہ صرف استفسار ہے کہ اس جلسہ میں روداد کی عبارت میں اور مقاصد ندوہ میں کچھ تغیر وتبدل ہوگا یا نہیں؟ دیکھئے وہ کیا جواب دیتے ہیں اور کس پہلو پر چلتے ہیں۔

مجھ کو خدا کی قسم اس وقت تک یہی امید تھی کہ ناظم سے یہ چونکہ دیدہ ودانستہ ایسا فعل نہیں ہوا۔ بلکہ غلط فہمی سے ، تو وہ ضرور عبارت روئداد مایہ فساد کو بدلیں گے اور مقاصد کی بھی تشریح کچھ تغیر کے ساتھ کریں گے۔ مگر حضرت کے سوالات کا جواب جو خشونت کے ساتھ انہوں نے دیا ہے۔ اس سے میری امید منقطع ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ قصداً انہوں نے جال بچھایا ہے اور صرف وہابیہ ونیچریہ کے ملانے کے واسطے یہ سارا فساد مچایا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم کو ہی غلبہ ہوگا۔ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون

والسلام خیر ختام المکلف محمد عبد الصمد ۱۰ ر شوال چہار شنبہ ۱۳۱۲ھ

(مکتوبات علماء وکلام اہل صفا طبع بریلی ص ۳۵ وبعد)

(۴)

از کچھوچھہ

۱۱ر شوال ۱۳۱۴ھ

حضرت مولانا المعظم دامت برکاتہم

فقیر بعد سلام خیر الاسلام مکلف ہے۔ کل عریضہ روانہ کر چکا ہوں۔ اس وقت یہ ضرورت ہے، آج مولانا شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی اور مولوی ظہور الاسلام صاحب فتحپوری رکن ندوہ بلکہ قوۃ بازوئے ناظم صاحب کے خطوط آئے۔ شاہ صاحب نے خوب لکھا اور ہمارے موافق ہیں۔ ندوہ سے اپنے آپ کو وہ علیحدہ کرتے ہیں اور اصلاح کے مستدعی ہیں۔ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک خاص جلسہ قبل عام جلسہ کے ہونا چاہیے۔ جس میں آپس میں اس مرحلہ کو طے کر لیا جاوے۔ اس جلسہ میں اگر میری ضرورت ہوگی، تو میں بھی آسکتا ہوں۔ وہ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ میں ایک خط حکیم اشفاق حسین صاحب کو لکھ چکا ہوں اور جلسۂ خاص کی تحریک کر چکا ہوں۔ فقط

مولوی ظہور الاسلام صاحب لکھتے ہیں کہ یہ مرحلہ تیری ذات سے طے ہوگا۔ میرا وجدان قطعی حکم کرتا ہے اور ضرور روئداد کی بعض تحریریں باعث مفسد ہوئیں، ان میں اصلاح کسی قدر ضرور ہوگی۔ تیرا چلنا بریلی کو ضروری ہے۔ باقی امور کے استفتاء کا جواب میں تنہا نہیں دے سکتا۔ بغیر ناظم صاحب کے ملے ہوئے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ فقط

ناظم صاحب نے آج تک جواب نہیں دیا، معلوم ہوتا ہے کہ ان کو تکدر زیادہ بڑھے گا، بہر حال جو کچھ ہو، انشاء اللہ تعالیٰ فتح آپ کے ہاتھ میں ہے۔ مولانا آپ کا اس وقت سر گرم ہونا اور ندوہ کے اصلاح ہوجانا دین کو بڑی قوت کا باعث ہوا۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ دوشنبہ کو یہاں سے چلوں گا اور سہ شنبہ کو تاریخ ۱۶ر شوال پہنچوں گا۔ حضرت مولوی صاحب قبلہ کو جلد بلوائیے۔

والسلام

عبد الصمد از کچھوچھہ   ۱۱ر شوال ۱۳۱۴ھ

(مکتوبات علماء و کلام اہلِ صفا، طبع بریلی ص ۴۱، ۴۲)

حضرت مولانا شاہ عبدالسلام قادری، اپرین گنج، جبل پور، ایم، پی

(۱)

از جبل پور

رمضان ۱۳۱۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً!!!

بعالی حضرت معالی منقبت، اعلم العلماء المتبحرین، افضل العلماء المتصدرین۔ سند النبلاء المدرسین، مسند الکملاء المفتیین، شیخ الاسلام والمسلمین، مجتہد زمانہ فرید اوانہ، صاحب حجیت قاہرہ، مؤید سنت زاہرہ، مجدد زمانہ حاضرہ، بحر العلوم، کاشف السر والمکتوم، قبلہ عالم، حضرت مولانا و مقتدانا سیدنا و سندنا، مرشدی وذخری لیومی وغدی حضرت جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب، علامہ بریلوی مابرحمت شموس افادتہ بازغۃ وبدور افاضاتہ ساطعہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

التماس نیاز اساس اینکہ، ہمایوں مفاوضہ ساطعہ تفضّل طراز نے بتشریف وصول مشرف وسرفراز فرمایا۔ مطالعہ مصحف ہدایت، موجب تشفی وافی، و تسلی کافی، خدام حضور فیض معمور ہوا۔ تاریخ شریف مستخرجہ، خامہ بلاغت نظامہ، وفصاحت ختامہ نے نیاز مندان کو روح سعادت وافتخار پر پہنچایا۔ اس نعمت عظمٰی کے شرف ادراک سے حضور کے غلاموں کو جو عزت وروحانی راحت وصول ہوئی، لفظوں میں ادا نہیں ہوسکتی۔ یہ اثر جلیل، منح جزیل، یعنی تاریخ جمیل لازم التبجیل، میرے لئے ہی سعادت کی نہیں ہوئی۔ بلکہ اس شہر واطراف واکناف شہر کے جمیع حضرات اہلسنت متوسلین ومعتقدین ومتبعین آں مقتدائے انام، امام ہمام عالی مقام مدظلہ العالی کے لئے سرمایہ مباہات ہوئی۔

عبدالسلام قادری عفی عنہ

(صحائف رضویہ وعرائض سلامیہ ص: ۲۴ قلمی)

(۲)

از جبل پور

۶؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۰ھ

سیدنا وسندنا ومولانا ومرشدنا والذخرليومنا وغدنا ووسيلننا وبركتنا فى الدنياوالدين ، آية من آيات الله رب العالمين ، نعمة الله على المسلمين ، اعلم العلماء المتبحرين افضل الفضلا المتصدرين ، تاج المحققين سراج المدققين مالک ازمة الفتاویٰ والمفتيين ، ذوالمقامات الفاخرة والكمالات الزاهرة الباهرة ،صاحب الحجة القاهرة مجددالمائة الحاضرة ، العلامة الاجل الابجل ، حلال عقدة مالاينحل ، بحرالعلوم ، كاشف السرالمكتوم ، صدرالشريعة، محى السنة المحدث الفقيه العديمه النظيرالشحرير لازالت لوامع افكار ه توضع غوامض المشكلات وانوار تحل المعضلات فى هذه المرام۔

سوال اول مقررہ امام اگر محراب چھوڑ کر مسجد یا صحن مسجد محراب کے مقابل درمیان میں کھڑا ہوا، تو کیا مقام مقررہ کا چھوڑنا مکروہ ہے یا نہیں؟ اگر مکروہ ہے، تو درالمختار کے باب الامامۃ کی اس عبارت کہ:

"والظاهر ان هذافى الامام الراتب الجماعة كثيرة لئلا يلزم ذالک لا يكره [1] فمالمرادمنه"

اور مکروہ نہیں تو اس کتاب کے باب مکروہات نماز میں تحریر ہے۔

[1] ردالمحتار مطلب فی کراہیۃ قیام الامام فی غیر محراب، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۶۸

''ومقتضاه ان الامام لوترک المحراب وقام فی غیره یکره ولو کان قیامه وسط الصف لانه خلاف عمل الامة وهوظاهرفی الامام الراتب دون غیره المنفرد[1] فماالمستفادعنه''

پہلی عبارت سے یہ سمجھ میں آرہا ہے کہ ترک محراب کا سبب نہیں بلکہ وسط میں کھڑا نہ ہونا سبب کراہت ہے۔ لہٰذا اگر مقرر امام بھی محراب ترک کردے اور کسی اور مقام پر اس کے محاذات میں صف کے درمیان کھڑا ہو، خواہ مسجد کے اندر ہو، یا صحن مسجد میں یا جماعت قلیل ہو، تاکہ وسط صف کی عدم محاذات لازم نہ آئے، تو یہاں کراہت نہ ہوگی اور دوسری عبارت سے پتا چلتا ہے کہ مقرر امام کا محراب کو ترک کرکے غیر محراب میں کھڑا ہونا، خواہ صف کے وسط میں ہو اندرون مسجد یا صحن مسجد میں ہر جگہ مکروہ ہے۔ لانہ خلاف عمل الامة وظاهر همایدل علی التضارب والتنافی بینهمافکیف التطبیق۔

سوال دوم: امام کا محراب میں اس طرح کھڑا ہونا، جو فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے: ''یعنی خود خارج میں کھڑا ہو اور سجدہ محراب میں کرے'' کیا حکم رکھتا ہے مباح یا سنت؟ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں فرمایا کہ:

''عن یعقوب عن ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ لاباس ان یکون مقام الامام فی المسجد وسجوده فی الطاق ویکره ان یقوم فی الطاق وهکذا فی الهدایة'' اور کتاب الآثار میں امام محمد لکھتے ہیں: ''واما نحن فلانری باساً ان یقوم بحیال الطاق مالم یدخل فیه اذاکان مقامه

---

[1] ردالمحتار   مطلب اذاتردد الحکم بین سنۃ وبدعۃ،   مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۶۴۶

خارجا منه وسجوده فیه وهو قول ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ فیفهم من هذه العبارات الاذن والرخصة فیه"۔

اور اکثر کتب فقہ جو معتمد ہیں، ان سے بھی مطلق جواز مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ مشہور متون اور شروحات میں درج ہے کہ یکره قیام الامام فی الطاق ولایکره سجوده فی الطاق اذا کان قائماً خارج المحراب الخ [1] ملخصاً، عینی، کنز، لاسجود فیه وقدماه خارج [2] مختصر اور مختار لایکره ان قام الامام فی المسجد وسجد وفی الطاق الخ مختصرا قهستانی وغیرها من العبارات المتقاربة لها مشعر۔

ان تمام تصریحات سے معلوم ہورہا ہے کہ امام کا محراب میں مذکورہ طریقہ پر کھڑا ہونا جائز ومباح ہے، سنت ومندوب نہیں۔ لہٰذا محراب کا ترک اور دوسری جگہ کھڑے ہونے سے کراہت لازم نہیں آتی۔ لیکن علامہ محقق شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ردالمحتار میں معراج الدرایہ اور مبسوط سے نقل کیا کہ السنة ان یقوم فی المحراب لیعتدل الطرفان ولو قام فی احد جانبی الصف یکره [3] الخ ایضا السنة ان یقوم الامام ازاء اوسط الصف الاتریٰ ان المحاریب مانصبت الاوسط المساجد وهی عینت لمقام الامام [4] ایضا والاصح ماروی عن ابی حنیفة انه قال اکره ان یقوم بین الساریتین اوفی زاویة اوفی ناحیة المسجد اوالیٰ ساریة لانه

---

[1] عینی علی الکنز　باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہ،　مطبوعہ نوریہ رضویہ، سکھر　۴۳/۱

[2] درمختار　باب مایفسد الصلوٰۃ الخ　مطبع مجتبائی، دہلی　۹۲/۱

[3] ردالمحتار　مطلب فی کراہۃ قیام الامام فی غیر المحراب،　مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی　۵۶۸/۱

[4] 〃　〃　باب الامامۃ　〃　۵۶۸/۱

خلاف عمل الامة قال علیه الصلوٰة والسلام توسطوا الامام [۱] الخ۔

تاتارخانیہ میں ہے: ''ویکره ان یقوم فی غیره المحراب الا بضرورة'' [۲] یہ بھی فرمایا کہ: یفهم من قوله اوالیٰ ساربة کراهة قیام الامام فی غیر المحراب ویؤیده قوله قبله السنة ان یقوم فی المحراب وکذا قوله فی موضع آخر والسنة ان یقوم الامام ازاء وسط الصف [۳] الیٰ آخر ما هو المنقول والمذکور فیه کل ذالک یدل علیٰ ان السنة للامام ان یقوم فی المحراب ویکره ان یقوم فی غیره فما صورة التطبیق بین هذه الاقوال المختلفة او الترجیح لواحد علیٰ وجه یتبین به الصواب والحکم الصحیح۔

کیا امام کا محراب کے محاذی صحن مسجد میں قیام کما ہو المعتاد فی دیارنا بنابر اعتبار فرق مسجد صیفی وشتوی جائز ہے، یا کوئی اور صورت ہے۔ فالمسئول من الحضرة العلیه البهیة السنة الرضیة المطهرة القدسیة ان نستفیض بتحقیق المقام وتوضیح المرام بحیث ینکشف به المشکل وینحل به المعضل فنطمئن به الاوهام۔ فقیر حقیر مستہام غلام تراب الاقدام اذل خدام الحضور عالی مقام

احقر الطلبہ محمد عبد السلام سنی حنفی قادری جبلپوری عفی عنہ

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج وترجمہ طبع لاہور، ۳۲۱/۷ تا ۳۲۶)

---

[۱] ردالمختار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا، مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶۴۶/۱

[۲] // مطلب فی کراھۃ قیام الامام فی غیر المحراب // ۵۶۸/۱

[۳] // // // ۵۶۸/۱

(۳)

از جبل پور

ربیع الآخر شریف ۱۳۲۲ھ

بحضور پرنور اعلیٰ حضرت آقاء نعمت سلطان المحققین، برهان المدققین سید العلماء المتبحرین، سند الفضلاء المتصدرین، فخر اکملاء الرسخین خیر الحقة بالمهرة السابقین، تاج المفسرین، سراج الفقهاء والمحدثین، حجة الخلف، بقیة السلف. بحر العلوم، کاشف اسرار المکتوم شیخ الاسلام، ملک العلماء الاعلام، العلامة الاجل الابجل الاکمل، حلال عقدة لاینحل، مؤید الملة الطاهرة مجدد مائة الحاضرة. مقتدائے اهل سنت، قبله و کعبه سیدی وسندی وملاذی ومرشدی وکنزی وذخری لیومی وغدی، مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب (دامت برکاتهم العالیه)

پس از آداب وتسلیمات نیاز ساتھ معروض خدمت فیض درجت ایں کہ: یہ حضور کا غلام بنگلور میں بحفظ وحمایت ربانی ایک چلہ کامل رہا اور بحمد اللہ تعالیٰ صدقہ حضور پرنور دامت برکاتہم العالیہ کا وہاں سے مظفر ومنصور فتح یاب، فائز المرام شادکام، بامن وامان، وعافیت تام بمبئی ہوتا ہوا، وطن پہنچا اور سب کو بفضلہ تعالیٰ سب طرح مع الخیر پایا۔

یہ سگ بارگاہ خاکپا وحضور پرنور جس امر دینی ومہم مذہبی کی انجام دہی کے غرض سے جماعت حضرات زمین اہل سنت بنگلور کا مطلوب ہوکر حسب ارشاد فیض

بنیاد سامی وحکم وفرمان واجب الاذعان گرامی آں حضرت اقدس سلمہم اللہ تعالیٰ وہاں حاضر ہوا تھا۔ بعون اللہ العزیز المتعال بیامن برکات ومماس توجہات، وتلطفات قدسیہ حضور اطہر دام ظلہم الانور وہ مقدس کام نہایت خیر وخوبی خوش اسلوبی کے ساتھ حسن انجام پایا۔

بحمد اللہ تعالیٰ اہلسنت منصورین کا بول بالا اہل بدعت مخذولین کا منھ کالا ہوا۔ طائفہ زائفہ ضالہ دجالین ندوہ مخذولہ کا دام مکر وفریب ٹوٹ گیا۔ ان کی کیادی ومکاری، بدمذہبی وخبث انتظاری طشت از بام ہوگئی۔ ان کے مکائد وضلالات ندوہ مردودہ کے مفاسد وشناعات کا لفافہ کھل گیا۔ ان کے خیالات باطلہ واوہام فاسدہ واقوال کاسدہ وعقائد خبثیہ کا خوب خوب قلع وقمع ورد وابطال کیا گیا۔ شروع شروع جب یہ خادم وارد بنگلور ہوا۔ معلوم ہوا، بہت سے عوام تو عوام بعض پڑھے لکھے بھی اپنی سادہ لوحی وناواقفی وبے خبری کے اول شرار کے اثر شر مصاحبت ومجالست تذبذب میں پڑ گئے تھے اور کچھ ان کے دام تزویر میں پھنس کر گمراہ بھی ہو گئے تھے۔ آؤ بھگت بھی وکلاء ندوہ کی خوب ہوتی ہے اور روز بروز ترقی پذیر ہے۔ جگہ جگہ ان کے وعظ کا بازار بھی خوب گرم ہے۔ مجلسیں زور کے ساتھ ہو رہی ہیں۔ وہ اشقیا نامراد............

جب کہ ذات بابرکات قدسی صفات جناب مفتخر سیادت مآب مکرم الکرام، فخر علماء عظام، قطب بنگلور، حضرت مولانا مولوی سید شاہ عبد القدوس صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ کے جناب مفخر خسرو نما اس مقدس آستانے سے منکر ومخالفت سرتاب بداعتقاد بنا رکھا تھا۔ ان بد باطنوں نے بنگلور میں وکلاء ندوہ کی آمد کو اپنے لئے بہت غنیمت، بلکہ نعمت غیر مترقبہ جانا اور اپنے ہم جنس اشرار کا نابکار ندویہ کے ساتھ شیر وشکر ہو کر بارے خوشی کے جامہ میں پھولے نہ سماتے تھے اور اول ان ناپاکوں کی محبت وخدمت وغلامی،

چاپلوسی میں فنا، ان کے ساتھ اور امداد و اعانت میں بھی خوب سرگرم تھے۔

یہ خادم کمترین بنگلور پہنچ کر جب ان باتوں پر مطلع ہوا، صدقہ حضور اقدس کا دوسرے ہی دن سے بعون اللہ تعالیٰ ہر روز چند دنوں تک اپنی مجالس ومحافل میں بہ دوران بیان وتقریر اپنے اول اہل ضلال کے ان کے اقوال خبیثہ مردودہ کا رد وابطال نہایت زور سے سد باب ومجامع عامہ میں تصریح وبسط وتفصیل کے ساتھ بدلائل حجت قویہ وحجج ساطعہ وبراہین قاطعہ کرنا شروع کیا کہ ندوہ مطرودہ کے وکلاء ضالین اپنی تقریر پر تزویر ووعظ وبیان، ضلالت بنیان میں علی الاعلان پکار کر کہا کرتے تھے اور معتمدین معتبرین ثقات کی زبانی یہاں معلوم ہوتے تھے۔ ان کے ہذیانات ولغویات وضلالات، اقوال شنیعہ، قبیحہ اور ثبوت حقانیت ندوہ کے متعلق جو کچھ مجمل دبی چھپی ومبہم باتیں خلاف مذہب وہ بیان کرتے اور بعض معتبرین حضرات اہل سنت ان سے سن کر یہاں خبر دیتے۔ اسی دن ہمارے بیان میں نہایت توضیح وتصریح وبسط وتفصیل کے ساتھ بعنوان شائستہ ان باتوں کا قلع قمع کیا جاتا اور جس قول سے ان پر جو حکم شرعی لازم آتا، وہ لوگوں پر ظاہر کر دیا جاتا اور سارا ان کا ایرپھیر، اینچ پیچ سب کھول دیا جاتا۔

صدقہ حضور پر نور اقدس کا، اس کا ایسا کچھ اثر پڑا کہ مجلسیں ان کی کمزور ہو گئیں۔ ان کی جماعت میں تفرقہ پڑ گیا۔ درہمی وبرہمی ہوگئی۔ ان کا رسوخ وثوق دلوں سے دور ہونے لگا۔ حتی کہ بعض غیر مقلدین ووہابیہ بھی ان سے مخالف ہو گئے۔

فقیر عبد السلام قادری

(صحائف رضویہ وعرائض سلامیہ، قلمی، ص: ۲۶/۲۵)

(۴)

از جبل پور

ربیع الآخر ۱۳۲۴ھ

بحضور پرنور اقدس اعلیٰ حضرت آقاء نعمت ،سیدنا وسندنا ومولانا وملاذنا ومرشدنا وذخرة ليومنا وغدنا وسليتنا وبركتنا فى الدنياوالدين آيات الله رب العالمين نعمت الله تعالىٰ على المسلمين سلطان المحققين. برهان الفضلاء المدققين ، تاج المحدثين والمفسرين ، سراج الفقهاء المجتهدين ، مظهر سر الهداية واليقين ، مؤيد الشريعة المحمديه ، مجددمعالم السنة السنية ، روض الانوار وبحرالاسرار ، شيخ الأسلام المفتى العلام الامام، ملك العلماء الاعلام قبلتنا فى الكونين وكسبتنا فى الدارين ، روحى فداه لازالت الشموس افضاله طالعه وبدور جلاله لامعه ۔

پس از ادائے آداب وتسلیم ،لوازم تکریم ، مایلیق بشانکم الرفیع العظیم معروض نیاز ایں کہ ، بمبئی سے حضور اقدس سلمہم اللہ تعالیٰ کے تشریف بریں پر بعد غایت اصرار احباب پر اس خادم کو چار روز اور ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ وہاں سے بعون اللہ تعالیٰ مع الخیر والعافیہ واپس آ کر کل کوائف وحالات جماعت احباب حضرات اہل سنت کو سنائے ۔ چونکہ یہاں بھی فضل خدا سے بہت بڑا اہتمام بلیغ تھا۔ حضور کی امید تشریف آوری میں خوشیاں مچی ہوئی تھیں ۔ ہر سنی مسلمان چشم براہ تھا۔ آرزومندان زیارت

حضرات مخلصین اہل سنت کے قلوب فرحت وشادمانی سے مالا مال ہورہے تھے۔ادھر تو اس نعمت الٰہی لامتناہی شرائف طلعت سنیہ قدسیہ حضور پرنور سے استفاضہ واستفادہ کے سازوسامان، ادھر اشرار نابکار، حاسدین، معاندین، مبتدعین، ضالین، مخذولین جل جل کر سخت حیران وپریشان، شہرت سراپا بہجت قرب تشریف آوری حضور اقدس پر حضرات اہل سنت کی ہر ادائے مسرت، خبثاء، ناہنجار، اہل بدع ونار کے لئے آفت جاں، بلائے بے درمان اور ہر انداز فرحت، ان اشقیا لیام کے ناپاک دلوں پر قائم مقام سیف وسنان۔ قاتلھم اللہ انی ان یوفکون۔

غرض کہ جبل پور کے جمیع حضرات اہل سنت مشتاقین کو ماہ مبارک شعبان شریف میں حضور پرنور اطہر سلمہم اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری کا مژدہ سنایا گیا۔ یہاں ہمارے بعض اصدقاء مخلصین احباب معززین حضرات اہل سنت جو باوقار، نامی گرامی تجار، باشندگان گجرات سے ہیں۔ ہر سال ان دنوں میں چار ماہ کے لئے وہ ضرور اپنے وطن کو چلے جایا کرتے ہیں۔

چنانچہ بعض حضرات چلے گئے اور بعض امروز فردا میں جانے والے ہیں۔ یہ سب حضرات حضور اطہر دام ظلہم الاقدس کے جاں نثار غلام سچے مخلصین اور متوسلین خدام مدت دراز سے مشتاق انوار زیارت وآرزومند استفاد وشرائف دولت ہمایوں اقدام ہیں۔ ان سب نے نہایت منت والحاح عرض کی کہ ہماری عدم حاضری میں اعلیٰ حضرت مد ظلہم العالی کا جبل پور میں رونق افروز ہونا اور حضور پرنور کی دولت ملازمت ونعمت پابوسی سے ہمارا اس وقت محروم رہ جانا، ہمیشہ کو زندگی بھر ہمارے لئے رنج وملال اور حسرت وافسوس کا باعث ہوگا۔ اس لئے ماہ شعبان شریف میں ابھی حضور اقدس کو

تشریف آوری کی تکلیف نہ دی جائے۔ بلکہ ہم کمترین غلاموں مستفیدان فیض ونور آنحضور پرنور آقانعم وافضال کا بھی ضرور خیال رکھا جائے اور وطن سے ہم سب کے واپس آجانے اور جبل پور میں ہمارے پہنچ جانے تک حضور اقدس کی تشریف آوری ملتوی کی جائے۔ بمبئی سے میرے آنے کے بعد کئی دن تک اس کے مشورے رہے۔ آخر سب کا اسی پر اتفاق ہوا اور یہی رائے قرار پائی کہ انشاء اللہ العزیز المتعال ان سب حضرات معززین اہل سنت وفدائیان حضور اطہر کے آجانے پر رمضان شریف بعد بفضل اللہ تعالیٰ اس مبارک ومقدس مرام کا انتظام رکھا جائے کہ جبل پور کے خواص وعوام وعمائد ارکان اہل سنت سے کوئی اس دولت عظمیٰ سے محروم نہ رہ جائے۔ یہ ہمایوں بزرگ ترین نعمت مراد سب کو ہاتھ آئے۔ فاوصلنا اللہ تعالیٰ الی غایۃ ما فتحناہ بفضلہ وبحرمتہ حبیبہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم۔

فقیر عبد السلام قادری، جبل پوری

(صحائف رضویہ وعرائض سلامیہ، قلمی، مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر ص: ۲۷/۲۸)

(۵)

از جبل پور

۱۲ر شعبان المعظم ۱۳۲۶ھ

بحضور پر نور سرکار انجم آقائے نعم، دریائے کرم، قبلہ حاجات ما، کعبۂ ایمان ما، سیدنا و سندنا و رشدنا و ملاذنا و وسلیتنا و برکتنا و مولانا بحر العلوم ملک العلماء الاعلام اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت روحی فداہ دامت برکاتہم العالیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آداب وتحیات مملوکانہ بجا آوردہ فی رسانم کہ کنیزک عالی ملجوق وعروض حمی وسعال ووجع رحم، بیمار ہست، وامتداد سقیم وغایت اضمحلال ونزاروے باعث تشویش وملال، وتنغص عافیت جمیع صغار وکبار، تعلق وسراسیمگی مابمدے رسیدہ کہ ہیچ نمی توانم، آں کاشت ہجوم وہجوم پیراؤن خاطر می باشند، ہر زمان خودرا پیرداخت وتمریض وعذار آتش می دارم وبتصدیں ایں مہم از حاضری حضرت علیہ قدسیہ قاصر ماندم، ورنہ چنیں کہ فرمانی والالصیفہ تا برائے رسیدنم بمراد آباد شرف صدور آوردہ بود۔

ایں چنیں عظیم جنایت تقصیر بامتثال امر سامی از غلام ستہسام ہرگز وقوع بتافت حضور بحر افضال کعبۃ الامانی وانامی ادام اللہ تعالیٰ جل جلالہ لطائف انعامہ وامتناء وجرائد عوائد تربیۃ واحسانہ مولانا وملاذ ارجاء عفو وکرم می دارد۔

از مطالع انوار مجموعہ ابحاث اخیرہ، سیف الزمان، دافع الفساد، دیوبند

مولویوں کا ایمان مستفیض و مستبشر شدیم ، پیش ازینے زعدم اطلاع بر کیفیت روداد مناظرہ، وبشنیدن انواع مفتریات واکاذیب اشرار بدمذہبان خذلہم اللہ تعالیٰ ہموم واحتزان وتفکر فراودن لاحق حل غلامان بودہ، اماں چوں ایں بودر قاہر رادیدیم وبعون اللہ العزیز المتعال بشارت سراپانضارت فتح ونصرت عبدنا الغالب المنصور بدریافتم۔

بحمد اللہ تعالیٰ مطمئن القلوب ومسرور الوقت گشتیم استدعامی دارم کہ بحسنات مولانا صاحب مہتمم مطبع اہل سنت فرمودہ شود کہ رسائل مذکورہ ددہ نسخہ۔

العذالیس علی الحسن حلال المبین ، پنج نسخہ ، ایک گردوفاختہ تین چار نسخہ ظفر الدین طیب چار نسخے ، الجمل المعد لتالیف المجدد ، پانچ نسخ ، زود ویلو سے اپیل روانہ فرمائے جائیں۔

(فقیر عبد السلام قادری، جبل پوری)

(صحائف رضویہ دعرائض سلامیہ، قلمی مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر ص:۳۲)

(۶)

از جبل پور

۱۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ

بحضور پرنور سرکار انجم آقائے نعم دریائے کرم قبلہ جان ما، کعبہ ایمان ما، سیدنا وسندنا ومرشدنا وملاذنا ووسیلتنا وبرکتنا ومولانا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آداب وتحیات مملوکانہ بجا آوردہ می رسانم۔

کنیزک سرکار عالی، اہلیہ ام سکینہ خاتون کہ پیش ازیں جاں زار سقم واعتدال وغایت اضمحلال ومی عرض رسانیدہ بودم، بمیتہ اللہ وفضالہ شب پنجشنبہ ۷؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ ازیں دار فانی بملک جاودانی انتقال نمود۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

وظیفہ دوامی وپس وآخر کلامش، اللہ ربی لاشریک، بود

اللھم اغفرھا وارحمھا واسکنھا فی الجنۃ۔

(فقیر عبدالسلام قادری، جبل پوری) ۱۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ

(صحائف رضویہ وعرائض سلامیہ، قلمی مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر مصباحی ص: ۳۳)

(۷)

از جبل پور

۹؍ربیع الاول شریف ۱۳۳۰ھ

حامداً ومصلیاً ومسلماً

حضور پر نور سرکار اعظم، قبلہ جانم کعبہ ایمانم، اعلیٰ حضرت دامت برکاتہم العالیہ آداب وتسلیمات مملوکانہ قبول باد۔

قبل ازیں حسب فرمان گرامی، ارشاد سامی مبلغ ۲۰۵ دوصد پانچ روپے کے نوٹ معہ عریضہ فدویت بصیغہ رجسٹری بیمہ کر کے ۱۵؍فروری ۱۹۱۲ء کو اس غلام نے ارسال خدمت گرامی کیا ہے۔ آج تیرھواں دن ہے۔ اب تک تو نہ ڈاکخانہ کی رسید آئی، نہ حضور کا کوئی سرفراز نامہ متضمن خبر اس رجسٹری شرف صدور وہاں سے فرمایا۔ سخت تردد ہے۔ آج تک انتظار کر کے یہاں ڈاکخانہ میں اطلاع کر دی گئی ہے۔ ونیز ۵؍دسمبر ۱۹۱۱ء کو مبلغ ...... ہدیہ احباب خدمت للعرس بذریعہ منی آرڈر حاضر بارگاہ عالی کیا تھا۔ اس کا بھی یہی حال ہوا۔ خیر باد۔

غلام بضرورت مجبوراً محض اتنی گذارش کے لئے اوقات بستہ ہے کہ اس بیمہ شدہ رجسٹری اور اس منی آرڈر کی صرف وصول وعدم وصول کی اطلاع خاص حضور پر نوری کی دستی قلمی تحریر سے حاصل کرے۔ جمیع صغار وکبار مملوکانہ سرکار قدمبوسی عرض کرتے ہیں۔   المرسل عبدالسلام غفرلہ جبل پور، ۹؍ربیع الاول شریف ۳۰ھ

(صحائف رضویہ وعرائض سلامیہ، قلمی مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر مصباحی ص: ۳۸)

(۸)

از جبل پور

۸؍ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

بحضور انور، عالی سرکار واطہر، سلطان العلماء المحققین، برہان الفضلاء المدققین، خیر اللاحقین بالمہرۃ المجتہدین السابقین، بحر العلوم، کاشف اسرالمکتوم، شیخ الاسلام، امام الاعیان الاسلام، مکرم کرام العرب والعجم، العلامۃ المعتمد المستند قطب المکان، غوث الزمان، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، قبلہ معظم وکعبہ محترم، سیدی وسندی، ومرشدی ومولائی، جان جانم، ماوائی ایمانم، روحی فداہ سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ وادام برکاتہ القدسیہ لنا وسیلۃ محمدہ ورضاہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آداب وتحیات نیاز مالیلیق بشانکم الاعلیٰ بجا آوردہ عرض می رسانم کہ للہ الحمد والمنۃ۔ میرے آقائے نعمت دامت برکاتہم العالیہ کا مقدس سرفراز نامہ گرامی مع ۱۸؍ عدد پر چھپائے فتوی مطبوعہ حکم آذان ثانی جمعہ اور آٹھ عدد پر چھپائے اشتہار کے تشریف صدر فرما کر موجب ہزار ہزار سعادت وافتخار کا ہوا۔ صدقہ میرے مولائے محترم دام ظلہم الانور نے برکات وتوجہات قدسیہ کا بحمد اللہ تعالیٰ، جمیع اقارب واحباب کے ساتھ بہمہ وجوہ مع الخیر والعافیۃ ہو۔

گو حضور اطہر سے دور اور ایک عرصہ سے گونہ علیل ورنجور ہوں۔ لیکن بہر حال سرکار ملجاء اعظم کا حسن تصور میرا مقام بنا ہوا ہے۔ جمال صورت کریمہ حضور پرنور سلمہم اللہ تعالیٰ کا تصور انور ہی میرے ہر شغل ذکر وفکر کی جان اور میری روح

الایمان ہے۔ میرے سب کام اسی سے وابستہ ہیں۔ تصور حیات، آقائے نعم ادام اللہ تعالیٰ ظلہم ہی میرے درد دل کی دوا ہے اور باذن اللہ تعالیٰ یہی میرے لئے باعث شفا ہے۔ رب عزوجل بفضلہ وکرمہ اس نعمت عظمیٰ کو میرے اور میرے لواحق اور گھر بھر کے حق میں مبارک فرمائے اور سب کے لئے وسیلہ جلیلہ فوز وفلاح سعادت دارین رکھے۔

قبلہ جان من بمشیت سبحانی عزوجل حوادث متعاقبہ میں حضور کی کنیز، مغفورلہا، قلت ارحم التابوت فیہاسکینۃ کے صدمہ مفارقت نے خستہ حال بنا کر مبتلاء مراق وسوداویت کر دیا تھا۔ حضور کے غلام زادگان میں ایک بچی دو بچے رہ گئے تھے۔ عرصہ آٹھ ماہ کا ہوا کہ قضیہ مرضیہ الٰہیہ چھوٹا غلام زادہ محمود اشرف نامی ہشت سالہ وہ بھی نہایت ذکی وذہین وشین تھا۔ دفعۃً مبتلاء حیضہ ہوا، نو گھنٹے میں روپوش آغوش رحمت الٰہی ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس وقت سے غلبہ سوادیت ومراقیت اور شدہ اختلاج قلب نے سخت متوحش کر رکھا ہے۔ حتی کہ حضور کے غلام زادے برھان میاں حفظہ اللہ تعالیٰ کے پڑھانے سے بھی مقعر ہوگیا ہوں۔ بضرورت ایک قابل خوش عقیدہ عالم ولایتی کو مبلغ عدد بیس روپے شاہرہ پر کچھ عرصہ سے مقرر کرلیا ہے۔ چند سبق وہ پڑھاتے ہیں اور چند میں پڑھالیتا ہوں۔ صدقہ برکات حضور پرنور سلمہم اللہ تعالیٰ کا بعونہ تبارک وتعالیٰ فی الحال، مطول، میر زاہد، امور عامہ، قاضی مبارک، صدرا، ہدایہ شریف، حسامی، برہان میاں حفظہ اللہ تعالیٰ کے درس میں ہیں۔

بحمد اللہ تعالیٰ رب عزوجل کے فضل وکرم سے بمیامن وبرکات حضور پرنور، عقل وفہم وطبع، نہایت سلیم ومستقیم اور تیز ہیں اور ذہن بہت روشن وصاف ہے۔ تحفظ واستحضار قوی ہے۔ محض مطالعہ سے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔ ادنیٰ اشارہ میں سمجھ جاتا ہے۔ کچھ انگریزی کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ ایک بی اے ماسٹر گھر آکر پڑھا جاتے ہیں۔

حضور پرنور دامت برکاتہم العالیہ کے نام نامی اسم گرامی کا والہ وشیدا ہے۔ ہر وقت حضور سرکار اقدس سلمہم اللہ تعالیٰ کا دم بھرتا ہے۔ بارگاہ اطہر میں حاضری اور قدم بوسی اور اس گرامی آستانہ قدسیہ کا کتا بننے اور حضور پرنور کے زیر اقدام ہمایوں رہ کر تکمیل علوم وفنون اور اکتساب فضائل وانوار، فیوض وبرکات نورانی وروحانی کا بے حد مشتاق ہے۔ اور ہمیشہ اس آرزو میں بے قرار رہتا ہے۔ الحمدللہ یہ سب میری خوش نصیبی ہے اور اس کی اعلیٰ سعادت وارجمندی کی دلیل ہے اور یہ سب حضور انور ہی کا پرتو انوار وتجلیات توجہات قدسیہ ہے۔

بہر حال حضور اقدس کے میامن دعاء وبرکات کا امیدوار ہوں، خدا کے فضل وکرم سے حضور اطہر کے صدقے میں برہان میاں حفظہ اللہ تعالیٰ کسی لائق ہو جائے اور کچھ علمی رنگ اس پر چڑھ جائے، تو انشاء اللہ العزیز المتعال جلایابی کے لئے وہ بارگاہ حضور انور حاضر ہوگا اور بعونہ تعالیٰ وہیں کندن پائے گا۔ حسبنا اللہ و کفیٰ۔

برادر عزیز بشیر میاں مرحوم کا محمد زاہد نام ایک بچہ ہے، وہ بھی میرے ہی پاس میرے زیر نظر رہتا ہے۔ برہان میان حفظہ اللہ تعالیٰ سے دو ماہ چھوٹا ہے۔ کچھ غبی ہے۔ شرح وقایہ، شافیہ، کافیہ، میزان المنطق، یوسف زلیخا پڑھتا ہے۔ برہان میاں حفظہ اللہ تعالیٰ اور مولوی صاحب ولایتی اس کو پڑھاتے ہیں۔ حضور دعا فرمائیں۔ اس کا ذہن بھی روشن اور تیز ہو۔

(فقیر عبدالسلام قادری، جبل پوری) ۸ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

(صحائف رضویہ وعرائض سلامیہ قلمی مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر مصباحی ص: ۴۰/۴۱)

(۹)

از جبل پور

جمادی الاول ۱۳۳۲ھ

حضور پر نور اکرم، سرکار اعظم، آقائے نعم، محی الدین والملۃ الطاہرۃ، مجدد مائۃ حاضرۃ، اعلیٰ حضرت امام مجتہد اہل سنت قبلہ جانم، کعبہ ایمانم سیدی، سندی، مرشدی ملاذی، ملجائی، ذخیری لیومی وغدی مولانا العلامۃ الکبیر والبدر المنیر روحی فداہم دامت برکاتہم العالیہ۔　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آداب وتحیات نیاز مالیلیق بشانہم الاعلیٰ بجا آوردہ می رسانم۔ الحمد للہ حضور کے برکات دعاء قدسی سے اب برادر عزیز عبدالشکور کی طبیعت اچھی ہے۔ پیر کا پھوڑہ پھوٹ گیا۔ بہت مواد نکلا، مندمل ہوتا جاتا ہے، خدا کے فضل وکرم سے اب وہ چلتا پھرتا ہے۔ ضلع بالا گھاٹ کے حضرات اہل سنت جو مجھے بجبر کھینچ کر وہاں لے گئے تھے۔ وہ مفصل کیفیت اس غلام کے عریضہ مرسلہ بالا گھاٹ سے حضور کو معلوم ہوئی ہوگی۔

سفیر اہل حدیث اور دہلی، آگرہ، سیونی کے نجدی مولویوں نے وہاں جو فتنہ برپا کیا تھا، وہ گورنمنٹ کے حکم سے بذریعہ پولس نہایت ذلت کے ساتھ مسجد سے نکال دیئے گئے اور انہوں نے اسی دن خوار و روسیاہ وہاں سے راہ فرار لی۔ وہاں یہ غلام ایک ہفتہ کامل ٹھہرا اور مسلمانوں کے شکوک وشبہات مٹا کے اور بخوبی ان کی تسکین وتشفی اور اصلاح کر کے بحمد اللہ تعالیٰ مع الخیر پہنچا۔

حضور پرنور کے حسب الحکم والا رشاد جمعہ کی اذان ثانی کے متعلق فتویٰ تیار کر کے ایک ہزار پرچے چھپائے گئے۔ دوسو پرچے حضور پرنور سلمہم اللہ تعالیٰ کی خدمت گرامی میں مرسل ہیں اور دوسو پرچے پیلی بھیت حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سلمہم اللہ تعالیٰ کی خدمت شریف میں، باقی چھ سو پرچے میرے پاس محفوظ ہیں۔ جہاں جہاں حضور کا حکم ہو، بھیج دیئے جائیں گے۔

غلام نے یہ جو کچھ لکھا ہے، یہ محض اپنے آقا و مکرم حضور پرنور...... و فرمان گرامی کی تعمیل ہے۔ ''ورنہ ہر آنجا کہ دریاست من کیستم'' ...... روشن و مدلل و مبرہن مقدس فتویٰ کے مقابل دنیا بھر کے اب مؤید و موافق فتاویٰ چراغ پیش آفتاب ہیں اور مخالف عناد و سخن سازی و ضد و نفسانیت بے حجاب۔

اشد الناس العلم ادعا   اقلع بماھو فیہ علم

اور وہ فتاویٰ جو اس کے مخالف ہیں وہ اول مفتیوں کی سفاہت فاضحہ اور عناد و ضد و نفسانیت کا آئینہ بے حجاب، اس غلام کی یہ تحریر حضور پرنور ہی کے افادات عالیہ سے ماخوذ مقتبس ہے۔ حضور کے حسب ایماء سامی حتی الامکان میں نے اس تحریر میں مصلحتاً اس بات کو ملحوظ رکھا یہ کہ کسی کو گمان نہ ہو کہ یہ فتویٰ اگر حضور کا نہیں، تو حضور کی طرف سے ہے اور اس مسئلہ میں حضور تنہا ہیں۔..........

(فقیر عبد السلام قادری عفی عنہ) جمادی الاوال ۱۳۳۲ھ

(صحائف رضویہ و عرائض سلامیہ قلمی مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر مصباحی ص:۴۴)

(۱۰)

از جبل پور

۲۲ شعبان المعظم ۱۳۳۳ھ

حضور پرنور اکرم سرکار اعظم، اقائے نعم، محی الدین واعلۃ الظاہرہ، مجدد مائۃ الحاضرۃ اعلیٰ حضرت امام مجتہد اہل سنت، قبلہ جانم، کعبہ ایمانم، سیدنا وسندنا مرشدنا ملاذنا ملجانا وسیلتنا مولانا العلامۃ الکبیر والبدر المنیر روحی فداہ دامت برکاتہم العالیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پس از ادائے آداب وتحیات نیاز واظہار ہزار ہزار تمنائے قدمبوسی التماس فدویت اساس اینکہ: للہ الحمد والمنہ صدقہ میرے آقائے نعم ابدہ اللہ تعالیٰ بجلالہ الفیضہ الاعظم کے میامن دعا وبرکات توجہ اقدس خدا کے فضل ورحمت سے یہ غلام اب گونہ تندرست ہے۔ بخار، کھانسی، درد شکم سب مندفع ہے، لیکن کمزور ہوں اور تبخیر نہیں جاتی، کبھی کبھی توحش واختلاج اور گھبراہٹ سے بے چین رہتا ہوں۔ حضور اطہر مدظلہ الانور، کا منجہ جلیلہ کریمہ تعویذ ونقش معظم ارسال فرمودہ نہایت محفوظ کیا ہوا ہمیشہ حرز جاں پاس رکھتا ہوں، میرے آقائے کریم کا یہ انعام تلطف مربیانہ ہے۔ باذن اللہ تعالیٰ میرے لئے ہزار دوا کی ایک دوا اور دریچہ جزیلہ شفا ہے۔ ادام اللہ تعالیٰ سلامتہ وافاض علینا بہ وکرامتہ۔

جبل پور کے وہابیوں نے خود یہاں کے آریوں کو چھیڑ کر اور ان کو دعوت مناظرہ دے کر ان سے مناظرہ کرنے کے لئے ثناء اللہ امرتسری اور دو تین مجاہیل وہابیوں کو بلایا تھا۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ آریہ کفار کے بے ہودہ سوالات میں

سے ایک سوال کا جواب بھی ٹھیک طور پر امرتسری سے نہ بن پڑا۔ امرتسری نے سوائے کلمات تعلّی اور شعر خوانی اور اپنی ادعا فلفسہ دانی کے۔ کہ منطق، فلسفہ، سائنس ہوں، ناخونوں میں بھرے پڑے ہیں۔ میں چنیں ہوں چناں ہوں۔ کام کی ایک بات بھی نہ کہی۔ نابکار آریہ ثناء اللہ کی ہر بات میں اس کا ناطقہ بند کر کے اس پر تالیاں بجانے اور اس کی لایعنی باتوں پر قہقہہ اڑاتے تھے۔ اب یہاں عام طور پر یہی مشہور ہے کہ واقعی عبدالسلام کی پیش گوئی سچ نکلی، جو اس جلسے کی تجویز کی خبر سن کر شروع شروع ہی چند بار اس نے کہہ دیا تھا کہ یہ سب اشرار وہابیہ مسلمان نما آریہ کے شیطنیت اضلال کا پرفریب جال ہے۔ بے چارے عوام اہل اسلام کو دین حق سے پھسلانے اور اسلام سے بدظن اور اصول وعقائد دینیہ واحکام شرعیہ کی طرف سے شک وشبہ میں ڈال کر مخذول وگمراہ بنانے کا سامان ہے۔............

(فقیر عبدالسلام قادری جبلپوری عفی عنہ) ۲۲ رشعبان المعظم ۱۳۳۲ھ

(صحائف رضویہ وعرائض سلامیہ قلمی مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر مصباحی ص:۴۹)

(۱۱)

از جبل پور

۲رشوال ۱۳۳۳ھ

حضور پرنور اکرم سرکار اعظم، اقائے نعم، سلطان العلماء المتصدرین برہان الفضلاء المتبحرین محی الدین والملۃ الطاہرۃ، مجدد مائۃ الحاضرۃ، اعلیٰ حضرت، امام مجتہد اہل سنت، بحر العلوم، کاشف سر المکتوم، قطب المکان وغوث الزمان، قبلہ جانم کعبہ ایمانم، مفیض الکلمات الربانیہ علی العالم سیدنا وسندنا مرشدنا، ملاذنا، وسیلتنا برکتنا فی الدنیا والدین، آیۃ من آیات اللہ رب العالمین، مولانا العلامۃ الکبیر والبدر المنیر روحی فداہ دامت برکاتہم العالیۃ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آداب وتحیات نیاز مملوکانہ بجا آوردہ عرض می رسانم۔ حضور کا خانہ زاد غلام برہان میاں حفظہ اللہ تعالیٰ، انشاء اللہ العزیز، ۷رشوال المکرّم بدھ کو یہاں سے روانہ ہوگا اور پنجشنبہ کے شام کو غالباً عشاء کے وقت بریلی شریف پہنچ کر شرف قدمبوسی سے سرفراز ہوگا۔

میں نے اسے اپنے طور پر معقول ومنقول کی درسی کتابیں بقدر ضرورت وکفایت پڑھادی ہیں۔

صدقہ برکات میامن حضور اقدس دامت برکاتہم العالیہ کا غلام زادہ حفظہ اللہ تعالیٰ بفضلہ عز وجل نہایت فہیم وذکی وذہین ہے اور فہم مقاصد ومطالب کتب واخذ وادراک، مسائل علوم وفنون کی کافی استعداد وقابلیت رکھتا ہے۔ لیکن واقعی وہ علوم جو علوم حقیقۃ، علوم عالیہ، علوم حقہ ہیں۔ ان کا مالک ان کا خازن وقاسم رب تبارک

وتعالیٰ نے اپنے فضل وعطا سے حضور اقدس کو ہی بنایا ہے۔ حضور ہی، ومن یؤتی الحکمه فقد اوتی خیراً کثیرا کے اجل واکمل افراد اور یزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ کے اخص جانشینان مسند ارشاد سے ہیں۔ صرف عالی بارگاہ حامل لواء العلم الاعلیٰ مالک ازمۃ الفہم الاسنیٰ میں حاضر باشی۔ وہاں کی ملازمت وخدمت وکفش برداری اور آنحضور اقدس سلمہم اللہ تعالیٰ کی رشحات نگاہ لطف وکرم مربیانہ کا یک رشحہ زکیہ بھی باذن اللہ تعالیٰ اشراق علم ومعرفت، وتنویر فہم وذہن وذکاء، وحل دقائق کے لئے کافی ہے۔

رسمی کتابی علم تو ہر جگہ حاصل ہوسکتا ہے۔ (مگر میرا ایمان میں اس وقت تو علم وہی علم ہے، جو خاص اس عالی بارگاہ علوم ربانیہ سے انعام فرمایا جائے، کہ بحمد اللہ تعالیٰ جس کی حقانی ضیائے پرجلال، سراپا نور ورحمت وبرہان بنا کر ہمیشہ غالب وقاہر اور حق کا معین وحامی وناصر رکھے اور اس کے برکات سے سخت سے سخت ترعویصات علوم وفنون کا آسانی سے انحلال ہوجائے۔ غلام زادہ کو حضور کے زیر نعلین پاک ڈال کر حضور کی کریمانہ مربیانہ، الطاف ومراحم کا امیدوار ہوں۔

محمد عبدالسلام رضوی ۲ رشوال ۱۳۳۳ھ

(صحائف رضوی وعرائض قلمی مخزونہ بکتاب غلام جابر مصباحی ص: ۵۰)

(۱۴)

از جبل پور

۲؍جمادی الآخر ۱۳۳۵ھ دوشنبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحضور پر نور اکرم، سرکار اعظم، سلطان العلماء المتصدرین، برہان الفضلاء المتبحرین محی الدین والملۃ الطاہرۃ، مجدد مائۃ الحاضرۃ، اعلیٰ حضرت امام مجتہد اہل سنت، بحر العلوم، کاشف السر المکتوم، قطب المکان غوث الزمان، قبلہ جانم کعبہ ایمانم، مفیض الکمالات الربانیۃ علی العالم سیدنا، سندنا ومرشدنا ملاذنا، ملجانا، وسیلتنا برکتنا فی الدنیا والدین، آیۃ من آیات اللہ رب العالمین، مولانا العلامۃ الکبیر والبدر المنیر روحی فداہ دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آداب وتحیات نیاز مملوکانہ بجا آوردہ عرض می رسانم، کہ میرے آقائے نعمت، سرکار عالی مقام حفظہ اللہ تعالیٰ وجودہ للا نام کا مقدس سرفراز نامہ گرامی بروز پنجشنبہ ۲۷؍جمادی الاولیٰ کو بعد نماز مغرب تشریف اصدار فرما کر موجب ہزار ہزار سعادت وافتخار، جمیع صغار وکبار ہوا، مرحمت وارسال فرمودہ چاروں متبرک تعویذ میں حسب ارشاد گرامی فوراً اسی وقت باندھ دی گئیں اور عمل شریف بھی صبح جمعہ سے شروع کر دیا گیا۔

میرے آقاء کریم دام ظلہم العالی کے اس مربیانہ ایثار ورحمت وشفقت پر میں ہزار جان سے قربانی کہ باوجود ضعف وعلالت وناسازی مزاج وہاج، اس حالت میں بھی اپنے دور افتادہ بندگان بارگاہ عالی کی ابتلا ومصیبت کی خبر پاتے ہی فوراً توجہ مراحم کریمانہ اس طرف منعطف ہو جاتی ہے اور تکلیف پر تکلیف اختیار کی جاتی، ان کی

چارہ سازی، دستگیری فرمائی جاتی ہے۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ بفضلہٖ میرے آقا نعمت کو شفاء عاجل وکامل عطا فرما کر اپنے عون وعنایت وحفظ وحمایت میں باماں صحت وعافیت تامہ دائمہ سلامت باکرامت رکھے۔ آمین

شب جمعہ کو تعویذ باندھے گئے، صبح جمعہ سے عمل شریف شروع کیا گیا، شب شنبہ سے باذن اللہ تعالیٰ وعونہٖ بخار میں تخفیف ظاہر ہوئی، قبل ازیں چودہ روز کامل تپ شدید کم وبیش ایک سو چار ایک سو پانچ درجہ تک قائم رہے۔

آٹھ ماہ کا حمل تھا، جس روز بچی تولد ہوئی۔ ایک سو پانچ ڈگری بخار تھا اور جتنے دن بخار شدید قائم رہا، کرب، بے چینی، کھانسی، بے خوابی نفث، ہتوع تشنگی کی شدت رہی۔

اب بہمیں توجہ وبرکت دعا قدسی حضور انور سلمہم اللہ تعالیٰ دو تین روز سے بخار وغیرہ جمیع امراض میں تخفیف ہے اور رب عزوجل کے فضل وکرم ورحمت سے حالت امید افزا اور روبہ صحت معلوم ہوتی ہے۔ باقی بندگان عالی کی ساری امیدیں ببرکات دعا، ونفحات توجہ اسنیٰ سے وابستہ ہیں۔ باذن اللہ تعالیٰ سلامۃ وافاض علینا برہ وکرامتہ۔

حضور کی کنیز میری پیاری صالحہ نور دیدہ بہوامۃ محی الدین بی جان مریضہ حفظہا اللہ تعالیٰ وشفاہا، بحضور پرنور وبحضور امی مکرمہ سلمہا اللہ تعالیٰ آداب وقدمبوسی عرض کرتی ہے۔ از جانب مکرمہ والدہ ماجدہ سلمہا اللہ تعالیٰ واز سائر صغار وکبار حفظہم اللہ تعالیٰ آداب وتحیات وقدمبوسی۔

(عبدالسلام قادری رضوی برکاتی)

(صحائف رضویہ وعرائض سلامیہ قلمی مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر مصباحی، ص: ۵۴)

(۱۳)

از جبل پور

۱۲؍ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحضور پرنور اکرم سرکار اعظم، اقائے نعم، سلطان العلماء المتصدرین، برہان الفضلاء المتبحرین محی الدین والملۃ الطاہرۃ، مجدد مائۃ الحاضرۃ، اعلیٰ حضرت، امام مجتہد اہل سنت، بحر العلوم کاشف السر المکتوم، قطب المکان، غوث الزمان، قبلہ جانم کعبہ ایمانم، مفیض الکلمات، الربانیۃ علی العالم سیدنا وسندنا ومرشدنا، ملاذنا ملجانا، وسیلتنا برکتنا فی الدنیا والدین آیۃ من آیات اللہ رب العالمین، مولانا العلامۃ الکبیر والبدر المنیر روحی فداہ دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آداب وتحیات نیاز مملوکانہ بجا آوردہ عرض می رسانم۔ کہ بندہ زادہ برہان میاں حفظہ اللہ تعالیٰ کے نام طلعت افروز شدہ گرامی مفاوضہ ساطعہ مقدسہ کرام ورحمت میں ضعف وناسازی مزاج وہاج اقدس کا حال پڑھ کر بندگان حضور والا فکر مند ہیں۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ بفضلہ میرے آقائے نعمت کو شفاء عاجل وکامل عطا فرما کر اپنے عون وعنایت وحفظ وحمایت میں باامان وصحت وعافیت تامہ دائمہ سلامت باکرامت رکھے آمین۔

اس دور فتن میں سنت واہل سنت کی عزت وسطوت وعظمت شان پر قہر وجلال فاتحانہ کا وجود وبقاء وقیام بفضل اللہ تعالیٰ خاص حضور اقدس مدظلہم العالی ہی کے سواطع نفحات زاکیات کا صدقہ اور حضور ہی کے ذات بابرکات گرامی سے وابستہ ہے۔

حضور کی صحت وعافیت وسلامت ذات والاصفات اسلام اور مسلمانان اہل حق وہدی کے لئے بحمد اللہ تعالیٰ آب حیات ہے۔ متع اللہ المسلمین بسلامۃ ذاتہ وطول حیاتہ، وافاض علینا من نفحاتہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ کہ بندہ زادہ برھان میاں حفظہ اللہ تعالیٰ کے مستخرجہ نقشہ اوقات رمضان مبارک بموفق عرض رسانیدہ نے سرکار عالی میں شرف قبولیت کی عزت پائی اور حضور اطہر مدظلہم الانور نے بعنایت مربیانہ اس کے متعلق از کی تعلیم وبہترین افادۂ طریق تحقیق وتدقیق سے اپنے غلام زادہ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ حضور کا یہ انعام سعادت بندگان بارگاہ کے لئے موجب ہزار ہزار فخر ووسیلہ جلیلہ مزید شوق وعلو ہمت وانشراح صدر ہے۔

میری یہی آرزو ہے کہ بعون اللہ تعالیٰ وتائیدہ وحسن توفیقہ حضور اقدس سلمہم اللہ تعالیٰ کے برکات توجہ انور سے وہ حضور کا خانہ زاد غلام ہمیشہ حمیت سنت ونصرت دین وملت میں کچھ لکھتا لکھاتا مشاق اور قلم سے بہمت سے اپنے پاک مذہب کی خدمت گذاری میں خوب مستعد وچاق رہے۔ رب تبارک وتعالیٰ اس کو خاص حضور ہی کے ممتاز خوان نعم فیض عام کا زلہ ربا اور حضور ہی کے سنن سنیہ کا متبع رکھے۔ آمین

زہے سعادتما کہ جب کبھی اپنے حسب مبلغ وہ کچھ مضمون لکھ کر استفادہ حضور بارگاہ اقدس میں حاضر کرے، تو مربیانہ جزائل افادہ واصلاح کے رشحات زاکیات سے اس کا بڑھتا ہوا شوق وحوصلہ اور مفرق علمی سرسبز وشاداب فرمایا جائے۔

بموجب استدعا گرامی حضرت والدہ ماجدہ سلمہا اللہ تعالیٰ کے میں اس کو حضور سلمہم اللہ تعالیٰ سے صرف پندرہ بیس روز کی اجازت پر اپنے ہمراہ لے آیا تھا کہ اتفاق سے یہاں طاعون شروع ہو گیا اور ساتھ ہی اسی اثنا میں بمشیت سبحانی عرصہ تک ہم کچھ

ایسے عوائق پیش آتے رہے کہ ناگزیر ٹھہر جانا پڑا اور نکلنا نہ ہوسکا۔ حضور کا یہ خطاوار عاصی غلام بارگاہ رحم و کرم میں اظہار غایت ندامت کے ساتھ عفو تقصیر کا مستدعی ہے۔

بندہ زادہ حفظہ اللہ تعالیٰ اب حاضری بارگاہ اقدس کے لئے بے قرار ہے اور تمام تر ہمت و عزیمت اس کی حضوری آستانہ عالیہ کی طرف متوجہ ہے۔ مکانوں کی مرمت اور بعض خانگی ضرورتوں کے انتظام سے فرصت پاکر انشاء اللہ تعالیٰ الرحمٰن المستعان بعونہ نعمت شرائف نیاز قدمبوسی سے سرفراز ہونے والا ہے۔

للہ الحمد والمنۃ نور دیدہ عزیزہ بہو حفظہا اللہ تعالیٰ کو اب بہمیں توجہ وبرکت دعاء قدسی حضور انور سلمہم اللہ تعالیٰ کے بالکل آرام وصحت کلی وشفاء تام حاصل ہے اور جمیع صغار وکبار بحمد اللہ تعالیٰ مع الخیر والعافیہ ہیں۔ مخدومہ والدہ ماجدہ سلمہا اللہ تعالیٰ اور جمیع اقارب واعزہ حفظہم اللہ تعالیٰ بحضور پرنور، بحضور مکرمہ ومحترمہ قبلہ امی سلمہا اللہ تعالیٰ آداب وقدمبوسی عرض رساں ہیں۔ مزید بریں غیر ازیں کیا عرض کروں کہ صحت وعافیت مزاج وہاج اقدس کے مژدہ یابی کا امیدوار ومستدعی ہوں۔ ادام اللہ تعالیٰ سلامۃ وافاض علی العالمین برہ وکرمہ۔

۲۹ر شعبان شریف بدھ کو یہاں ابر غلیظ رہا اور بارش بھی خوب ہوئی اور دور تک مطلع صاف نہ رہنے کی وجہ سے اس دن کہیں رویت نہیں ہوئی۔ جبل پور اور یہاں کے کل گرد ونواح میں پہلا روزہ جمعہ کا ہوا۔ والسلام

رقیمہ نیاز سگ بارگارضوی فقیر حقیر عبد السلام جبل پوری کان اللہ لہ

۱۲ر رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ سہ شنبہ

(صحائف رضویہ وعرائض سلامیہ قلمی مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر ص: ۵۶/۵۵)

(۱۴)

از جبل پور

۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدو مصلیاو مسلماً

بحضور پر نور اکرم سرکار اعظم، اقائے نعم، سلطان العلماء المتصدرین، برہان الفضلاء المتبحرین محی الدین والملۃ الطاہرۃ، مجدد مائۃ الحاضرۃ، اعلیٰ حضرت، امام مجتہد اہل سنت، بحر العلوم کاشف السر المکتوم، قطب الایمان، غوث الزمان، قبلہ جانم کعبہ ایمانم، مفیض الکلمات، الربانیۃ علی العالم سیدنا وسندنا ومرشدنا، ملاذنا ملجانا، وسیلتنا برکتنا فی الدنیا والدین آیۃ من آیات اللہ رب العالمین، مولانا العلامۃ الکبیر والبدر المنیر روحی فداہ دامت برکاتہم العالیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آداب وتحیات نیاز مملوکانہ بجا آوردہ عرض می رسانم۔ گرامی مفاوضہ ساطعہ قدسیہ تشریف لایا۔ مفتخر سرفراز فرمایا۔ ادام اللہ تعالیٰ سلامۃ وافاض علی العالمین برہ وکرمہ والافرمان واجب الاذعان برسروچشم۔ لیکن عبدالوحید صاحب کے معاملے میں میرے دخل وعمل کی نوبت ہی نہیں آئی اور محض حضور پر نور سلمہ اللہ تعالیٰ وحفظ وجودہ للانام کی برکت دعاء توجہ اقدس نے اس مبتلا کو مصیبت وبلا کے چنگل سے چھڑالیا اور باذن اللہ تعالیٰ وہ بالکل صاف بری کردیئے گئے۔ ان کے ساتھیوں سے چھ چھ شخصوں کو

نو نو ماہ کی سزا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ حضور اقدس سلمہم اللہ تعالیٰ کا سرفراز نامہ ۱۵ ربیع الاول شریف جمعہ کے دن دس بجے طلعت افروز ہوا اور بحمد اللہ تعالیٰ اسی دن تین بجے عبدالوحید صاحب نے رہائی پائی۔ قبل ازیں مجھے عبدالاحد صاحب کی تشریف آوری کے بعد ان کی زبانی مجھے یہ سب حال معلوم ہوا۔ خدا کی شان عجیب حسن اتفاق کہ ادھر حضور انور کے افتخار نامہ گرامی کا شرف صدور فرمانا اور ادھر اس غریب گرفتار بلا کا رستگاری پانا، اسی دن بارگاہ اقدس میں تار بھیج دیا گیا تھا اور غالباً مولانا مولوی عبدالاحد صاحب نے بھی عریضہ ارسال خدمت گرامی کیا ہوگا۔

مولانا مولوی عبدالاحد صاحب چونکہ یوں بھی اپنے ہی اور ایک قابل اطمنان خوش عقیدہ سنی عالم وصالح اور من واہر دور خواجہ ناشانیم ہونے کے علاوہ وہ جماعت اہل سنت کے اس رکن رکین اور جلیل القدر مکرم ومحترم عالم محدث علیہ الرحمہ کی یادگار ہیں۔

کہ جو آنحضور اقدس عالی سرکار، میرے آقائے نعمت مدظلہم الانور کے عقیدت مند، محب انیس، باخلاص صدیق، باختصاص تھے۔ لہٰذا وہ مجھے اور میرے سب عزیزوں کو محبوب وعزیز اور سب کے نزدیک قابل قدر واحترام ہیں۔ پھر ارشاد سامی کے اس طرف ایماء نے تو اسے اور بھی مؤکد ومحکم کر دیا اور حسب ارشاد صحیفہ قدسیہ سعادت اپنی حسب استطاعت مولانا عبدالاحد کی خاطر داری خدمت گذاری اور جو کچھ انہوں نے ارشاد فرمایا اور استدعا پیش کی، اس کی تکمیل اور ان کے فائز المرام ہونے کی کوشش میں کوتاہی نہیں کی گئی۔

بندہ زادگان بارگاہ عالی برہان میاں، زاہد میاں اور برادران عزیز حفظہم اللہ

تعالیٰ مولانا کی خدمت گذاری میں مشغول رہے اوران کی حسن سعی وانتظام سے بمنہ تعالیٰ عزت کی کامیابی ہوئی۔ تین چارروز ہوئے ،کہ مولانا عبدالاحد صاحب احمد آباد کوتشریف لے گئے۔

مزید بریں غیرازیں آرزوئے سعادت قدمبوسی کیاعرض کروں۔شہر میں خدا کی رحمت وعنایت سے اب جنگی بخار کی شکایت نہیں ہے۔لیکن طاعون کااثرہنوز باقی ہے۔اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

مخدومہ مکرمہ والدہ ماجدہ سلمہا اللہ تعالیٰ اور جمیع صغار و کبار واعزہ سب بندگان بارگاہ عالی بحمد اللہ تعالیٰ مع الخیر والعافیت ہیں اور بصد آداب عرض تسلیمات وتحیات زاکیات، نیاز آرزومیامن قدمبوسی کے بعد برکات دعاءتوجہ اقدس کے امیدوار ہیں۔متع اللہ المسلمین بسلامۃ ذاتہ وطول حیاتہ وافاض علینا من نفحاتہ وبرکاتہ آمین۔

والسلام مع الاکرام والاحترام

(عبدالسلام قادری غفرلہ)   ۲۱ ربیع الاول شریف ۳۷ھ پنجشنبہ

بحضور پرنور مخدومہ مکرمہ محترمہ قبلہ امی سلمہا اللہ تعالیٰ آداب وتسلیمات وقدمبوسی، وبجناب گرامی آقازادگان سامی۔

(صحائف رضویہ وعرائض سلامیہ، قلمی مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر مصباحی ص:۵۸/۵۹)

از جبل پور **(۱۵)**

۳ر جمادی الآخر ۱۳۳۷ھ

حامداً ومصلیاً ومسلماً

بحضور پرنور اکرم سرکار اعظم، اقائے نعم، سلطان العلماء المتصدرین، برہان الفضلاء المتبحرین محی الدین والملۃ الطاہرۃ، مجدد مائۃ الحاضرۃ، اعلیٰ حضرت، امام مجتہد اہل سنت، بحر العلوم کاشف السر المکتوم، قطب المکان، غوث الزمان، قبلہ جانم کعبہ ایمانم، مفیض الکلمات الربانیۃ علی العالم سیدنا وسندنا ومرشدنا، ملاذنا ملجانا، وسیلتنا برکتنافی الدنیاوالدین آیۃ من آیات اللہ رب العالمین، مولانا العلامۃ الکبیر والبدر المنیر روحی فداہ دامت برکاتہم العالیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آداب وتحیات نیاز مملوکانہ بجا آوردہ عرض می رسانم۔ للہ الحمد والمنۃ بندگان بارگاہ حضور انور سلمہ اللہ العلی الکبیر، سائلا الی اللہ تعالیٰ ان یحرس طلعۃ السنیہ، ویدیم بہجت القدسیہ، ویمد علیہ ظلال نعمہ، ویفیض علیہ سائغ کرمہ بفضلہ ورحمہ آمین۔

صدقہ حضور اقدس کا مع الخیر والعافیۃ ہیں، فادام اللہ تعالیٰ سلامۃ وافاض علی العالمین برہ وکرمہ۔ آب وہوا کے اعتبار سے اس وقت جبل پور کی حالت بفضلہ تعالیٰ بہت اچھی ہے۔ وبائی شکایتوں سے شہر پاک وصاف ہے۔ موسم خوشگوار ہے۔ بدمذہبوں، مفسدوں، مخالفوں، حاسدوں کی جیتی جاگتی تشویش انگیز فتنہ پردازیاں، شرارتیں فی الحال ساکن وخفیہ ہیں اور عرصہ سے گوناگوں اسقام وآلام ومصائب کے

مسلسل توارد نے جو مجھے اور میر جمیع اقارب واعزہ واحباب کو افسردہ خاطر اور ملول وفکر مند رکھا تھا۔ بحول اللہ تعالیٰ وبقولہ آج وہ اسباب ہم وحزن بتمامہا مندفع ہیں اور بمنہ تعالیٰ بندگان عالی بارگاہ سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ، سب بہمہ وجوہ مطمئن ومجموع الخاطر ہیں۔

الحمد اللہ تعالیٰ علیٰ ذالک انعامہ واحسانہ، یہ سب کچھ میرے آقائے نعم وکرم، سرکار عالم مقام حفظہ اللہ تعالیٰ وجودۃ لللانام کے میامن وبرکات وتوجہات قدسیہ کا صدقہ ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ عرصہ دراز کے بعد ایسا مبارک پر لطف زمانہ امن واطمنان نصیب ہوا۔ جس سے سالہاسال کی دیرینہ آرزو وابستہ تھی۔ لیکن سکون وجمعیت شکن فتنوں، مصیبتوں کی وجہ سے دل ہی دل میں مضمر اپنے کے سوا ظہور میں نہ آسکتی تھی۔ انتظار مدید کے بعد خدا کے فضل ورحمت سے اس باخیر وبرکت مسرت بخش زمانہ ہمایوں نے اپنا چہرۂ نورانی دکھایا۔ جہاں سارے موانع مرتفع ہیں اور حالات امن وسکون مجتمع۔

جبل پور میں حضور کی تشریف قدوم میمنت لزوم فرمانے اور حضور کی زیارت ولقاء سامی کے انوار برکات سے فیضیاب ہونے اور سعادت پانے کے آرزومند خوش نصیب مسلمانان جبل پور کے لئے اپنے اس ایمان افروز نیاز کشیانہ آرزو کو بعرض استدعا میں لانے اور پھر باذنہ تعالیٰ وحسن تائیدہ حصول مامول وقبول مسئول کے ساتھ فائز المرام ہشاد کام ہونے کا اس سے بہتر موقع کیا ہوسکتا ہے۔

لہٰذا............اس مبارک ومسعود خوش گوار موقع کو غنیمت جان کے اپنی خوش نصیبی کے اطمنان پر مستعیناً باللہ تعالیٰ ومعتمداً علی فضلہ مدتوں کے اشتیاق ابھرتے دلوں

کو یہ بندگانہ نیاز مندانہ التجا حاضر بارگاہ سرکار اعظم سلمہم اللہ تعالیٰ ونفعنا ببرکاتہم العالیہ کرتا ہوں اور بصد عجز والحاح اس کے حسن قبول کے مژدہ جانفزا سے مستبشر و فائز ہونے کا امیدوار ہوں۔

اس میں شک نہیں کہ سفر طویل ہے اور صعوبت و کلفت سے خالی نہیں۔ لیکن میرے کریم آقائے نعمت کے مبارک قدموں پر میں ہزار جان سے قربان انشاء اللہ تعالیٰ اپنی آنکھوں کو اپنی جان کو فرش راہ کروں گا اور حتی الامکان ذرہ بھر تکلیف کا موقع نہ آنے دوں گا۔ سکنڈ کلاس پوری گاڑی ریزرو کر لی جائے گی۔

حضور کی خدمت و ملازمت و رفاقت جتنے حضرات تشریف لائیں گے۔ ان کا انتخاب و تعین حضور ہی کی رائے اقدس و تجویز شریف پر منحصر رہے گا۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ میرے پیارے اعز واسعد آقازادے مولانا مصطفیٰ میاں حفظہ اللہ تعالیٰ وارفع مقامہ کی تشریف آوری اہم و ضروری ہوگی۔

انشاء اللہ العزیز الرحمٰن المستعان بعونہ دو چار روز کے بعد بندہ زادہ برہان میاں حفظہ اللہ تعالیٰ حاضر آستانہ گرامی ہونے والا ہے۔ اس کی روانگی کے وقت تار سے اطلاع دیدوں گا۔

(عبدالسلام رضوی قادری)　　۳؍ جمادی الاخری ۱۳۳۷ھ یوم الخمیس

(صحائف رضویہ دعرائض سلامیہ، قلمی مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر مصباحی ص: ۶۰/۶۱)

(۱۶)

از جبل پور

۳ رشعبان ۱۳۳۷ھ

بسم الله الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

بحضور پرنور اکرم سرکار اعظم ، اقائے نعمت ، سلطان العلماء المتصدرین ، برہان الفضلاء المتبحرین محی الدین والملۃ الطاہرۃ ، مجدد مائۃ الحاضرۃ ، اعلیٰ حضرت ، امام مجتہد اہل سنت ، بحر العلوم کاشف السر المکتوم ، قطب المکان ، غوث الزمان ، قبلہ جانم کعبہ ایمانم ، مفیض الکلمات ، الربانیۃ علی العالم سیدنا وسندنا ومرشدنا ، ملاذنا ملجانا ، وسیلتنا برکتنا فی الدنیا والدین آیۃ من آیات اللہ رب العالمین ، مولانا العلامۃ الکبیر والبدر المنیر روحی فداہ دامت برکاتہم العالیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آداب وتحیات نیاز مملوکانہ بجا آوردہ عرض می رسانم ۔گرامی مفاوضہ ساطعہ ، قدسیہ تشریف لایا ، مفتخر وسرفراز فرمایا ، مژدہ خیر رسی سے قلوب نے اطمینان پایا۔لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ وہاں پہنچ کر مزاج اقدس کچھ ناساز گار ہوگیا۔افسردگی لاحق ہے ۔غالباً یہ سفر کی کوفت تھی اور صعوبت ہی اس کا باعث ہوئی ۔امید کہ بندگان حضور والا باذن اللہ تعالیٰ وحصول شفاو عافیت کی بشارت سراپا نضارت سے بہت جلد مطمئن فرمائے جائیں گے۔

سلمہ اللہ تعالیٰ ومتعنا بدوام ظلالہ ، وصانہ می حرزہ ، وقاء بانباغ بنعمہ علیہ وافضالہ آمین۔

یہ فقیر بے توقیر اپنے سرکار عالی مقام حفظہ اللہ تعالیٰ وجودہ لملا نام کا ایک کمینہ نالائق

غلام ہے۔ واللہ یعلم اسراری واعلانی ولیکن۔ ع فعین الرضاعن کل عیب کلیلة۔

میرے آقائے کریم نے میری جس قابلیت پر اس مبارک نظم لالی نیابش وتحسین وقبول کے انعام سے میری قدر افزائی فرمائی اور مجھے اپنی رضا کا اطمنان دلایا۔ فوز عظیم کا مستحق کردیا۔ میری یہ اہلیت اور اس وقت جو کچھ بھی مجھ میں یا مجھ پر یا میرے لئے یا میرا اور حضور اقدس کا منظور نظر قبول ورضا ہے۔ وہ واقعی حضور ہی کی جود وعطا ہے۔ حضور ہی کا فیض حضور ہی کی دعا ہے۔ وبارک اللہ تعالیٰ فیکم وبکم ولکم وعلیکم کی ضیا ہے۔

پھر بحمد اللہ تعالیٰ حضور انور سلمہم اللہ تعالیٰ نے اس بندہ احقر اور بندہ زادہ اسعد مہربان میاں اصلح اللہ تعالیٰ شانہما کو یہاں جس اعلیٰ اور بہترین انعام واحسان واکرام سے نوازا اور کریمانہ فواضل عالیہ جلیلہ کے ساتھ ممتاز وسرفراز فرمایا اور ہم تینوں بھائیوں اور ہمارے بچوں برہان میاں، زاہد میاں وغیرہم حفظہم اللہ تعالیٰ کو نام بنام ترتیب وار اپنی مسلک قبول واختصاص رحمت میں منظوم فرما کر منظور نظر بندگان خاص الخاص ہونے کی عزت وسعادت بخشی۔

یہ حضور کی ذرہ نوازی بندہ پروری ہے۔ میں اس عظیم الشان مرحمت ونوازش مربیانہ کے ذکر وفکر سے ایک خاص راحت روحانی پاتا ہوں اور اس کے شکر میں اپنے عجز وقصور کو پیش کر کے ہر حال میں حضور اکرم سلمہم اللہ تعالیٰ کے انعطاف توجہ کرم وبذلی جزائل نعم کا امیدوار ہوں۔

ولو ان لی فی کل منبت شعرة　　لسانا یطیل الشکر کنت مقصراً

سبحان اللہ وبحمدہ۔ وہ کیسا مبارک زمانہ اور ہمایوں موقع تھا کہ ایک ماہ کامل جبل پور کا ہر خوش بخت مسلمان نہایت مسرور اور خوش وقت نظر آتا تھا۔ سارا جبل

پور فیض و برکت سے معمور ہو رہا تھا۔ کاشانہ فقیر بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ مسجد میں، گھر میں جانثاروں کا ہجوم رہتا۔ سعادت مند مسلمان جوق در جوق قدمبوسی کی سعادت حاصل کرتے۔ روز و شب دربار عام گرم ہوتا۔ بحر فیض و کرم جوش پر ہوتا۔ روحانی، ایمانی نعمتیں بٹتی رہتیں۔ کوئی بیعت و داخل سلسلہ حلقہ بگوش ہونے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ کوئی سامنے مؤدب بیٹھا ہوا، ہر حرکت و سکون اور ہر شان نورانی کو دیکھ کر سبق حاصل کرتا ہے۔ کوئی بغرض تکمیل دین مسئلہ شرعی دریافت کرتا۔ سوال عرض کرتا ہے اور اس کے محققانہ اطمنان بخش جواب مستطاب سے جو بہرہ اندوز سعادت ہوتا اور دوسروں کی فیضیابی کا ذریعہ بنتا ہے۔ طالبان صادق کثرت سے جمع ہیں۔ آپس کی نئی پرانی منازعتیں بات کی بات میں رہی ہیں۔ باہمی سخت سے سخت مخاصمتیں، مخالفتیں، عداوتیں صرف ایک ہی نظر فیض اثر اور دو ہی مختصر سطح کے کلمات قدسیہ کے ساتھ رد اور اعلیٰ درجہ کی محبت و موافقت اور اتحاد و اتفاق سے متبدل ہو رہی ہیں۔ اصلاح ذات البین کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ مدتوں کے بچھڑے اور آپس میں ایک دوسرے کے جانی دشمن ایک دوسرے سے لپٹ کر رو رہے ہیں اور نہایت صدق واخلاص کے ساتھ مصافحہ کر کے ایک دوسرے سے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں۔

حاضری دربار اقدس نورانی ہدایتوں ارشادوں کو سن کر متاثر ہوتے اور اپنے گناہوں تقصیروں خطاؤں لغزشوں پر نادم منفعل ہو کر روتے اور قدموں پر گر کر توبہ کرتے ہیں۔

الغرض یہی عجیب پر لطف ایمان افروز سعادت بخش مظاہر تجلی رحمت اوقات وشیون تھے کہ آج میرے گھر کا ہر صغیر و کبیر اور جماعت کا ہر فرد ان کو یاد کر کے روتا اور سرد آہیں بھرتا ہے۔　(عبد السلام رضوی قادری عفی عنہ)

(صحائف رضویہ و عرائض سلامیہ قلمی مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر ص: ۶۶/۶۷)

از جبل پور

(۱۷)

ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور پرنور اقدس قبلہ جانم کعبہ ایمانم مفیض الکمالات الربانیہ علی العالم اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت آقا نعمت سیدی وسندی ومرشدی ومولائی روحی فداہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ۔

آداب وتحیات نیازمندگار بجا آوری عرض می رسالم مشیت سبحانی جل وعلا میری نو دیدہ نورانی کو دو ہفتے کامل رات دن متصل یکساں بخار کی شدت اور نمونیہ کے بعد غلبہ پسلی کے درد نے جس قدر اضطراب انگیز تکلیف شدید میں رکھا تھا۔ کیا عرض کیا جائے قضیہ مرضیہ مولی عزوجل آج گیارہ بجے شب کو اسکی سب ناقابل برداشت تکلیفوں کا خاتمہ ہوگیا اور حق جل وعلی کی رحمت نے اسے اپنی آغوش میں ڈھانپ لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(عبدالسلام)

(صحائف رضویہ وعرائض سلامیہ قلمی ص:۱۷)

(۱۸)

از جبل پور

۲۴ ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدو مصلیا و مسلما

بحضور پر نور اکرم سرکار اعظم آقاء نعمت دریائے کرم و رحمت سلطان العلماء المتصدرین برہان الفضلاء المتجرین خاتمۃ الائمۃ المحققین المدققین محی الدین والملۃ الطاہرۃ مجدد الماۃ الحاضرہ و بحر العلوم کاشف السر والمکتوم قبلہ جانم کعبہ ایمانم مفیض الکمالات الربانیہ علی العالم اعلیٰ حضرت امام اہلسنت قطب ربانی غوث صمدانی سیدنا وسندنا مرشدنا وملاذنا وسیلتنا برکتنا فی الدنیا والدین حجۃ اللہ البالغۃ علی العالمین مولانا الشیخ الاستاذ العلامۃ الکبیر والبدر والمنیر وحی فداہ دامت برکاتہم العالیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آداب وتحیات نیازمندگانہ بجا آوردہ عرض می رسالم گرامی مفاوضہ ساطعہ قدسیہ تشریف لایا مفتخر وسرفراز فرمایا۔ ادام اللہ تعالیٰ سلامہ وافاض علی العالمین برہ وکرمہ۔

نورچشمی وغیرہا گھر بھرنے سرفراز نامہ گرامی سنا پڑھا۔ سب نے سینے سے لگا یا چوما سروچشم پر رکھا۔ اسکے الفاظ کریمہ سے ہدایت وسعادت پائی روحانی راحت اور طمانیت حاصل کی۔

فلا زالت کلمات کمالات الانسیه لنا مطالع المسرات

کمالات کلمات القدسیه لنا دلائل الخیرات و السعادات

صاحبزادی عزیزہ سلمہا اللہ تعالی وشفاہا وعافاہا کی شدت علالت کا حال دریافت کرکے سب بے چین ہیں حسب ہدایت وارشاد حضور ہی کے ارشاد فرمودہ کلمات قدسیہ کے ساتھ حضرت حق مولی سبحانہ وتعالی میں سب دست بدعا ہیں اللہ تعالی قبول فرمائے۔ اور بانعام صحت وعافیت عاجلہ کاملہ وشفاء تام بے قرار دلوں کو جمعیت وشگفتگی بخشے۔ آمین۔

حضور کے صحائف قدسیہ سے یہ معلوم کرکے کہ آج کئی دن سے زیرناف درد ہوا کرتا ہے اور اب تک اسی درد کے متعدد دور ہو چکے ہیں۔ بہت فکر لاحق حال رہتی ہے۔ اللہ تعالی اس درد کو دفع کرے اور بفضلہ حضور کے شفاء عاجل کامل عطا فرمائے۔ عون وعنایت حفظ وحمایت میں بامن وامان وصحت وعافیت تامہ، دائمہ، سلامت باکرامت رکھے آمین، سلمہ اللہ تعالی ومتع المسلمین بدوام ظلالہ وصانہ فی حرزہ وفاۂ باسباغ نعمہ علیہ وافضالہ، آمین۔

میرے خیال میں یہ ریحی درد ہے۔ شکمی ریاحی دردوں کے لئے ایک مختصر مفید نسخہ جو میرا معمول ہے عرض کرتا ہوں شاید باذن اللہ تعالی حضور اقدس کو بھی مفید ہو

۔اور مزاج مبارک کے موافق آجائے۔

اللہ شافی: نسخہ یہ ہے۔ بادیان، کشنیز خشک، مصری تین چیزیں ہم وزن باہم ملاکر اور کوٹ چھان کر یہ سفوف بعد طعام دس پندرہ منٹ ٹھہر کر دودھ سے تین ماشے تک استعمال کیا جائے۔

حضور اقدس سلمہم اللہ تعالی کا ہر التزام بندگان بارگاہ والا کا واجب الاحترام لازم الاعتصام عروۂ وثقی ہے۔

میں اپنی غلطی کا معترف ہوں اور خود کو اپنے ہر سہو و خطا و نسیان کے ساتھ ندم وانفعال میں ڈوبا ہوا حضور اقدس مدظلہم الانور میں پیش کر کے عفو تقصیر کا خواستگار اور اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالی علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم سے رحمت ومغفرت کا امیدوار ہوں۔

اعوذ باللہ واسئل اللہ تعالی ان یغفرلی جدی وخطائی و عمدی۔

(عبدالسلام رضوی قادری)

(صحائف رضویہ و عرائض سلامیہ قلمی مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر مصباحی ص: ۷۵،۷۴)

از جبل پور   (۱۹)

۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا و مسلما

بحضور پر نور اکرم سرکار اعظم آقاء نعم دریائے کرم قبلہ جانم کعبہ ایمانم مفیض الکمالات الربانیہ علی العالم جر الشریعہ بحر الطریقہ والحقیقہ قطب ربانی غوث صمدانی اعلی حضرت مجدد دین وملت امام اہلسنت سیدنا وسندنا ومرشدنا ومولانا الشیخ الاستاذ العلامۃ الکبیر والبدر المنیر وحی فداہ دامت برکاتہم العالیہ۔   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آداب وتحیات نیاز مملوکانہ کے بعد عرض رسال ہوں کہ شادی اور بعض دیگر پیش آمدہ مہمات کے انصرام میں مصروفیت کی وجہ سے ارسال عریضہ نیاز ہذا میں تاخیر پر اپنے رحیم وکریم آقا مدظلہ العالی کے حضور عفو وکرم کا امیدوار ہوں۔ صدقہ حضور اقدس سلمہم اللہ تعالیٰ کا بحمد ربی جل وعلا تقریب شادی خیر وخوبی اور توافر بہجت ومسرت کے ساتھ انجام کو پہنچے۔ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ بتوارد ین وسعادت مبارک فرمائے۔ حضور اکرم مومی النعم سلمہم اللہ تعالیٰ کا والا مفاوضہ ساطعہ قدسیہ مع گرامی انعام جلیل وعطائے جزیل مبلغ سو روپے کے نوٹ کے جلوہ افروز وصول سعادت ہو کر ذخائر فوز وفلاح وافتخار سے سرفراز فرمایا۔ سب نے جوش فرحت وانبساط سے اس نعمہ کریمہ کو لبوں سے لگایا، سر وچشم پر رکھا۔

بندہ زادہ برہان میاں حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس سرمایہ سعادت حضور اقدس سلمہم اللہ تعالیٰ کے مرحمت فرمودہ نوٹ کو ہمیشہ اپنے پاس رکھنے کے لئے چھ تو طلاء کے عوض لیا اور اس چھ تولے سونے کی دو چوڑیاں بنوا کر شادی کے دن سب زیور سے پہلے اپنی ہمشیر دلہن کے ہاتھوں میں تیمناً تبرکاً وہی چوڑیاں پہنا کر دعائے برکت کی۔ حضور اقدس مدظلہ العالی کا یہ انعام کریم بفضلہ عزوجل ہمارے اس کے حق میں ہمیشہ کے لئے مبارک مسعود ہو اور اس کے صدقے روز افزوں فتوحات و برکات دارین کے ساتھ سب خوش بخت وخوش وقت حال مع الخیر والعافیہ فائز المرام شاد کام رہیں۔ آمین۔

۵/ ربیع الآخر شریف یوم الاثنین دن میں دس بجے مجلس عقد منقد ہوئی۔ دو ہزار احباب کے مجمع میں نکاح ہوا اور معاً حاضرین کے ہاتھ دھلائے۔ دن کی ضیافت میں کھلانے پلانے کا اہتمام دو بجے تک رہا اور رات کو مغرب کے بعد سے نو بجے تک اس کے بعد رخصتی کا انتظام شروع ہوا اور بمنہ تعالیٰ ساڑھے دس بجے وداع ہوئی اور حضور اطہر مدظلہم الانور کے حسب ارشاد قدسی سب سعادت بخش ہدایتیں عمل میں لائی گئیں اور فیض رقم یافتہ سب متبرک دعائیں موقع موقع سے پڑھی گئیں۔

فنسئل اللہ العظیم النعیم المقیم الذی لایحول ولایزول۔

میرے عالی سرکار مولی النعم دامت برکاتہم کے کلمات قدسیہ وملکات انسیہ ومیامن دعا و توجہ انور کا صدقہ تھا کہ بحمد ربنا العزیز المتعال اس مبارک تقریب کے متعلق ہر کام کا انجام شاندار واحسن ہوا۔ احمدہ حمداً دائماً لا ارید بہ الا رضاہ۔ والسلام

(عبدالسلام رضوی قادری ۷/ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

(صحائف رضویہ وعرائض سلامیہ، قلمی مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر مصباحی ص: ۸۰)

از جبل پور (۲۰)

۱۲ر جمادی الاولی ۱۳۳۹ھ

بسم الله الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

بحضور پرنور اکرم سرکار اعظم اقا نعم دریائے کرم قبلہ جانم کعبہ ایمانم مفیض الکمالات الربانیۃ علی العالم جرالشریعۃ بحرالطریقۃ والحقیقۃ روض الانوار بحر الاسرار قطب ربانی غوث صمدانی مظہر علوم الدین مظہر سر الہدایۃ والیقین حامل نورالعلم والاعلی مالک اذمۃ الفضل الاسنیٰ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ الحاضرہ سیدنا وسندنا وملاذنا ومرشدنا ومولانا الحافظ العلامۃ الاستاذ الکبیر والبدر المنیر روحی فداہ دامت برکاتہم العالیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اداب وتحیات نیاز مملوکانہ کے بعد عرض رساں ہوں۔ بحمد اللہ تعالیٰ بندگان بارگاہ حضور انور سلمہ العلی الاکبر سائلا الی اللہ تعالیٰ ان یحرس طلعۃ السنیۃ ویدیم بہجۃ القدسیۃ ویمہ علیہ ظلال نعمہ ویفیض علیہ سائغ کرمہ، ویبقی لنا حضرتہ العلیۃ مؤملا وملاذ ابفضلہ ورحمتہ، آمین۔ صدقہ حضور اقدس مدظلہ العالی کا مع الخیر والعافیۃ ہیں۔ فادام اللہ تعالیٰ سلامتہ وافاض علی العالمین برہ وکرمہ۔

للہ الحمد والمنہ میرے آقائے نعمت عالی سرکا بدقرار کے برکات دعاء توجہ

قدسی کا صدقہ بفضلہٖ تعالیٰ آج ۱۲/ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ یوم السبت سوا بارہ بجے شب کو بندہ زادہ برہان میاں حفظہ اللہ تعالیٰ کے گھر لڑکا تولد ہوا۔ حفظہ اللہ تعالیٰ واسعدہ واقربہ عیوننا وبارک لنا فیما ونعم علینا۔ آمین۔

مولود مسعود کو عالی بارگاہ سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ میں پیش کرتا ہوں اور زیر اقدام ہمایوں ڈال کر حضور سے اس کے لئے تسمیہ وتجویز نام کا خواستگار اور قدس دعائے برکت وسعادت کا امیدوار ہوں۔

مرحمت فرمودہ معجون دماغ افروز استعمال کر رہا ہوں۔ بفضلہٖ تعالیٰ دماغی حالت میں بہت فائدہ پاتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ حضور کی برکات قدسیہ سے ضعف دماغ کی شکایتوں کی دفع ہو جانے کی امید رکھتا ہوں۔ لیکن اگر چہ کچھ دنوں اور بھی اس دوا کا استعمال رکھا جائے اور کم از کم اسی قدر اور کھائی جائے، تو خدا کے فضل سے نفع یقینی ہے اور اگر اس مبارک معجون کا نسخہ مرحمت فرمایا جائے ،تو میری خوش نصیبی......۔

حالا اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اس غلام کا روحی قلبی وظیفہ وورد اتم حضرت مولیٰ سبحانہ وجل علا میں حضور قدس کی دوام سلامت وبقائے صحت وامن وامان عافیت کی دعاء بحول اللہ تعالیٰ وبقوبہ دفع امراض وشکایات لاحقہ اور حصول کمال شفا کی استینار اور خیریت مزاج وہاج کی مژدہ یابی کی التجاء۔ متع اللہ المسلمین بسلامۃ ذاتہ وطول حیاتہ وافاض علی العالمین من نفحاتہ وبرکاتہ آمین۔

(عبد السلام رضوی، قادری)

(صحائف رضویہ وعرائض سلامیہ قلمی مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر مصباحی ص:۸۲)

از جبل پور   (۲۱)

۲۴ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

بحضور پرنور اکرم سرکار اعظم اقاء نعم دریائے کرم قبلہ جانم کعبہ ایمانم مفیض الکمالات الربانیۃ علی العالم جرالشریعۃ بحرالطریقۃ والحقیقۃ روض الانوار بحرالاسرار مظہر علوم الدین مظہر سر الہدایۃ والیقین حامل نورالعلم ولاعلیٰ مالک ازمتہ الفضل الاسنیٰ قطب ربانی غوث صمدانی شیخ العرب والعجم اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ الحاضرہ سیدنا وسندنا وملاذنا ومرشدنا ومولانا الحافظ العلامۃ الاستاذ الکبیر والبدر المنیر روحی فداہ دامت برکاتہم العالیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اداب وتحیات نیاز مملوکانہ کے بعد عرض رساں ہوں۔

کہ گرامی صحیفہ ساطعہ قدسیہ تشریف لایا سرفراز فرمایا۔ للہ الحمد والمنۃ بانعامہ تعالیٰ بچہ کی آمد پر عالی سرکار ابدقرار سے تشریف تہنیت اور برکت وسعادت کی دعامقدس تعویزوں کی عطا، تقسیم شیرینی کے لئے مبارک انعام۔ بچے کو روزانہ تاج سے تولکر تاج محتاج کو دینے کے عمل کا ارشاد۔ بہترین نام کی تعین سے میمنت بخشی۔ حضور اقدس مدظلہ العالی کے یہ سب مربیانہ مراحم والطاف اور نفحات قدسیہ بفضل جل

وعلا صلاح وفلاح وسعادت وخوش بختی اور لمعان استقبال وفوز بالا گال وبشرٰ ی بین یدی رحمۃ کی مبارک بشارت انسیہ ہیں۔

تینوں تعویذ عود ونجور دے کر اسی روز بچے حفظہ اللہ تعالیٰ کے گلے میں پہنادیئے گئے۔ ساتویں دن نام۔ نام اقدس رسالت پر رکھا گیا اور دو من شرینی نقطیوں کے لڈو فرمائشی اعلیٰ درجہ کے بنوا کر احباب میں حضور ہی کی طرف سے تقسیم کردیئے گئے۔ روزانہ بچے کو تاج سے تول کر تاج ایک ایک محتاج کو دے دیا جاتا ہے۔ گذشتہ جمعہ کو ساتویں دن عقیقہ کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن اہتمام ضیافت کے وسیع ہوجانے کی وجہ سے اس دن نہ ہوسکا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جمعہ مقرر ہے۔ بچہ حضور اقدس سلمہم اللہ تعالیٰ کے بخشے ہوئے سرکاری متمین نام محمد لمعان الحق سے پکارا جاتا ہے۔ حفظہ اللہ تعالیٰ واسعدہ وقرابہ عیوننا وبارک لنا فیما انعم علینا وجعلہ لمعان الحق بفضلہ، آمین۔

بندگان بارگاہ سرکار ابدقرار کی ساری امیدیں حضور ہی کے برکات، دعا و نفحات توجہ سے وابستہ ہیں۔

فلازالت کلمات کمالات الانسیہ مطالع المسرات وکمالات کلماتہ القدسیۃ لنا دلائل الخیرات ووسائل السعادات۔

ارسال فرمودہ نوازش کریم معجون دماغ افروز پچاس تولہ پہنچ کر موجب سرفرازی ہوئی۔ حسب ارشاد قدسی استعمال کر رہا ہوں، بحمد اللہ تعالیٰ بہت آرام ہے۔

دشمنان دین مشرکین، منافقین اور گاندھوی مرتدین خذلہم اللہ تعالیٰ کا مزوج شر روز افزوں طغیانی پر ہے، یہ فتنہ ملعونہ عام ہوجاتا ہے، عوام کے ایمان تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کے ایمان پر حملہ کیا جاتا ہے اور ہر طرح سے دھوکا

دیا جاتا ہے۔ جو مسلمان ان کے قابو میں نہیں آتے، ان کی جان و مال و آبرو کو نقصان پہنچانے کی تجویزیں پاس کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ حسبنا الله و کفی حضور کی برکات سے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو فتن و شر حاضرہ سے و مستقبلہ سے بچائے۔

بچند چہ اور گھر کہ سب خورد و بزرگ و اقارب و اعزہ حضور کے برکات دعا سے بحمد اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔ والدہ ماجدہ سلمہا اللہ تعالیٰ تسلیمات عرض کرتی ہیں۔ بہت ضعیف و ناتواں ہوگئی ہیں۔ ہمیشہ حضور کو دعائیں کرتی رہتی ہیں۔ گھر کے سب بندگان و کنیز کان حضور پر نور اور سب اعزہ و احباب سلمہم اللہ تعالیٰ آداب و قدمبوسی عرض رساں ہیں۔

بحضور پر نور قبلہ حضرت امی سلمہا اللہ تعالیٰ آداب و تسلیمات نیاز و بحضرت گرامی حضرت قبلہ ننھے میاں صاحب و شاہزادگان والا مرتبت حضرت مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب و حضرت مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب و حضرت مولانا شاہ محمد حسنین رضا خاں صاحب و مولانا جیلانی میاں صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ سلام مع الاکرام۔

مزید بریں غیر ازیں کیا عرض کروں کہ ہر حال میں برکات دعائے قدمبوسی کا محتاج ہوں۔ متع الله المسلمین بسلامت ذاته وطول حیاته وافاض علی العالمین من نفحاته و برکاته ـ آمین، والسلام مع الاکرام

رقیمہ نیاز کلیب بارگاہ رضوی، فقیر عبد السلام قادری، جبلپوری غفرلہ

۲۴ / جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

(صحائف رضویہ و عرائض سلامیہ قلمی مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر ص: ۸۶/۸۵)

از جبل پور (۲۲)

۲۵ر جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً و مسلماً

بحضور پرنور اکرم سرکار اعظم قبلہ جانم کعبہ ایمانم روحی فداکم مدظلکم الانور دامت برکاتہم العالیہ۔

پس از تسلیم بصد تکریم التماس نیاز اساس اینکہ از والا بارگاہ اجازت ارتحال میخواہم وامید قبول مرام می دارم۔ از جبل پور خطوط آمدہ اند کہ زود بیائید کہ طوفان فتنہ طائفہ گاندھویہ دراین جا بشدت آوردہ وآتش فساد وطغیانش درغابت اشتعال آمدہ است۔ نعوذ باللہ منہا۔

اگر ارشاد حضور باشد انشاء اللہ تعالیٰ امروز یا فردا روانہ بشویم۔ والسلام

عریضہ نیاز کلیب آستانہ عالیہ فقیر عبد السلام کان اللہ تعالیٰ لہ

۲۵ر جمادی الآخرہ ۳۹ھ

(صحائف رضویہ وعرائف سلامیہ قلمی مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر ص:۸۲)

(۲۳)

از جبل پور

۱۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

بحضور پرنور اکرم سرکار اعظم اقا نعم دریائے کرم قبلہ جانم کعبہ ایمانم مفیض الکمالات الربانیۃ علی العالم روض الانوار بحر الاسرار قطب ربانی غوث حمدانی شیخ العرب والعجم اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ الحاضرہ سیدنا وسندنا وملاذنا ومرشدنا ومولانا الحافظ العلامۃ الاستاذ الکبیر والبدر المنیر روحی فداہ دامت برکاتہم العالیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

پس از تقدیم ورسم آداب وتحیات نیاز بندگانہ عرض کہ حضور سرکار عالی مقام ادام اللہ تعالیٰ وجودہ للانام کا گرامی مفاوضہ ساطعہ قدسیہ تشریف لایا، سرفراز فرمایا۔ حضور اقدس کی علالت وغایت ضعف واضمحلال کا حال سن کر طبیعت سخت بے چین اور ازخود رفتہ ہے۔ بحول اللہ تعالیٰ بقوتہ یہاں کی متعارضہ پریشانیوں سے رستگاری پاتے ہی حاضر آستانہ قدسی ہونے کا قصد مصمم ہے۔ نہایت برداشتہ خاطر اور بالکل تیار ہوں۔ مولیٰ سبحانہ عزوجل اپنے اس مظہر برکات فضل ولطف ورحمت میرے اقاء نعمت کو اپنے حفظ وامان میں شفائے عاجل وکامل وصحت وعافیت تامہ دائمہ سلامت باکرامت رکھے۔ آمین، ادام اللہ تعالیٰ سلامتہ وافاض علی العالمین برہ

وکرامتہ۔

بمشیت سبحانی ابھی جس عظیم ابتلا اور جن شدید ناگہانی حوادث وآلام ومصائب جان فرسا سے سابقہ پڑا۔ آں حضور اقدس کے برکات ومیامن توجہات قدسیہ سے بندگان بارگاہ بتوفیقہ وتائیدہ تعالیٰ نہایت جمعیت واطمنان قلب کے ساتھ راضی بتقاضائے قدر الٰہی ومتمسک جبل متین صبر وسکون واستقامت رہے اور ہیں۔ پھر الحمد اللہ حضور اقدس کے سرفراز نامہ ساطعہ کے تشریف ورود اور اس کے بصیرت افروز ونضارت بخش جان وایمان کلمات قدسیہ ونفحات انسیہ نے، تو اس اساس عبدیت وعبودیت کو نہایت ہی قوی ومحکم اور سب کو اسی پر ایسا راسخ وثابت قدم فرمادیا کہ انشاء اللہ العزیز اب وساوس زات ومزاحمات صبر وسکون وقرار کا کچھ اثر کیا معنی گذر بھی نہیں ہوسکتا۔

لازالت کلمات کمالاتہ الانسیہ لنامطالع المسرات وکمالات کلماتہ القدسیة لنادلائل الخیرات ووسائل السعادات، فاللہ تعالیٰ یحرس طلعتہ السنیہ ویدیم بھجتہ القدسیہ ویمد علیہ ظلال نعمہ ویفیض علیہ سائغ کرمہ ویبقی لنا حضرت العلیة مؤملا وملاذالفضلہ ومنتہ آمین۔

جس روز بچیوں کا انتقال ہوا، اسی دن میری نور چشمی عزیزہ بہو اور اس کی ڈھائی سالہ بچی عالیہ طلعت دونوں بخار شدید میں مبتلا ہوئیں اور بے ہوش رہیں، دلہن کا چند گھنٹوں کے لئے بخار بالکل اتر گیا اور پھر بڑھا تو ایسا بڑھا اور سخت وشدید ہوا کہ ایک سوچھ درجہ تک پہنچ کر بے ہوش رکھا۔ پھر خود بخود دیکبارگی اتر گیا۔ بخار کے اترتے ہی بدرجہ غایت ضعف طاری ہوگیا۔ زبان میں لکنت پیدا ہو کر بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ

زبان بالکل بند اور بات چیت سے معطل ہوگئی ۔ آلہ بلغمہ بھی بے کام رہا۔ اور بہزار دشواری ایک قطرہ پانی بھی حلق میں نہیں اتر سکتا تھا، نہ آنکھ کھول سکتی تھی، نہ اشارہ کر سکتی تھی، بخار بالکل نہ اترا، چار دن تک یہ حالت رہی ۔ اس وقت گھر بھر کی اضطراب و پریشانی کی حالت کیا عرض کروں۔ بضرورت شدید لیڈی ڈاکٹر بلوائی گئی۔ اس نے دیکھ کر کہا کہ شدید غم وصدمہ کی وجہ سے دماغ ودل ماؤف اور شدت غم سے یہ حال ہے.........................

نور چشمی امتہ محی الدین لخت جگرم محمد برہان الحق حفظہ اللہ تعالیٰ کی دلہن کی حالت بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ اب بالکل روبہ صحت ہے ۔ حضور اقدس کے برکات دعا وتوجہ قدس سے اب ہم سب کو اس کی بچی عالیہ طلعت کی طرف سے اطمنان حاصل ہے۔ بفضلہ تعالیٰ اب ہوش وحواس بالکل درست ہوگئے ہیں۔

والسلام

فقیر محمد عبد السلام قادری رضوی

(صحائف رضویہ وعرائف سلامیہ قلمی مخزونہ بکتاب خانہ غلام جابر ص:۹۹، ۱۰۰)

دعوت حق

مکتوبات رضا کی روشنی میں

علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ

بانی ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ

میرے اس مقالے کا ماخذ'' مکتوبات امام احمد رضا'' نامی کتاب ہے۔ جسے اہل سنت کے مشہور مورخ حضرت مولانا محمود میاں صاحب قادری نے مرتب فرمایا اور جوکل پبلی کیشنز جامع مسجد دہلی سے شائع ہوئی ہے۔

اس مجموعہ مکاتب میں سے جن مکتوبات کا تعلق میرے اس مقالہ سے ہے وہ صرف چھ ہیں۔ تین مکتوبات تو وہ ہیں جو شیخ الاسلام علامہ شاہ انوار اللہ خان صاحب بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے نام لکھے گئے ہیں اور تین مکتوبات مولانا محمد علی مونگیری ناظم ندوۃ العلماء کے نام مرقوم ہیں۔

تعارفی تمہید کے بعد اب مقالے کے عنوان کی طرف آپ کی گرانقدر توجہ مبذول کراتے ہوئے عرض پرداز ہوں کہ جو لوگ امام احمد رضا کی زبان پر شدت پسندی اور تلخ بیانی کا الزام عائد کرتے ہیں، وہ عصبیت کی عینک اتار کر دیدہ انصاف سے ان خطوط کی زبان ملاحظہ فرمائیں جن کے اقتباسات ذیل میں پیش کررہا ہے اور اسی کے ساتھ یہ نکتہ بھی ذہن میں رکھیں کہ دعوت کی زبان اور فتوے کی زبان میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ دعوت کا تعلق مسئلے کا افہام وتفہیم سے ہے، جب کہ فتوے کی منزل اتمام حجت کے بعد آتی ہے۔

امت کے ایک دردمند مصلح اور دین کے ایک عظیم مجدد کی حیثیت سے امام احمد رضا کو اصلاح مقاصد کے سلسلے میں ان دونوں مرحلوں سے گزرنا پڑا۔ مسئلہ کے افہام وتفہیم اور دعوت کے مرحلے میں زبان کی فروتنی اور نیاز مندی دیکھنے کے قابل ہے، دل اگر پتھر کی طرح سخت نہیں ہے تو پیرائیہ بیان کی لجاجت مخاطب کو پانی پانی کردینے کے لئے کافی ہے۔ لیکن حجت تمام ہوجانے کے بعد جہاں فتوے کی زبان انہوں نے استعمال کی ہے وہ بالکل وہی ہے جو شرعی تعزیرات کے مزاج کا فطری تقاضا ہے۔

جو لوگ صرف فتویٰ پڑھ کر زبان کی سختی کا شکوہ کرتے ہیں وہ دوسرے لفظوں میں اپنے ناقص مطالعہ کا پردہ فاش کرتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ وہ اس زبان کا بھی مطالعہ کریں جو دعوت اور اتمام حجت کے مرحلے میں امام احمد رضا نے استعمال کی ہے۔

اتنی وضاحت کے بعد اب شیخ الاسلام حضرت علامہ شاہ انوار اللہ صاحب کے نام امام احمد رضا کے خطوط کے اقتباسات پڑھیے اور زبان کی لجاجت اور عاجزی کا پیرائیہ بیان ملاحظہ فرمائیے۔

اس خط کا پس منظر یہ ہے کہ اذان ثانی کے مسئلے میں اپنے زمانے کے مشہور فاضل مولانا معین الدین صاحب اجمیری نے القول الاظہر کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا تھا جو امام احمد رضا کے موقف کی تردید میں تھا اس رسالہ کی پیشانی پر "حسب حکم شیخ الاسلام حضرت علامہ شاہ انوار اللہ صاحب" کا فقرہ مرقوم تھا۔ اس تعلق سے امام احمد رضا نے حضرت شیخ کو یہ مکتوب گرامی تحریر فرمایا تھا۔

پہلا خط

بسم الله الرحمن الرحيم نحمده ونصلي على رسوله الكريم

بشرف ملاحظہ والائے حضرت بابرکت، جامع الفضائل، لامع الفواضل، شریعت آگاہ طریقت دستگاہ، حضرت مولانا الحاج مولوی محمد انوار اللہ صاحب بہادر بالقابہ العز۔ سلام مسنون، نیاز مشحون مجلس ہمایوں۔

یہ سگ بارگاہ بیکس پناہ قادریت غفرلہ، ایک ضروری دینی غرض کیلئے مکلف اوقات گرامی ہے۔ پرسوں روز سہ شنبہ شام کی ڈاک سے ایک رسالہ القول الاظہر مطبوعہ حیدر آباد سرکار اجمیر شریف سے بعض احباب گرامی کا مرسلہ آیا۔ جس کی لوح پر حسب الحکم عالی جناب لکھا ہے۔ یہ نسبت اگر صحیح نہیں تو نیاز مند کو مطلع فرمائیں ورنہ طالب حق کو اس سے بہتر تحقیق حق کا کیا موقع ہوگا۔

کسی مسئلہ دینیہ شرعیہ میں انکشاف حق کیلئے نفوس کریمہ جن جن صفات کے جامع درکار ہیں۔ بفضلہٖ عزوجل ذات والا میں وہ سب آشکار ہیں۔ علم وفضل، انصاف، عدل، حق گوئی، حق جوئی، حق دوستی، حق پسندی، پھر بحمدہ تعالیٰ غلامی خاص بارگاہ بیکس پناہ قادریت جناب کو حاصل اور فقیر کا منھ تو کیا قابل ہاں سرکار کا کرم ضرور شامل ہے۔ اس اتحاد کے باعث حضرت کی جو محبت ووقعت، قلب فقیر میں ہے مولیٰ عزوجل اور زائد کرے۔ یہ اور زیادہ امید بخش ہے۔

اجازت عطا ہو کہ فقیر محض مخلصانہ شبہات پیش کرے اور خالص کریمانہ جواب لے۔ یہاں تک کہ حق کا مالک حق واضح کرے۔ فقیر بارہا لکھ چکا اور اب بھی لکھتا ہے کہ اگر اپنی غلطی ظاہر ہوئی بے تامل اعتراف حق کرے گا۔ یہ امر جاہل متعصب کے نزدیک عار ہے مگر عند اللہ اور عند العقلاء باعث اعزاز ووقار ہے۔ اور حضرت تو ہر فضل کے خود اہل ہیں۔ وللہ الحمد!

امید ہے کہ ایک غلام بارگاہ قادری طالب حق کا یہ ماسول یہ حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے مقبول ہو۔ الھم آمین بالخیر یا ارحم الراحمین۔

اگرچہ یہ ایک نوع جرات ہے کہ رجسٹری جواب کیلئے تین آنے کے ٹکٹ ملفوف نیاز نامہ ہیں۔

والتسلیم مع التکریم۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ۔ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ

(مکتوبات امام احمد رضا خان بریلوی ص ۷۹)

انصاف فرمائیں! شیخ اسلام مولانا انوار اللہ خاں صاحب امام احمد رضا کے بزرگوں میں نہیں ہیں۔ بلکہ معاصرین میں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود نیاز مندی اور فروتنی کے اظہار میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں

رکھا ہے۔ الفاظ و بیان کی لجاجت اپنی جگہ پر ہے، مزید انعطاف قلب کے لئے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے بار بار واسطے بھی دیئے جارہے ہیں۔ کلمۂ حق کی سربلندی کی حرص میں کیا اس سے بھی زیادی کوئی کسی کے آگے جھک سکتا ہے۔ معاصرت کی تاریخ میں بے نفسی کا اس سے زیادہ واضح نمونہ ہمیں اب تک نہیں مل سکا۔

پھر امام احمد رضا کی یہ شان احتیاط بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ القول الاظہر کی لوح پر حسب الحکم کا دلخراش فقرہ دیکھ کر کاغذ قلم بھی سنبھالا، تو دفاع کیلئے نہیں، بلکہ یہ تحقیق کرنے کے لئے کہ حضرت شیخ کی طرف سے اس فقرے کا انتساب صحیح بھی ہے یا نہیں؟ یہیں سے امام احمد رضا کے احتساب کی یہ سرشت سمجھ میں آتی ہے کہ تحقیق کے سارے مراحل سے گزرنے کے بعد ہی انہوں نے کسی کے خلاف قلم کی تلوار اٹھائی ہے۔ اسکے پیچھے طبیعت کا کوئی جذبہ انتقام کارفرما نہیں ہے بلکہ حقائق کا تقاضا پورا کیا ہے۔

اپنے تبصرہ کے آخری مرحلے میں امام احمد رضا کے اس خط کی زبان کی طرف بھی اپنے قارئین کی توجہ مبذول کرنا چاہوں گا کہ یہ اسی برس پہلے کی اردو زبان ہے۔ فتوے کی زبان بھی ہم نے پڑھی ہے لیکن خط کی یہ شگفتہ عبارت پڑھ کر اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ زبان کے مختلف اصناف پر امام احمد رضا کو کتنی عظیم دسترس حاصل تھی۔

دوسرا خط

حضرت شیخ الاسلام نے امام احمد رضا کے اسی مکتوب کا جواب چونتیس دن کے بعد عنایت فرمایا۔ حضرت شیخ کا جواب اگرچہ ہمارے سامنے نہیں ہے۔ لیکن جواب الجواب میں امام احمد رضا نے جو مکتوب انہیں لکھا ہے اس کے مضمون سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے حسب الحکم کے انتساب کی صحت سے انکار نہیں فرمایا۔ بلکہ اپنے جواب میں امام احمد رضا کو مشورہ دیا کہ اس مسئلے میں آپ سکوت اختیار فرمائیں۔ جیسا کہ خط کے ان اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے۔

پہلا اقتباس

بشرف ملاحظہ حضرت بالقابہ دام فضلکم   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کرمنامہ بہ عین انتظار ۳۴ دن کے بعد تشریف لایا۔ حضرت نے اس کے بارے میں ترک مکالمہ کے بعض وجوہ تحریر فرمائے ہیں۔

دوسرا اقتباس

''ایک سنی مسلمان کی غلط فہمی اور وہ بھی ایسی کہ اس کا دفع فرض خصوصاً جب کہ وہ درخواست کررہا ہے کہ میرے شبہات کی تسکین ہوجائے، میں قبول حق کیلئے حاضر ہوں۔ اس کو یہ جواب کہاں تک مناسب ہے کہ تو نہ بول یہ مصلحت کے خلاف ہے۔ طلب حق میں وقت صرف کرنا بے ضرورت نہیں ہوسکتا۔ مگر نیاز مند نے حضرت سے مطارحہ نہ چاہی تھی۔

حضور پرنور سیدنا وسیدکم مولانا ومولیکم حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا واسطہ عظیمہ دے کر اس اجازت کی درخواست کی تھی۔ کہ فقیر محض مخلصانہ شبہات پیش کرے اور کریمانہ جواب لے۔ یہ مسئول کسی طرح قابل رد نہ تھا خصوصاً اس حالت میں کہ حضرت کے اسی رسالہ مجازہ کے ص ۳ میں تصریح ہے

کہ سائل کا سوال رد کرنا گناہ کبیرہ ہے۔"

مکتوب شریف کے اس اقتباس میں خاص طور پر قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ دینی مصالح پر مبنی ایک جائز درخواست کے مسترد کردیے جانے کے باوجود اسکا کوئی ناخوشگوار ردعمل تحریر سے ظاہر نہیں ہوتا۔ تکریم وادب کا لب ولہجہ مثل سابق اپنی جگہ برقرار ہے۔ اس خط میں "نیاز مند" اور "کریمانہ جواب" کے الفاظ جتنے عاجزانہ اور ملتجیانہ ہیں اہل ادب سے مخفی نہیں۔

تیسرا اقتباس

رسالہ القول الاظہر میں اندرون مسجد خطبہ کی اذان کی بابت اجماع کا دعویٰ کیا گیا تھا، امام احمد رضا نے اپنے جوابی مکتوب میں اس کے متعلق ارشاد فرمایا۔

"ابھی اجماع ہی کی نسبت عرض کرنا ہے کہ اجماع کا ذکر حضرت نے اپنے کرمنامہ میں بھی فرمایا او روا قعی اجماع ایسی چیز ہے کہ اس کے بعد پھر نزاع کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ لہذا پہلے اس کی نسبت فقیر مستفید انہ سوال پیش کرتا ہے اور الحمدللہ! کہ حضرت کے نزدیک سوال کا رد کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

خصوصا سائل بھی ایک سگ بارگاہ قادری ہے جو اپنے اور حضرت کے اور ثقلین کے مولیٰ وآقا حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا واسطہ دے رہا ہے۔ اب حضرت جیسے غلام سرکار غوثیت، کریم النفس سے یہ سوال زنہار متوقع نہیں۔ والحمد للہ رب العالمین وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ﷺ سیدنا ومولانا محمد والہ واصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین۔"

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۱۸ شوال المکرم ۱۳۳۳ھ (مکتوبات امام احمد رضا ص: ۶۸)

اس کے بعد امام احمد رضا نے اجماع کے دعوے پر بیس ایسے قاہر سوالات معروض خدمت کئے کہ وہ سوالات ہی اجماع کے دعوے کو مسمار کرنے کے لئے کافی تھے۔ لیکن افسوس کہ ان سوالات کا بھی کوئی جواب بارگاہ شیخ سے موصول نہیں ہوا۔ لیکن طالبان حق کو یہ روشنی ضرور ملی کہ حق کا احترام شخصیت کے احترام سے کہیں بالاتر ہے۔ اور اس کے ساتھ آئین جوانمردی کا یہ راز بھی آشکار ہوا کہ اگر کسی مقام پر ادب کا تقاضا اعتراض کی زبان کھولنے سے مانع ہو تو سوال کے ذریعہ بھی حقیقت تک پہنچنے کی راہ ہموار کی جاسکتی ہے۔

تیسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بعد تحیۂ مسنونہ سنیہ۔ گزارش نیاز کی پہلی رجسٹری کا جواب تو ۳۵ دن میں مل گیا تھا لیکن اس ... و رجسٹری کو آج سو دن کامل ہوئے ۱۸ شوال کو گئی تھی۔

آج ۲۹ رمحرم الحرام ہے یہ تو احتمال نہیں کہ جناب جواب سوالات پر [illegible] کر حق اپنی طرف سمجھ لیں اور جواب سے اغماض فرمائیں۔ کہ جناب اس رسالہ میں [illegible] چکے ہیں۔ کہ سوال سائل کا رد کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور یہ احتمال اس سے بھی بعید [illegible] مندرجہ [illegible] قبول سے عدول ہو کہ ترک صواب ترک جواب [illegible] منافی ان دونوں احتمالوں کو گنجائش نہیں دیتے۔ ابرہ

یہی شق متعین ہے کہ ہنوز رائے شریف متردد ہے۔ ایسی حالت میں تاخیر بیجا نہیں۔ نکوگو اگر دیر گوئی چہ غم۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

فقیر احمد رضا عفی عنہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ

(مکتوبات امام احمد رضا خاں بریلوی ص ۸۸)

اس آخری خط کا رنگ خاص طور پر ملاحظہ فرمانے کے قابل ہے کہ انتظار کی جھنجھلاہٹ میں بھی احترام وتکریم کا پیرائیہ بیان اپنی جگہ پر ہے۔ امام احمد رضا پر شدت پسندی اور سخت کلامی کا الزام عائد کرنے والے ان کے ساتھ اگر انصاف کر سکتے ہوں تو اس حسن ظن کی داد دیں کہ ''لاجرم یہی شق متعین ہے کہ ہنوز رائے شریف متردد ہے۔ ایسی حالت میں تاخیر بیجا نہیں۔''

شیخ الاسلام علامہ شاہ انوار اللہ خاں حیدر آبادی کے نام امام احمد رضا کے خطوط پر میرا تبصرہ ختم ہو گیا۔ اب آپ مولانا محمد علی مونگیری ناظم ندوہ کے نام امام احمد رضا کے خطوں کی زبان کا خاص طور پر جائزہ لیں حضرت شیخ الاسلام کے ساتھ امام احمد رضا کا اختلاف صرف علمی سطح کا تھا۔ اسی لئے تحریر میں ان کی شخصیت کی عظمت کا اعتراف سطر سطر سے نمایاں ہے۔ لیکن مولانا محمد علی مونگیری چونکہ عقیدہ کے الزام میں ملوث تھے۔ اس لئے آپ واضح طور پر محسوس فرمائیں گے کہ انکے خط میں امام احمد رضا کی تحریر کا رنگ کافی بدلا ہوا ہے۔ اس کے باجود ''جاں پرسوز'' اور ''سخن دلنواز'' کی خوشبو سے پورا خط معطر ہے۔

پہلا مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

بگرامی ملاحظہ مولوی صاحب نامی مراتب، سامی مناقب مولوی سید محمد علی صاحب ناظم ندوہ ادامہ اللہ بالہدیٰ والمواہب بعد ماہو المسنون ملتمس۔ بعض خدام اجلہ علمائے اہل سنت کے سوالات محض بنظر اتضاح حق حاضر ہوئے ہیں۔ اخوت اسلامی کا واسطہ دے کر بہ نہایت الحاحگزارش کہ اللہ خالص انصاف کی نگاہ سے غور کامل فرمایا جائے۔ واقعی عرض ہے کہ ان میں کوئی غرض نفسانیت ملحوظ نہیں، صرف تحقیق حق منظور ہے۔ لہذا باوصف خواہش احباب ہنوز ان کی اشاعت نہ کی کہ اگر آپ حضرات بتوفیق الٰہی جل وعلا خود ہی اصلاح مقاصد ودفع مفاسد فرمالیں تو خواہی نخواہی فشائے زلات کی کیا حاجت؟''

خط کے اس اقتباس میں پردہ پوشی اور خیر اندیشی کا یہ جذبہ خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ ملزمین کو عوام کی نگاہوں میں رسوا کرنے کے بجائے خود انہیں اپنی اصلاح کا موقع دیا جائے۔ حیرت ہے کہ اس کے باوجود معاصرین امام احمد رضا کو جارح کہتے ہیں۔

دوسرا اقتباس

''مولانا! للہ رجوع الی الحق بہتر ہے یا تمادی فی الباطل؟ مولانا! ہم فقراء کو آپ کی ذات خاص سے علاقہ نیاز ہے۔ خود اپنے علم نافع اور فہم ناصح سے تامل فرمائیں۔ ان اغلاط کی مشارکت میں براہ بشریت خطائی الفکر واقع ہوئی ہو تو رجوع الی الحق آپ جیسے علمائے کرام وسادات عظام کیلئے زین ہے معاذ اللہ عار وشین''

اس اقتباس میں ریشم کی طرح نرم، شبنم کی طرح لطیف وشفاف اورورق گل کی طرح شاداب وخوش رنگ پیرائے بیان کی نزاکتوں کوملاحظہ فرمائیں۔

تیسرا اقتباس

''مولانا! اس وقت ہم فقراء کا آپ کی جناب میں یہی خیال ہے کہ بوجہ سلامت نفس بعض چالاک صاحبوں کی ظاہری باتوں سے دھوکا ہوا ہے ورنہ عیاذ باللہ آپ کو ہرگز مخالفت واضرار مذہب اہل سنت پر اصرار مقصود نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بعض اکابر علماء کی طرح فوراً بہ طیب خاطر مدافعت فرمائیں گے۔ مبارک وہ دن کہ ہمارے معزز عالم آل پاک سید لولاک اپنے جد اکرم ﷺ کی طرف مراجعت اور تلبیس مبتدعین تطلیس متقصمین سے بالکلیہ مجانبت فرمائی۔ الٰہی! صدقہ مصطفیٰ ﷺ کا ان کی آل کو ان کی سنت ان کی جماعت پر مستقیم فرما اور فریب ومغالطہ اصحاب بدع وہوا سے بچا۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

فقیر احمد رضا عفی عنہ از بریلی ۲۹ رشعبان المعظم ۱۳۳۳ھ

(مکتوبات امام احمد رضا خان بریلوی ص ۸۹)

دوسرا مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب مولانا دام فضلکم ہدیہ مسنونہ مہداہ

نامہ نامی آیا ممنونی لایا۔ مظنون تھا کہ یہ قبل وصول نیاز نامہ صرف پرچہ سوالات دیکھ کر تحریر ہوا ہے۔ فقیر کی گزارش کا جواب اقرب الی الصواب عطا ہوگا۔ لہٰذا تین دن منتظر رہا۔ اب جانا کہ ساری گزارشوں کا یہی پاسخ تھا کہ سوال نہ سنیں گے۔ جواب نہ دیں گے۔''

دوسرا اقتباس

''مولانا! مکرما! بحمدہ تعالیٰ یہی جان کر تو گزارش کی تھی کہ ملا زمان سامی نہ صرف مومن بلکہ عالم صافی صوفی صفی ہیں، اسی بنا پر امید کی تھی اور ہنوز یاس نہیں کہ مذہب اہلسنت کے صریح ضرر پسند نہ فرمائیں۔ آپ نے سوالات بالاستیعاب ملاحظہ فرمائے، تو غور نہ فرمایا یا غور فرمایا تو انہیں تحریرات کتب ومضامین ندوہ سے نہ ملا ورنہ یہ آپ جیسے فضلا پر مخفی رہنے کی بات نہ تھی۔''

تیسرا اقتباس

''یہ عام بدمذہبوں سے جو اتحاد، اتفاق، اختلاط امتلاف پکارا جارہا ہے۔ للہ احادیث واقوال ائمہ ونصوص کتب عقائد وغیرہا ملاحظہ ہوں کہ کس قدر بدخواہی دین وسنت میں ڈوبا ہوا ہے۔ احادیث واقوال ائمہ تو اگر ضرورت دے گئی تو بحمد اللہ تعالیٰ سبھی سن لیں گے۔ بالفعل آپ جیسے صوفی صفی منش کو حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ کا ایک ارشاد یاد دلاتا ہوں اور اس عین ہدایت کے امتثال کی امید رکھتا ہوں۔ حضرت ممدوح اپنے مکتوبات شریفہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ''فساد مبتدع زیادہ تر از فساد صحبت صد کافر است''

چوتھا اقتباس

مولانا! خدارا انصاف! آپ یا زید یا اور اراکین مصلحت دین ومذہب کو زیادہ جانتے ہیں یا حضرت شیخ مجدد؟ مجھے ہرگز آپ کی خوبیوں سے امید نہیں کہ اس ارشاد وہدایت بنیاد کو معاذ اللہ لغو وباطل جانئے اور جب وہ حق ہے اور بے شک حق ہے، تو کیوں نہ مانئے۔ جس سے ظاہر کہ کافروں کے بارے میں فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین کا حکم ایک حصہ ہے تو بدمذہبوں کے باب میں سو حصے سے بھی زیادہ ہے۔

مولانا! اشدک اللہ باللہ العزیز الجبار وبحق دین الاسلام وبحق النبی المختار ﷺ کہ پرچہ سوالات کو اول تا آخر بنظر غور صاف قلب سے ملاحظہ فرمائیے۔

پانچویں اقتباس

''مولانا! میں آپ کو سنی فاضل نہ جانتا تو بار بار یوں بالحاح گزارش نہ کرتا۔ پھر عجب عجب ہزار عجب کہ آپ نظر نہ فرمائیں یا سچے خادم سنت واہل سنت کی گزارشوں کو معاذ اللہ تعصب ونفسانیت کے سوءظن پر لے جائیں۔ میں شہادت رب العزت کہتا ہوں۔ وکفی باللہ شہیدا کہ فقیر کے اعتراضات زنہار زنہار تعصب ونفسانیت پر مبنی نہیں۔ صرف دین حق کی حمایت اور اہل سنت کی خیر خواہی مقصود ہے۔ بفرض باطل یہ فقیر نالائق ننگ خلائق نفسانیت بھی کرتا تو حضرت افضل العلماء، تاج الفحول محب رسول مولانا مولوی محمد عبد القادر بدایونی کو معاذ اللہ نفسانیت پر کیا حامل تھا۔ فرض کرو کہ آپ ان کی صفات ملکیہ سے آگاہ نہیں تو کیا استاذ المدرسین بقیۃ الماہرین جناب مولانا مولوی محمد لطف اللہ صاحب کو بھی ندوہ سے تعصب ونفسانیت ہے۔ خدارا کسی ضدی عامی کی نہ سنئے اپنے سچے خیر خواہوں کی بات پر کان رکھئے۔ چلئے یہ بھی ممکن نا کہ یہ سب کسی کے خیال میں نفسانیت پر ہوں مگر جو بات کی گئی ہے اس بغور تو فرمالیجئے۔''

(مکتوبات امام رضا خاں بریلوی ص ۹۲)

تیسرا خط

''مولانا! آپ کے سچے نیاز مند کو ہرگز یہ یقین نہ تھا کہ باوصف یاد دہانی آیات قرآن واحکام ربانی ان محدود سوالوں کے جواب سے بھی پہلو تہی فرمائی جائے گی۔ میں پھر دست بستہ ہزار منتوں کے ساتھ کتاب اللہ وکتاب الرسول یاد دلاتا اور ستر سوالوں کا جواب آپ اور جملہ اراکین اور ان آٹھ کا فوری جواب آپ جیسے عالم مکین سے مانگتا ہوں۔ خدارا انصافی نگاہ سے جواب دیں تو دیکھئے انشاء اللہ تعالیٰ حق ابھی کھل جائے گا جب تک سوالوں پر غور نہیں شب درمیان ہے۔ ان پر نظر ہو سکے وہ دیکھے آفتاب حق روشن وعیاں ہے۔''

(مکتوبات امام احمد رضا خان بریلوی ص ۱۰۱)

اپنے ان مکتوبات گرامی میں امام احمد رضا نے جس جذبہ اخلاص خیر اندیش اور انکسار وتواضع کے ساتھ اتمام حجت کے مراحل سے اپنے آپ کو گزارا ہے۔ اس کی مثال کسی مصلح کی زندگی میں مشکل ہی سے ملے گی۔ بجائے اس کے کہ امام احمد رضا کی اس ادائے دلنوازی اور اس کرشمہ دلیری پر لوگ اپنی جان چھڑکتے اپنے محسن ہی پر طعنہ زن ہو گئے اگر امام احمد رضا کی ناز برداری یاد رکھنے کے قابل ہے تو لوگوں کی ہٹ دھرمی بھی بھولنے کی چیز نہیں ہے۔

(سالنامہ ''معارف رضا'' کراچی شمارہ دوازدہم ۱۹۹۲ء ص: ۹۰ تا ۹۸)

عزیز گرامی مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی ہمارے علمائے کرام کی نئی پیڑھی سے تعلق رکھتے ہیں، وہ سوچنے والے ذہن، محسوس کرنے والے دل اور محنت کرنے والے ہاتھوں کے مالک ہیں- زمانہ طالب علمی کا ایک بڑا حصہ قلندرانہ شان کے ساتھ بسر کیا اور اس عالم درویشی میں صرف قلم کی دولت کے حریص رہے جو دینے والے نے انہیں خوب خوب عطا کیا-

''مکاتیب رضا'' کے بعد ان کی تازہ تالیف ''مشاہیر کے خطوط'' آپ کے ہاتھوں میں ہے- غالب نے ایک خط میں لکھا تھا کہ خط سے نصف ملاقات ہو جاتی ہے- غالب کی منطق کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے اور مرسلہ اور موصولہ دونوں طرح کے خطوط پیش نظر ہوں تو نصف ملاقات مکمل ملاقات میں بدل سکتی ہے-

امام احمد رضا قادری برکاتی نے اپنے مشہور زمانہ سلام میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اپنے نانا جان سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت کا ذکر ''خط توام'' کی تلمیح کا سہارا لے کر بڑے ہی فنکارانہ انداز میں کیا ہے- ''خط توام'' رازداری برتنے میں آسانی پیدا کرنے والا وہ خط ہوتا تھا جس میں ایک صفحے پر ایک عبارت ہوتی تھی اور دوسرے صفحے پر پہلے صفحے کی عبارت کا تکملہ کرنے والی دوسری عبارت- جب دونوں صفحات ملا کر پڑھے جاتے تھے تب اصل مضمون مکمل طور پر سامنے آتا تھا-

ڈاکٹر غلام جابر شمس نے خط توام کا دوسرا ورق بھی حاضر کر دیا ہے- اسے ملاحظہ کیجیے اور مکتوب الیہ امام احمد رضا قدس سرہ کی مکمل شخصیت سے ملاقات کیجیے، اس عبقری شخصیت سے ملیے جس کی مثال سے خاصان ادب کے خزانے خالی ہیں- جو بیک وقت مفسر بھی تھا اور محدث بھی- فقیہ بھی تھا اور مجدد بھی- شاعر بھی تھا اور امام بھی- مرشد برحق بھی تھا اور مرید صادق بھی- جو ایک طرف عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بے تاب نظر آتا ہے تو دوسری طرف رد بدعات میں بھی کوشاں دکھائی دیتا ہے- ''مشاہیر کے خطوط'' میں شامل مکاتیب کے سواد تحریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مشائخ ذوی الاحترام اور علمائے کرام کی نظر میں امام احمد رضا کی قدر و حیثیت کتنی اعلیٰ وارفع تھی- میں مولف کو اس قابل قدر کارنامے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں-

میں نے مولف کی دیگر کتابیں پڑھنے کی سعادت بھی حاصل کی ہے اور یہ پایا کہ اگر وہ چاہیں تو ان کی نثر ایک جداگانہ اور منفرد اسلوب اختیار کر سکتی ہے- ہمارے یہاں ٹھوس علمی کام کرنے والے اچھے نثر نگاروں کی بہت کمی ہے- حضرت علامہ محمد احمد مصباحی جیسی اعلیٰ علمی نثر لکھنے والے خال خال ہیں- یہ فقیر برکاتی صمیم قلب سے دعا کرتا ہے کہ مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس کی علمی صلاحیتیں اور قلم کی طاقتیں کسی بڑے علمی مقصد کو حاصل کرنے میں لگ جائیں تاکہ وہ اور زیادہ فیض رساں بن سکیں- مجھے امید قوی ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا-

سید محمد اشرف قادری برکاتی

انکم ٹیکس کمشنر دہلی